بدعاتِ اہل حدیث

(وکٹورین)

فرقہ اہل حدیث کے علماء اور عوام میں پائی جانی والی چند مشہور بدعات

از قلم: محمد عباس خان

۲ ستمبر ۲۰۱۵

Www.AhlehadeesAurAngrez.Blogspot.Com
Www.Salafiexpose.Blogspot.Com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بدعاتِ اہل حدیث (وکٹورین)

فرقہ اہل حدیث کے علماء اور عوام میں پائی جانی والی چند مشہور بدعات

آلِ وکٹوریہ اپنی ان بدعات کو ثبوت قرآن وحدیث سے دے ورنہ نبی ﷺ کے اس فرمان، كل بدعة ضلالة،

" ہر بدعت گمراہی ہے"۔(صحیح مسلم ج2ص592) کے تحت گمراہ ہیں۔

اگر آپ اپنے مولویوں کا انکار کرتے ہیں تو ہمیں یہ ضرور بتائیں کہ اگر آپ کے علماء غیر مقلد (لایجتہد ولا یقلد) ہو کر حق پر تھے تو آپ حق کا انکار کیوں کرتے ہیں؟ اگر آپ کہتے ہیں غیر مقلد ہو کر وہ حق پر نہیں تھے تو پھر آپ لوگوں کو کیوں ترک تقلید مجتہد کی دعوت دیتے ہیں؟

وکٹورین اہلحدیث یہ سمجھتے ہیں کہ بس یہ چند رسمیں اور خرافات کا نام ہی بدعت ہیں باقی ہم جو کرتے پھریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ فرقہ اہل حدیث میں بھی بدعات پائی جاتی ہیں ہم ان شاءاللہ چند ایک ان میں پائی جانی والی بدعات کو یہاں مختصر بیان کرتے ہیں۔

1:۔امام کے پیچھے فاتحہ فرض

وکٹورین فرقہ اہلحدیث امام پیچھے فاتحہ کو فرض قرار دیتا ہے جو کہ سخت ترین بدعت ہے۔

وکٹورین فتوی

’’فاتحہ خلف الامام فرض ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں‘‘۔

(فتاوے علماء حدیث حصہ 2 ص 120)

نہ یہ قرآن سے ثابت ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی فرض ہے اور نہ پڑھنے والے کی نماز نہیں نہ ہی حدیث سے ثابت ہے لہذا یہ بدعت میں شامل ہے۔

فاتحہ خلف الامام کے سلسلہ میں یہ فرقہ ایک حدیث پیش کرتا ہے عبداللہ بن صامتؓ کی جو کہ صحیح نہیں اور خود ناصر الدین البانی صاحب جو کہ اس فرقہ کے اب تک کے سب سے بڑے عالم، محدث، شمار ہوتے ہیں انہوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔(دیکھئے البانی صاحب کی تحقیق سنن ابی داؤد جلد 1 ص 217)

اس سلسلے میں یہ جاہل وکٹورین صحیح بخاری سے بھی ایک حدیث بطور دلیل پیش کرتے ہیں جس میں لکھا ہے کہ

’’جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں‘‘ جبکہ ان اندھے وکٹوینوں کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ پوری حدیث صحیح مسلم کتاب الصلاۃ میں موجود ہے اور مکمل موجود ہے کہ

أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ» [ص:296] وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فَصَاعِدًا

’’آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جس نے فاتحہ اور کچھ زائد قرآن نہ پڑھا اس کی نماز نہیں‘‘

اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث اکیلے نمازی کیلئے ہے نہ کہ مقتدی کیلئے۔اس کے علاوہ غیر مقلدین کے پاس کوئی ایک بھی دلیل موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی فرض ہے اور نہ پڑھنے والے کی نماز نہیں ہو گی جیسا کہ ان لوگوں نے اس پر فتوے دے رکھے ہیں۔ ہمارا اس فرقے کی جاہل عوام سے آسان سا سوال ہے کہ آپ لوگوں نے امام کے پیچھے فاتحہ فرض ہے کا حکم کہاں سے لیا ہے ذرہ تحقیق کر کے بتائیں؟

یادرہے فرقہ اہل حدیث کی ایک نئی شاخ جو کہ کچھ سال پہلے وجود میں آئی مسعودی فرقہ جو کہ اپنے آپ کو جماعت المسلمین کہتا ہے اس جماعت کے بہت سوں نے اب ترک قرات خلف الامام کی طرف رجوع کر لیا ہے۔

2:۔ننگے سر نماز

فرقہ اہلحدیث نے ننگے سر نماز کو شعار بنالیا ہے اور اسے یہ سنت کہتے ہیں جبکہ یہ سنت نہیں اس کو سنت سمجھنا اور شعار بنانا اس وکٹورین فرقے کی صریح بدعت ہے۔

ابو سعید شرف الدین صاحب غیر مقلد کا رجوع

فرماتے ہیں: ''بعض کا جو شیوہ ہے کہ گھر سے ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ کر آئے ہیں اور ٹوپی یا پگڑی قصداً اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور پھر اس کو سنت کہتے ہیں بلکل غلط ہے۔ یہ فعل سنت سے ثابت نہیں''۔ اگے لکھتے ہیں'' برہنہ سر کو بلا وجہ شعار بنانا بھی خلاف سنت ہے اور خلاف سنت بے وقوفی ہی تو ہوتی ہے''۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج1ص523)

معلوم ہوا کہ یہ وکٹورین فرقہ خلاف سنت نمازیں پڑھتا ہے۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ یہ وکٹورین فرقہ اس مسئلے کو ترک کرے اور اعلانیہ توبہ کرے۔

3:۔ایک مٹھی سے زائد داڑھی کو سنت کہنا اور ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنے کو غلط کہنا

فرقہ اہلحدیث نے ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنے کو غلط کہتا ہے اور ایک مٹھی سے زائد رکھنے کو شعار بنالیا ہے اور اسے یہ سنت کہتے ہیں جبکہ یہ سنت سے ثابت نہیں۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں

تم مشرکین کے خلاف کرو داڑھی چھوڑو موچھیں کترادو پھر حضرت ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی پکڑ لیتے اور ایک مٹھی سے جو بال زیادہ ہوتے انہیں کاٹ دیتے۔"

(صحیح بخاری لباس کا بیان:5892)

حضرت ابن عمرؓ نے ہی نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور ظاہر سے بات ہے خود وہ نبی کی مخالفت تو نہیں کریں گے؟

جبکہ بدعتی غیر مقلد کہتے ہیں کہ نہیں ابن عمرؓ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو خود دیکھا ان پر ہمیں یقین نہیں بلکہ ہم نبی ﷺ کی حدیث کی خود تشریح کریں گے۔

چنانچہ ابن بشیر الحسینوی نامی وکٹورین لکھتا ہے:۔

" ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنا بلکل غلط ہے

عبداللہ بن عمرؓ کی جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ ان کا اپنا عمل ہے اور ان کا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا۔ صحابہ کا اپنا قول اور اپنا عمل دلیل نہیں بنتا''۔(شرعی احکام کا انسائیکلوپیڈیا ص158)

لاحولا ولا قوۃ الا باللہ

کوئی اس جاہل رافضی وکٹورین سے پوچھے کہ صحابہ کا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا تو تجھ وکٹورین کی کیا اوقات کے خود سے فتوے دے رہا ہے کہ مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنا بلکل غلط ہے۔

غیر مقلد عوام کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ ان کے جاہل مولوی ائمہ اربعہ اور صحابہ سے ہٹا کر صرف اپنی جاہلانہ تحقیق کے پیچھے ہی انہیں لگا کر رکھے ہوئے ہیں۔

ملاحظہ ہو آل وکٹوریہ کا عمل

4:۔ٹانگیں پھیلا کر نماز پڑھنا

فرقہ اہلحدیث آج کل جتنی ٹانگیں پھیلا کر نماز پڑھتا ہے جو کہ ادب کے بھی خلاف ہے اور یہ ان وکٹوینوں کی اپنی نکالی ہوئی بدعت ہے ایسے کوئی شخص کسی کے سامنے حتہ کہ اپنے باپ کے سامنے بھی نہیں کھڑا ہو سکتا جبکہ یہ بدعتی وکٹوُرین اللہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

ملاحظہ ہو آل وکٹوریہ کا عمل

5:۔رفع یدین کو سنت موکدہ یا فرض واجب کہنا

رفع یدین کے مسئلہ میں ائمہ اربعہؒ میں اجتہادئی اختلاف ہے شافعی اور حنبلی رفع یدین کرتے ہیں لیکن اسے فرض واجب یا سنت موکدہ نہیں سمجھتے جبکہ حنفی اور مالکی ترک رفع یدین کے قائل ہیں۔رفع یدین کو سنت موکدہ یا فرض واجب کہنا ان وکٹوینوں کی اپنی نکالی ہوئی بدعت ہے۔قرآن و حدیث سے رفع یدین کے سنت موکدہ، فرض یا واجب ہونے کا کوئی بھی ثبوت موجود نہیں ہے بلکہ رفع یدین کا جوتے پڑھ کر نماز پڑھنے جتنا بھی ثبوت موجود نہیں اور نہ رفع یدین کے ہمیشہ ہونے پر کوئی ایک بھی صحیح صریح دلیل موجود ہے سب دلائل ضعیف ہے۔اس کے بر

عکس ترک رفع یدین پر ابن مسعودؓ کی نبی کریم ﷺ سے مشہور حدیث موجود ہے۔ جس کے متعلق خود فرقہ اہلحدیث کے اب تک کے سب سے بڑے عالم ناصر الدین البانی صاحب نے اعتراف حق کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

''حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے''۔

(مشکاۃ المصابیح تحقیق ناصر الدین البانی ج1 ص254)

جبکہ آج کے بدعتی غیر مقلدین کے ہاں رفع یدین عندالرکوع فرض اور واجب ہے دیکھئے:

(سلفی تحقیقی جائزہ ص246)

6:۔ حلال جانوروں کی ہر چیز حلال

آلِ وکٹوریہ کے ہاں حلال جانوروں کی ہر چیز (پیشاب، پاخانہ، پیپ، تھوک) حلال ہے۔

آل وکٹوریہ کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''جتنے حلال جانور ہیں نا کے تمام اجزاء حلال ہیں ان کی کوئی چیز حرام نہیں''۔

(فتویٰ نذیریہ جلد3 ص320)

اس سے معلوم ہو گیا کہ آل وکٹوریہ کے شیخ الکل حلال جانور کا پیشاب پاخانہ وغیرہ کو حلال سمجھنے کے قائل تھے اور یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ حلال جانوروں کی ان چیزیوں کو ویسے ہی پھینکتے ہوں گے کیونکہ حلال چیز کو پھینکنا یا ضائع کرنا

گناہ ہے اور شیخ الکل یقیناً یہ گناہ نہ کرتے ہوں گے یا اپنے واسطے استعمال کرتے ہوں گے یا اپنی جماعت اہلحدیث کے واسطے۔

7:۔ناپاک کپڑوں میں نماز صحیح

اگر کسی وکٹورین کے کپڑوں پر کسی حلال جانور کا پیشاب، پاخانہ لگا ہو تو

آل وکٹوریہ کے شیخ الحدیث مفتی عبدالستار صاحب نے ان کیلئے آسانی کر دی ہے فرماتے ہیں:

''اس میں نماز پڑھنی بلکل درست ہے''۔(فتاویٰ ستاریہ ج1 ص105)

آل وکٹوریہ اکثر اپنے علماء کو نہ ماننے کا دعوی کرتی ہے یقیناً اُن کے جہلا یہاں بھی کریں گے بس ان سے ایک سوال ہے اور ایک مطالبہ ہے سوال یہ ہے کہ

سوال یہ ہے کہ اگر ترک تقلید کے بعد آپ کے مولوی حق پر تھے تو آپ حق کا انکار کر کے گمراہ کیوں ہوتے ہیں؟

یا پھر اگر ترک تقلید کے بعد آپ کے مولووی گمراہ ہی ہوئے ہیں تو پھر لوگوں کو کیوں ترک تقلید کی دعوت دیتے ہیں؟

مطالبہ یہ ہے کہ آپ نے جو اپنا نام انگریز سے اہل حدیث الارٹ کروایا تھا وہ اسے واپس کر دیں۔

8:۔اکھٹی تین طلاق کو ایک کہنا

اکھٹی تین طلاق کو ایک قرار دینا آل وکٹوریہ کی بدعت ہے اکھٹی تین طلاق ایک ہے اس کا کوئی بھی ثبوت نہ قرآن پاک میں ہے نہ ہی حدیث میں ہے۔اس مسئلے میں آل وکٹویہ کے پاس ایک بھی صحیح صریح مرفوع حدیث موجود نہیں صحیح مسلم کی روایت بطور دلیل پیش کرتے ہیں لیکن اس میں طلاق کے اکھٹے ہونے کا کوئی ذکر موجود نہیں اس روایت کا خود سے معنی کرنا ہو تو پھر اس سے الگ الگ مجلسوں کی تین طلاق بھی ایک ہونا ثابت ہو جاتی ہیں جبکہ اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ وہ حدیث غیر مدخولہ کیلئے ہے

غیر مدخول بہا عورت (جس سے نکاح ہو گیا مگر ہمبستری نہیں ہوئی) کو ایک مرتبہ طلاق کہنا ہی نکاح سے نکال دیتا ہے اور اکھٹی تین دینے کی صورت میں تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور وہ حرام ہو جاتی ہے۔

حضرت معاویہ بن ابی عیاش انصاریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور عاصم بن عمروؒ کی مجلس یں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضرت محمد بن ایاس بن بکیرؒ تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ ایک دیہاتی گنوار نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی (جس سے ابھی تک ہمبستری نہیں کی گئ) کو تین طلاقیں دے دی ہیں اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے فرمایا جا کر عبداللہؓ بن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھو میں ابھی ان کو حضرت عائشہؓ کے پاس چھوڑ کے آیا ہوں مگر جب ان سے سوال کر چکو تو واپسی پر ہمیں بھی مسئلہ سے آگاہ کرنا جب سائل ان کے پاس حاضر ہوا اور دریافت کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ فتویٰ دیجئے لیکن سوچ سمجھ کر بتانا کیونکہ مسئلہ پیچیدہ ہے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک طلاق اس سے علیحدگی کیلئے کافی تھی اور تین طلاقوں سے وہ اس پر حرام ہو گئی ہے، '' حَتّٰی تَنۡکِحَ زَوۡجًا غَیۡرَہٗ '' (الایۃ) '' حتیٰ کہ کسی اور مرد سے نکاح نہ کرلے ''۔اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی یہی فتویٰ دیا۔

(السنن الكبري للبيهقي جلد 7 ص 549، جامع الاصول جلد 7 ص 599؛ صحیح)

قابل غور بات ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے تین طلاق کے واقع ہونے پر قرآن سے استدلال کیا ہے یہ نہیں کہا کہ حضرت عمرؓ نے ایسا کہا تھا۔

مسئلے کی وضاحت

غیر مدخول بہا عورت صرف اکھٹی تین طلاق دینے سے ہی حرام ہوتی ہے اس پر تین طلاق واقع ہونے کی یہی صورت ہے جب اسے اکھٹی تین طلاقیں دیں جائیں کہ ''تجھے تین طلاق'' اور اگر غیر مدخولہ کو اسطرح صرف ایک مرتبہ ''طلاق'' یا پھر ''طلاق، طلاق، طلاق'' کہہ کر طلاق دی جائے تو پہلی بار طلاق کہنے سے ہی اس پر طلاق پڑھ جاتی ہے اور دوسری دو طلاق کیلئے وہ عورت اجنبی ہو جاتی ہے لہذا وہ دو بیکار جاتی ہیں، اور اس ایک طلاق کے بعد غیر مدخولہ عورت حرام نہیں ہوتی دوبارہ اسی مرد سے نکاح کرنے کی گنجائش موجود ہے یہ درست طریقہ ہے۔ یہی معاملہ حضورؐ کے دور میں رہا کہ جب غیر مدخولہ کو اگر کوئی اس طرح سے تین طلاق دے دیتا تو وہ پہلی طلاق پڑتے ہی وہ عورت اس کیلئے اجنبی ہو جاتی پھر باقی دو مرتبہ طلاق کہنا ایسا ہی ہوتا جیسے کوئی کسی اجنبی عورت کو طلاق کہے اسی لئے یہ فضول جاتیں، (یہ مسئلہ کبھی نہیں بدلہ گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ایسا ہی رہا اب بھی ایسا ہی ہے) لیکن جب غیر مدخولہ کو بھی اکھٹی تین طلاق ''تجھے تین طلاق'' کہہ کر طلاق دی جائے تو اس عورت پر پوری تین طلاق پڑ جاتی ہیں وہ عورت تین طلاق کے بعد کی طرح حرام بھی ہو جاتی ہے اسی مرد سے دوبارہ نکاح کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جیسے جیسے اسلام دور دور تک پھیلتا گیا نئے نئے مسئلے پیدا ہوتے گئے لوگوں کی کثرت صحیح مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی غیر مدخول بہا بیوی کو بھی اکھٹی تین طلاق دے کر جدا کرنے لگی تو اب طلاقیں تو تین ہی واقع ہو رہی تھیں تو حضرت عمرؓ نے بھی اسی کو نافذ کر دیا اور لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ غیر مدخولہ بھی اکھٹی تین طلاق کے بعد حرام ہو جاتی ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ غیر مدخولہ کو جس طرح الگ الگ کر کے تین طلاق دینا ایک شمار ہوتا ہے ایسے ہی اکھٹی تین دینا بھی ایک شمار ہو گا۔

اس کے بعد دوسری دلیل بھی یہ پیش کرتے ہیں جو کہ دنیا کے بہت ہی کمزور دلیل ہے اور یہ ضعیف ترین حدیث ایسی نہیں کہ اس سے دلیل پکڑی جاسکی۔اگراس حدیث کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر دنیا کی کوئی حدیث بھی ضعیف نہیں ہوسکتی۔ایک نہیں بلکہ بہت طرحوں سے وہ حدیث ضعیف ہے۔

ابوسعید شرف الدین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

یہ مسلک (یعنی اکھٹی تین طلاق کو ایک کہنے کا) صحابہؓ تابعین و تبع تابعینؒ وغیرہ ائمہ محدثین متقمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سسو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الااسلام ابن تیمیہ کے فتوے کے پابند اور ان کے متقد ہیں یہ فتوی (ابن تیمیہ) نے ساتوں صدی ہجرے کے آخیر میں دیا تھا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی''۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد2ص219)

هذا وعندنا أن الإمام ابن القيم وشيخه إماما حق من أهل السنة، وكتبهم عندنا من أعز الكتب، إلا أنا غير مقلدين لهم في كل مسألة، فإن كل أحد يؤخذ من قوله ويترك إلا نبينا محمدا صلى الله عليه وسلم؛ ومعلوم مخالفتنا لهما في عدة مسائل، منها: طلاق الثلاث بلفظ واحد في مجلس، فإنا نقول به تبعا للأئمة الأربعة، ونرى الوقف صحيحا، والنذر جائزا، ويجب الوفاء به في غير المعصية.

مجموعہ رسائل ومسائل علماء نجد کے جامع شیخ عبدالرحمن بن محمد بن قاسم العاصمي النجدي الحنبلي، الشیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوھاب کا فرمان لکھتے ہیں کہ : ہمارے نزدیک امام ابن القیم اور ان کے شیخ (ابن تیمیہ) أهل السنة میں سے حق کے امام ہیں، اور ان کی کتابیں ہمارے نزدیک مستند کتابیں ہیں، لیکن ہم ہر مسئلہ میں ان (امام ابن القیم

اور امام ابن تیمیہ) کی تقلید نہیں کرتے کیونکہ سوائے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کسی کا قول لیا بھی جاتا ہے اور چھوڑا بھی جاتا ہے، لہذا ہم نے کئی مسائل میں ان دونوں (امام ابن القیم اور امام ابن تیمیہ) کی مخالفت کی ہے جو کہ ایک معلوم بات ہے، مثلا انہی مسائل میں سے ایک لفظ کے ساتھ ایک مجلس میں تین طلاقوں کا مسئلے میں ہم أئمہ أربعہ (امام أبو حنیفہ، امام شافعی، امام أحمد بن حنبل، امام مالک) کی پیروی کرتے ہیں، (یعنی ایک لفظ کے ساتھ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں، یہی أئمہ أربعہ اور جمہور اُمت کا اور یہی شیخ ابن عبدالوھاب اور اس کے پیروکاروں کا مسلک ہے)

(الدرر السنیۃ: کتاب العقائد، ١/٢٤٠)

آل وکٹوریہ کے بڑے علماء نے اس مسئلے میں رجوع کیا جس میں سے ان کے نامور عالم زبیر علی زئی صاحب سر فہرست ہیں اور ان کے کئی شاگردوں نے بھی رجوع کر لیا ہے لیکن جماعت کی بدنامی کے ڈر سے حق کو چھپائے بیٹھے ہیں صرف تھوڑے تھوڑے آشارے دے کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے

حق چھپانے والے پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ آیت 159 میں لعنت فرمائی ہے۔

9:۔ مرغی کی قربانی

آل وکٹوریہ عیدپر انڈے اور مرغی کی قربانی کی قائل ہیں جبکہ نہ قرآن سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے نہ کسی ایک صحیح حدیث سے نہ ہی کسی صحابی سے۔ یہ آل وکٹوریہ کی نکالی کو بدترین بدعت ہے۔

آل وکٹوریہ کے شیخ الحدیث اور مفتی عبدالستار صاحب لکھتے ہیں:

"شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے"۔

(فتاؤستاریہ ج2ص72)

آل وکٹوریہ کے ایک اور عالم عبدالوہاب صاحب لکھتے ہیں:

"مرضی کی قربانی جائز ہے"۔

(مقاصدالامامہ ص5)

جاہل وکٹورین اس کے دفاع میں کہتے ہیں حضرت بلالؓ کا قول ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ وکٹورین آج تک ایسا کوئی قول کسی صحیح سند سے ثابت نہیں کر سکے۔

وکٹورینوں کی عادت ہے کہ جب ان کا کوئی مولوی ان کے گلے میں پھندا بن جائے تو فوراً اس سے جان چھڑانے کیلئے کہتے ہیں ہم اس کے مقلد نہیں۔ یہاں یہ وکٹورین ضرور بتائیں کہ آپ کا وہ مولوی کس کا مقلد تھا؟ وہ بھی تو آپ کی طرح یہی کہتا تھا میں قرآن حدیث مانتا ہوں اور کسی کا مقلد نہیں ہو گیا بالاخر وہ گمراہ ہوا جب آپ کے بڑے مولوی اجتہاد سے جاہل اور ترک تقلید کر کے قرآن حدیث کو صحیح نہیں سمجھ سکے اور گمراہ ہی ہوئے ہیں تو پھر آپ لوگوں کو ترک تقلید کی دعوت کی دیتے ہیں؟

10:۔ناخن پالش لگے ہونے کے باوجود وضو

آل وکٹوریہ کے مفتیان نے یہ بھی فتوی دے رکھا ہے کہ ناخن پالش لگے ہونے باوجود وضو ہو جاتا ہے۔دیکھئے (فتاویٰ اہل حدیث جلد2ص11)

یادرہے ناخن پالش لگے رہنے سے پانی ناخن تک نہیں پہنچ سکتااور حدیث میں ہے کہ

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے وضو کیااوراس کے پاؤں پر ایک ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی نبی کریم ﷺ نے اس کو دیکھاتوارشاد فرمایا کہ واپس جاؤ پس اپناوضو اچھی طرح کرو پس وہ لوٹ گیا پھر نماز پڑھی۔(صحیح مسلم جلد1حدیث576)

آل وکٹویہ کا یہ مسئلہ حدیث کے بھی خلاف ہےاوران کی نکالی ہوئی بدعت ہے جس کو کرنے کیلئے یہ فتوے دیتے ہیں اوران کی جاہل عوام ان پر خوشی سے عمل کررہی ہے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

11:۔بے وضواور پلید شخص کاقرآن پاک کو چھونا

آل وکٹوریہ کی بدعتوں میں سے ایک بدعت یہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک قرآن کو چھونے کیلئے طہارت شرط نہیں۔دیکھئے(نزل الابرارج1ص9)

نزل الابرار کے مصنف نواب وحیدالزمان کو آج کل کی وکٹوین عوام اپنی جماعت سے خارج بتاتی ہے لیکن ان کے بڑے بڑے علماء نواب وحیدالزمان کوامام اہل حدیث کہتے ہیں

دیکھئے(سلفی تحیقیق جائزہ ص635)

اور ان کے متعلق کہتے ہیں کہ نواب وحید الزمان صاحب آخری دم تک اہل حدیث رہے۔

دیکھئے

(ماہنامہ محدث ج35 جنوری2003ص77)

وکٹورین اپنے ایک مولوی زبیر علی زئی کی عبارت لے کر پھرتے ہیں کہ زبیر علی زئی نے لکھا کہ وحید زمان ہمارا نہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ

غیر مقلدین کے گھر کی شہادت کہ زبیر علی زئی کذاب تھا اور محدثین کی طرف بھی جھوٹ منسوب کر دیتا تھا۔

چنانچہ اہل غیر مقلد عالم کفایت اللہ صاحب سنابلی لکھتے ہیں:

زبیر علی زئی صاحب اپنے اندر بہت ساری کمیاں رکھتے ہیں مثلاً خود ساختہ اصولوں کو بلا جھجک محدثین کا اصول بتلاتے ہیں بہت سارے مقامات پر محدثین کی باتیں اور عربی عبارتیں صحیح طرح سے سمجھ ہی نہیں پاتے، اور کہیں محدیث کے موقف کی غلط ترجمانی کرتے ہیں یا بعض محدثین واہل علم کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن سے وہ بری ہوتی ہیں۔ اور کسی سے بحث کے دوران مغالطہ بازی کی حد کر دیتے ہیں اور فریق مخالف کے حوالے سے ایسی ایسی باتیں نقل کرتے ہیں یا اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کر دیتے ہیں جو اس کے خواب وخیال میں بھی نہیں ہوتیں۔

(زبیر علی زئی پر رد میں دوسری تحریر ص2)

اور اگر ان کی یہ بات مان لی جائے کہ وہ گمراہ ہو گیا تھا تو پھر ہم یہی کہتے ہیں کہ ترک تقلید کا اور کیا انجام ہونا ہے جب تمہارا سب سے بڑا مولوی جسے اس وقت امام اہل حدیث کہا جاتا تھا ترک تقلید کے بعد اپنا ایمان نہیں محفوظ کر سکا تو تم لوگوں کی کیا اوقات۔ اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو گا کہ ترک تقلید مجتہد صرف گمراہی ہی ہے۔

ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ مذہب اربعہ سے چاہے کوئی اعلانیہ نکلا ہو یا عملاً نکلا ہو وہ گمراہ ہی ہوا ہے۔

بہر حال دوسری طرف آل وکٹویہ کے دوسری علماء نے بھی یہ فتوی دے رکھا ہے اور آل وکٹوریہ بھی اسی مسئلے پر عامل ہے۔

چنانچہ نواب نورالحسن صاحب فرماتے ہیں

بے وضو شخص کیلئے قران کو چھونا جائز ہے۔ (عرف الجادی ص 15)

12:۔ تراویح، تہجد اور وتر کو ایک ہی کہنا

آل وکٹوریہ کے ہاں نماز تراویح، تماز تہجد اور نماز وتر ایک ہی ہیں نہ قرآن میں لکھا ہے کہ وتر، تہجد اور تراویح ایک ہے نہ کسی حدیث میں لکھا ہے یہ ان وکٹورینوں کی نکالی ہوئی بدترین بدعت ہے۔

یہ وکٹورین اکثر کہتے ہیں کہ ہم ہر مسئلہ قرآن حدیث قرآن حدیث سے نکالتے ہیں ذرہ یہ مسئلہ قرآن حدیث سے نکالیں ورنہ اس پر حکم لگائیں کہ یہ بدعت کیا ہے۔

آل وکٹویہ کے محدث زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''تہجد، تراویح، قیال اللیل، قیام رمضان اور وتر ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں''۔

(تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ ص16)

آل وکٹویہ کے ایک اور بڑے محدث ناصر الدین البانی صاحب نے نماز کو تراویح کہا ہے۔

دیکھئے(ترجمہ قیام رمضان ص30)

جاہل وکٹوین کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ان کے نزدیک نماز وتر سنت موکدہ ہے اور سنت موکدہ کا تارک گنہگار ہوتا ہے اور یہاں پر جب تراویح اور وتر کو ایک ہی کہا جا رہا ہے تو پھر تراویح بھی سنت موکدہ ہوئی اور تراویح کے متعلق آل وکٹویہ کا فتوی ہے کہ کوئی شخص اگر تراویح نہ پڑھنا چاہے تو نہ پڑھے۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی ص58)

اس فتوے کے بعد آل وکٹویہ کو نفس پرست کہنا غلط نہ ہوگا۔

13:۔ایک ہاتھ سے مصافحہ

آل وکٹویہ دونوں ہاتھوں سے مصافحے کو غلط کہتا ہے اور ایک ہاتھ سے مصافحے کو سنت کہتا ہے جو کہ ان کی نکالی ہوئی بدعت ہے اور کتاب وسنت میں اس کا کہیں بھی ثبوت موجود نہیں کہ مصافحہ دو ہاتھ سے غلط اور ایک ہاتھ سے سنت ہے۔

آل وکٹوریہ کے شیخ الحدیث عبد المنان نور پوری صاحب سے سوال ہوا کہ ''دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا کیسا ہے''

توجواب دیتے ہیں

دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ سلام ملاقات والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

(احکام ومسائل ج1 ص532)

آل وکٹوریہ اب آنحضرت ﷺ سے ایک ہاتھ سے مصافے کا ثبوت دے۔

: صحیح بخاری (ج:۲ص:۹۲۶) میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے

"علمنی النبی صلی الله علیہ وسلم التشهد وكفّی بین كفّیہ۔"

ترجمہ:... ''مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات سکھائی، اوراس طرح سکھائی کہ میرا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔''

اِمام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث "**باب المصافحة**" کے تحت ذکر فرمائی ہے، اوراس کے متصل "**باب الأخذ بالیدین**" کا عنوان قائم کرکے اس حدیث کو مکرّر ذکر فرمایا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنتِ نبوی ہے، علاوہ ازیں مصافحہ کی رُوح، جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

نے تحریر فرمایا ہے

اپنے مسلمان بھائی سے بشاشت سے پیش آنا، باہمی اُلفت ومحبت کا اظہار ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص:۱۹۸)

: امام بخاری حضرت حماد بن زید اود عبد اللہ بن مبارک کا عمل نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

صافح حمادبن زيد ابن المبارك باليدين (صحيح بخاری)

مطلب حماد بن زید نے جو عبداللہ بن مبارک کے استاذ ہیں اپنے شاگرد سے دو ہاتھ سے مصافحہ کیا۔

14:۔قربانی میں مرزئی (غیر مسلم) بھی شریک ہو سکتے ہیں

آل وکٹوریہ قربانی میں مرزئیوں کی شرکت کو بھی جائز سمجھتی ہے۔

چنانچہ آل وکٹویہ کے ایک مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''باقی رہی مرزائی کی شرکت تو اس کے متعلق بھی حرام کا فتوی نہیں لگا سکتے''۔

(فتویٰ علمائے حدیث ج13ص89)

آل وکٹوریہ اپنے اس عمل کی کوئی صحیح صریح حدیث پیش کرے نہیں تو تسلیم کرے کہ یہ ان کی نکالی ہوئی بدعت ہے۔

15:۔اجماع حجت شرعیہ نہیں

آل وکٹویہ کے ہاں اجماع حجت شرعیہ نہیں جو کہ ان کی بدعتوں میں سے ایک بڑی بدترین بدعت ہے۔

بعض وکٹورین زبانی طور پر تو کہتے ہیں کہ ہم اجماع کو مانتے ہیں لیکن عملی طور پر بہت سے ثابت شدہ اجماعی مسائل کے منکر ہیں۔ مثال کے طور پر کتاب الاجماع جو کہ تیسری صدی ہجری میں لکھی گئی اس میں امت کے اجماعی مسائل ذکر ہیں ان میں اکھٹی تین طلاق کے واقع ہونے کے متعلق لکھا ہے دیکھئے

(ترجمہ کتاب الاجماع ص 91۔92۔93)

یاد رہے اس کا ترجمہ بھی کسی غیر مقلد عالم نے کیا ہے۔

علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں:۔

" ہم یقین رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ کے جسد شریف کو زمین نے نہیں کھایا اور اس پر اجماع ہے"۔(القول البدیع ص 335)

جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ قرآن حدیث کے خلاف اجماع ہے یا میں قرآن حدیث کے خلاف اجماع نہیں مانوں گا تو وہ اللہ کے نبیؐ کے فرمان کا منکر ہے۔ کیونکہ نبی نے اپنی زبان سے فرمادیا کہ:

اللہ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔(مستدرک الحاکم سندہ صحیح)

اب وہ شخص اس حدیث کے خلاف کہتا ہے کہ یہ قرآن حدیث کے خلاف جمع ہیں۔ اللہ نے انہیں قرآن حدیث کے خلاف جمع کر دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بات نبی کی بات سے زیادہ معتبر ہے۔ نعوذ باللہ

اب اگر کوئی وکٹورین کہتا ہے کہ میں اجماع کو تو مانتا ہوں تو وہ یہ بتائے کہ کیسے پتا چلتا ہے کہ کسی مسئلہ پر اجماع ہے۔ کیونکہ یہ وکٹورین بھت سے اجماعی مسائل کا انکار اور ان سے جان چھڑانے کیلئے اللہ کے نبیؐ کی حدیث (کہ اللہ

میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔سند صحیح)کے خلاف کہہ دے گا یہ اجماع قرآن حدیث کے خلاف ہے یعنی کہ یہ گمراہی پر جمع ہیں اللہ نے انہیں گمراہی پر جمع کر دیا ہے۔

جبکہ آل وکٹوریہ زبان سے بے شک وقتی طور پر دعوی کرے کہ وہ اجماع مانتی ہے لیکن حقیقت میں وہ اجماع کی منکر ہے۔اجماع کا انکار وہ حیلے اور بہانوں سے اور فرمائشی دلائل کا مطالبہ کر کے بھی کرتے ہیں۔

بہر حال آل وکٹویہ کے بعض علماء اس کی صراحت کر گے ہیں کہ ان کے ہاں اجماع حجت نہیں۔

چنانچہ آل وکٹویہ کے شیخ الحدیث عبد لمنان نورپوری صاحب لکھتے ہیں:

اجماع صحابہ اور اجماع ائمہ مجتہدین کا دین میں حجت ہونا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔

(مکالمات نورپوری ص85)

آل وکٹویہ کے ایک اور مفتی نور الحسن صاحب لکھتے ہیں

''اجماع چیزی نیست'' یعنی اجماع کی کوئی حیثیت نہیں۔(عرف الجادی ص3)

16:۔طلاق کی کوئی حد نہیں بار بار طلاق بار بار رجوع کرنا جائز

آل وکٹوریہ کے شیخ الحدیث مفتی محمد عبداللہ ویرووالوی صاحب ایک عنون بار بار طلاق بار بار رجوع کے تحت ایک سوال اور اس کا جواب لکھتے ہیں کہ

سوال: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد 10 یوم زید نے رجوع کر لیا پھر کچھ عرصے بعد دوبارہ تنازع ہونے کی صورت میں اس نے طلاق دے دی۔ آٹھ یوم کے بعد پھر رجوع کر لیا۔ اس نے چار پانچ مرتبہ ایسا ہی کیا۔ طلاق دے دی اور رجوع کر لیا زید کو اس مسئلہ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟؟ اب پھر دوبارہ رجوع کرنا چاہتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ اللہ آپ جو جزائے خیر دے۔

جواب:

صورت مسئولہ میں رجوع کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ دو گواہوں کے روبرو رجوع کر کے بیوی کو آباد کر سکتا ہے

(فتاویٰ جات ص 482)

اس احمق مولوی نے طلاق کی مقدار ہی ختم کر دی جو کہ شریعت نے ہمیں دی تھی۔

اب کوئی غیر مقلد صبح شام بیوی کو طلاق دیتا پھرے اور رجوع کرے بیوی اس کے لئے حلال ہے۔

17:۔ غیر مجتہد بھی اجتہاد کرے

آل وکٹوریہ کے ہاں اجتہاد ہر ایک کو اجتہاد کرنا چاہے جس کا ثبوت کتاب وسنت میں کہیں بھی نہیں، اگر ہر ایک کو اجتہاد کی اجازت ملے تو پھر ہر کوئی غیر اجتہادی مسائل میں اجتہاد کر لے اور اجماعی مسائل کو بھی اجتہادی میں دھکیل کر اپنا من پسند عقیدہ اور عمل بنا لے۔

آل وکٹوریہ کے محدث زبیر علی زئی صاحب ایک سائل کو مختصر جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

"باقی امور میں خود اجتہاد کر لیں" (فتاویٰ علمیہ ص198)

آل وکٹوریہ کا یہ عمل قرآن وسنت سے قطعاً ثابت نہیں اس حرکت کا مقصد صرف لوگوں کو مذہبی ودینی پابندی سے نکال کر بے دین اور لا مذہب بنانا ہے اور مسلمانوں کے بیچ ہی فتنے اور فساد پیدا کرنا ہے اور یہ مقصد انگریز نے ان کے بڑوں کو دیا تھا جس کا اعتراف ان کے بعض بزرگوں نے مرنے سے پہلے کیا ہے۔

چنانچہ آل وکٹوریہ کے مجدد صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں

یہ لوگ (غیر مقلدین) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔ خصوصاً در بار دہلی سے جو سب درباروں کا سردار ہے۔

(ترجمان وہابیہ ص32)

جناب مولانا محمد حسن صاحب غیر مقلد بٹالوی جنہوں نے اپنے فرقہ کا نام انگریز سے اہلحدیث الارٹ کروایا تھا خود فرماتے ہیں: "اے حضرات یہ مذہب سے آزادی اور خود سری وخود اجتہادی کی تیز رہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندستان کے شہر وبستی وکوچہ وگلی میں پھیل گئ ہے۔

(اشاعت السنۃ ص ۲۵۵)

ابراہیم سیالکوٹی صاحب بھی اس فرقے کے بڑے علماء میں شمار ہوتے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

جماعت اہل حدیث اپنے ناقص العلم اور نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور پرانے کانگرسی ہیں جو کانگریس کا حق نمک ادا کرنے کیلئے ایک نہایت گہری دوز تجویز کے تحت انگریزی پالیسی ڈیوائڈ اینڈ رول لڑاؤ اور حکومت کرو تفرقہ ڈالو اور فتح کرو سے مسلمانوں

کے اختلافی مسائل میں مشغول کر کے باہمی اتفاق میں رکاوٹ اور مسلمانوں میں خصوصاً اہلحدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔(احیاء المیت ص36)

اس کے علاوہ آل وکٹوریہ میں اور بھی بہت ساری بدعات پائی جاتی ہیں ہم نے چند ایک مختصر کر کے پیش کر دیں ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

فرقہ اہل حدیث کے عقائد و نظریات کیلئے ہماری کتاب ملاحظہ کیجئے

''عقائد علماء اہل حدیث''

ویب سائٹ

http://ahlehadeesaurangrez.blogspot.com/

تعريف التقليد في رد شبهات علي التقليد

تقلید کی تعریف اور اس کی تائید میں 1400 سال کی اسلامی تاریخ میں ہر صدی کے مشہور علماء، فقہاء اور محدثین کے اقوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقلید کی لغوی تعریف

تقلید کے لفظ کا مادہ "قلادہ" ہے۔ جب انسان کے گلے میں ڈالا جائے تو "ہار" کہلاتا ہے اور جب جانور کے گلے میں ڈالا جائے تو "پٹہ" کہلاتا ہے۔

تقلید کا مادہ "قلادہ" ہے، باب تفعیل سے "قلد قلادۃ" کے معنی ہار پہننے کے ہیں؛ چنانچہ خود حدیث میں بھی "قلادہ" کا لفظ "ہار" کے معنی میں استعمال ہوا ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: "اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً"۔

(بخاری، کتَاب النِّکَاحِ، بَاب اسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوسِ وَغَيْرِهَا، حدیث نمبر: ٤٧٦٦، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: انہوں نے حضرت اسماءؓ سے ہار عاریۃً لیا تھا۔

غیر مقلدین کے ہاں یہاں اس کا معنی پٹا ہو گا۔ معاذاللہ کیونکہ ان کے ہاں تقلید کا بس یہی ایک معنی ہے۔

نوٹ: ہم جہاں بھی لفظ اہل حدیث، فرقہ اہلحدیث، لا مذہب یا غیر مقلدین کا لفظ استعمال کریں تو اس سے انگریز کے دور میں وجود میں آنے والا فرقہ مراد ہو گا۔ جیسا کہ ان کے ایک بڑے بزرگ ہیں ان کی شہادت ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

''کچھ عرصہ سے ہندستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں پچھے زمانہ میں شاذونادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام بھی ابھی تھوڑے ہی دنوں میں سنا ہے۔ اپنے آپ کو اہلحدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے''۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد ص 13)

جناب مولانا محمد حسن صاحب غیر مقلد بٹالوی جنہوں نے اپنے فرقہ کا نام انگریز سے اہلحدیث الارٹ کر و یا تھا خود فرماتے ہیں: "اے حضرات یہ مذہب سے آزادی اور خود سری و خود اجتہادی کی تیز ہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندستان کے شہر و بستی و کوچہ و گلی میں پھیل گئ ہے۔ جس نے غالباً ہندوؤں کو ہندو اور مسلمانوں کو مسلمان نہیں رہنے دیا۔ حنفی اور شافعی مذہب کا تو پوچھنا ہی کیا" (اشاعت السنۃ ص ۲۵۵)

اس غیر مقلدیت کی سرپرستی کے لئے ایک زمینی ریاست بھوپال ان کو دی گئی۔

چنانچہ نواب بھوپال صدیق حسن صاحب تحریر فرماتے ہیں: "فرمان روایاں بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا ہے" (ترجمان وہابیہ ص ۳)

پھر فرماتے ہیں: یہ آزادگی مذہب جدید (حنفی شافعی وغیرہ) سے عین مراد انگلشیہ سے ہے" (ص ۵)۔

یہ لوگ (غیر مقلدین) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔ خصوصاً دربار دہلی سے جو سب درباروں کا سردار ہے۔

(ترجمان وہابیہ ص 32)

اس کے علاوہ بھی بہت سے دلائل موجود ہیں دیکھئے تجلیات صفدر جلد 5 فلحال اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کے نزدیک تقلید کی تعریف

غیر مقلدین کے نزدیک تقلید کی بس یہی تعریف ہے کسی کی بے دلیل بات کو ماننا یا پھر کسی کی بات کو ماننا جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔

یہی تعریف ان کے شیخ الحدیث اور اس کی "تقلید" میں ان کا ایک عام ان پڑھ جاہل کرتا پھرتا ہے۔

اتباع اطاعت پیروی اور تقلید چونکہ ایک ہی معنی میں آتے ہیں جس طرح اتباع واطاعت کے دونوں معنی ہیں اسی طرح اہل لغت نے تقلید کے بھی دونوں معنی کئے ہیں بے دلیل کسی کی پیروی کو بھی تقلید کہتے ہیں اور با دلیل بات کو بلا مطالبہ دلیل ماننے کو بھی تقلید کہتے ہیں۔

کون سی تقلید صحیح (محمود) ہے اور کون سی صحیح نہیں (مذموم) ہے اس کا فرق تب معلوم ہوتا ہے جب دیکھا جائے کہ جس کی اتباع کی جارہی ہے وہ کیا ہے کافر ہے تو مذموم اور اس کی تقلید حرام مومن ہے مجتہد ہے فقیہ ہے تو محمود اور اس کی تقلید لازم کیونکہ فروعی غیر منصوص مسائل میں اجتہاد ایک ضرورت جب اجتہاد ضرورت ہے تو جو اجتہاد نہیں جانتا تو اسکے لئے مجتہد کی پیروی بھی ضروری ہو گی اور اس کے سوا کوئی چارہ

نہیں۔ ہم دونوں باتوں کو اپنی اپنی جگہ صحیح مانتے ہیں جبکہ غیر مقلدین اہل لغت واصولین سے اپنی خواہش کے مطابق صرف ایک بات کا انتخاب کرتے ہیں دوسری کو پرے پھینک دیتے ہیں۔

غیر مقلدین تقلید کی تعریفات سے میں اپنی خواہش کے مطابق ایک تعریف کو لینا اور دوسری کو پھینک دینا اصولین، اہل لغت وغیرہ کے ساتھ خیانت نہیں تو اور کیا ہے ؟

اتباع بھی اسی طرح ہوتی ہے بے دلیل کسی کے پیچھے چلنے کو بھی اتباع ہی کہا جائے گا اور بادلیل کسی کے پیچھے چلنے کو بھی اتباع ہی کہا جائے گا بے دلیل کسی کے پیچھے چلنے سے اتباع کا مطلب نہیں بدل جاتا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں :

وَ مَنۡ يَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡكَرِ

”جو شخص شیطان کی اتباع کرتا ہے تو اچھی طرح جان لے کہ شیطان بے حیائی اور نامعقول کام کرنے کا حکم دیتا ہے“۔

(النور 21)

اللہ تعالیٰ نے بھی یہاں شیطان کے پیچھے چلنے والوں کے لئے اتباع کا ہی لفظ استعمال کیا۔ (سوال) شیطان کی بات بادلیل ہوتے ہیں یا بے دلیل؟

ایک اور آیت میں آتا ہے :

وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ شَيۡـًٔـا وَّ لَا يَهۡتَدُوۡنَ

’’ ہم تو اسی طریقے کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اگرچہ ان کے باپ دادے کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ جانتے ہوں سیدھی راہ‘‘۔

(البقرۃ 170)

قرآن پاک نے بے عقل اور سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے باپ داداؤں کے پیچھے چلنے سے منع فرمایا ہے اور ان کے پیچھے چلنے کا ہم بھی نہیں کہتے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی بات کو ذکر کیا تو لفظ تقلید نہیں بلکہ اتباع ہی لایا۔

معلوم ہوا کہ اتباع بھی بلا دلیل ہوتی ہے۔
غیر مقلدین بتائیں کیا قرآن کی یہ آیت اس بات کی دلیل کیلئے کافی نہیں کہ اتباع بھی بلا دلیل ہو سکتی ہے ؟ پھر آج سے شروع ہو جائیں یہ کہنا اتباع بھی علی الاطلاق حرام ہے۔

لطیفہ: جاھل اہل حدیث حضرات بھی یہاں اپنے گڑھے اصولوں کو بھلا کر اتباع کا معنی تقلید ہی لیتے ہیں جس سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جاتا ہے جو یہ کہا کرتے ہیں کہ اتباع بادلیل ہی ہوتی ہے بلا دلیل کو اتباع نہیں کہا جاتا۔

اگر غیر مقلدین کے نزدیک تقلید کا بیان قرآن کریم میں موجود ہے تو پھر وہیں سے پہلے تقلید کا لفظ دکھائیں پھر وہیں سے اس کی معنی کریں پھر اسکے بعد اس کا حکم دکھائیں کیونکہ تقلید کے وجوب کو ثابت کرنے کیلئے آپ لوگ یہی پیمانہ بناتے ہیں۔

غیر مقلدین جواب دیں ان کے باپ داداؤں کی بات بادلیل تھی یا بے دلیل اگر بے دلیل بات کو اتباع نہیں کہا جاتا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اتباع کیوں قرار دیا ہے تقلید کیوں نہیں؟

معلوم ہوا کہ اتباع بھی بے دلیل ہوتی ہے دلیل کا ہونا ضروری نہیں۔

لیکن لغت سے جاھل غیر مقلدین تقلید کا معنی اپنی خوائش کے مطابق ہی تعین کرتے ہیں۔

کبھی کہتے ہیں تقلید کا معنی بے دلیل بات کی پیروی کرنے کو ہی کہا جاتا ہے۔اور ان کے عالم کہلانے والے جاہل یہاں تک بھی لکھتے ہیں کہ

''قرآن وسنت کے خلاف بات ماننے کو تقلید کہتے ہیں''

(احکام ومسائل ج1ص158عبدالمنان نورپوری)

تقلید کا یہ معنی تعین کرنے کی حاجت انکی مجبوری کے سوا کچھ نہیں اگر یہ انصاف سے جو معنی اس کا ہے وہی لیں اور خود سے ایک ہی طرف کا معنی تعین نہ کریں تو ان کا مذہب خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا مذہب صرف غلط بنیاد پر کھڑا ہے۔

بہر حال ہم انہیں منہ مانگی موت دیتے ہیں ان شاءاللہ

★اگر تقلید بلا دلیل بات ماننے کو کہتے ہیں تو

اللہ کے نبی کے پیارے صحابی حضرت عثمانی غنیؓ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کی نماز کیلئے ایک اذان زائد فرمائی(صحیح بخاری ج1ح879)

جس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں محض رائے سے ہے۔ سب مہاجرین وانصار نے بلا مطالبہ دلیل اس کو قبول فرمالیا

اگر تقلید کا یہی معنی ہے تو پس تقلید شخصی صحابہ کرام کے پاک زمانے سے ثابت ہوئی۔

★ اگر تقلید قرآن حدیث کے خلاف کسی کی بات ماننے کو کہتے ہیں تو

بقول غیر مقلدین اکھٹی تین طلاق کو تین حضرت عمرؓ نے قرار دیا ہے اور غیر مقلدین کے ہاں اکھٹی تین طلاق کو تین شمار کرنا قرآن و حدیث کے خلاف ہے اب اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ معاذاللہ حضرت عمرؓ نے پہلے قرآن و حدیث کی مخالفت کی اور پھر بقیہ تمام صحابہ نے ان کی تقلید کر کے قرآن حدیث کی مخالفت کی اور یوں تمام صحابہ قرآن و حدیث کے منکر اور مخالف ہو گئے۔ معاذاللہ

اصولین کے نزدیک تقلید کی اصطلاحی تعریف:

1۔ التقليد اتّباع الإنسان غيره فيما يقول أو يفعل معتقدا للحقية من غير نظر إلى الدليل، كأنّ هذا المتّبع جعل قول الغير أو فعله قلادة في عنقه من غير مطالبة دليل۔

(کشف الاصطلاحات الفنون والعلوم صفحہ ۵۰۰)

ترجمہ:۔ ”تقلید (کے اصلاحی معنی یہ ہیں کہ) کسی آدمی کا دوسرے کے قول یا فعل کی اتباع کرنا محض حسن عقیدت سے کہ جس میں (مجتہد کی) دلیل پر غور نہ کرے۔ گویا اس اتباع کنندہ نے دوسرے کے قول یا فعل کو اپنے گلے کا ہار بنالیا بلا دلیل طلب کرنے کے۔“

2۔ وهو عبارة عن اتباعه في قولهاو فعله منقدا للحقية تامل في الدليل

(شرح منار مصری ص252)

''دلیل میں غور وفکر کئے بغیر کسی کو حق سمجھتے ہوئے قول یا فعل میں اس کی پیروی کرنا''۔

3۔ التقليد اتباع الغير علي ظن انه محق بلا نظر في الدليل

(النامی،شرح حسامی:19)

''دلیل میں غور وخوص کئے بغیر کسی کی اتباع کرنا یہ گمان رکھتے ہوئے کہ وہ حق پر ہے''۔

تقلید کی تعریف میں اہل لغت نے لفظ اتباع کو ذکر کیا ہے جیسا کہ تعریفات سے ظاہر ہے، اگر تقلید اور اتباع میں فرق ہوتا تو اہل لغت تقلید کی تعریف اتباع سے نہ کرتے۔

دوسرا یہ کہ (تقلید محمود میں) جس کی تقلید کی جاتی ہے اس کی بات بادلیل ہوتی جس کو محض حسن ظن پر بغیر مطالبہ دلیل تسلیم کرلیا جاتا ہے اور ایسا کرنا نہ حرام ہے نا کفر ہے نہ شرک وہ بھی جب مجتہد کی تقلید کی جارہی ہو تو پھر کس طرح بندہ کہے کہ مجتہد سے دلیل لازم ہیٔ کیونکہ اس پر اعتماد نہیں شاید وہ غلط بات بتارہا ہو اور پھر اگر مجتہد دلیل پیش بھی کردے جس بنا پر اس نے اجتہاد کیا ہے تو کیا غیر مقلد (لایجتہد ولا یقلد) کے اندر کوئی اہلیت موجود ہے اس کے اجتہاد کو سمجھ بھی سکے؟ اور سمجھ نہ آئے تو انکار کردے؟

اور اگر اتنا ہی سمجھ سکتا ہے تو پھر نہ علماء کی ضرورت باقی رہی نہ مفتیان کرام کی نہ فقہاء کی نہ مجتہدین کی سب لوگ خود سے اجتہاد کرلو اور اور یہ جدید غیر مقلدین بھی اسی کی کوشش کررہے ہیں نہ کوئی عالم رہے نہ کوئی مفتی رہے نہ کوئی فقیہ سب برابر ہوجائیں۔

جیسافرقہ اہل حدیث کے نام نہاد محدث زبیر علی زئی سائل کو مختصر جواب دے کر کہتے ہیں "باقی امور میں خود اجتہاد کرلیں" (فتاویٰ علمیہ ص198)

اس کی اجازت نہ قرآن میں ہے ناہی حدیث میں بلکہ یہ اصول فرقہ اہل حدیث کیلئے انگریز برطانیہ سے لایا تھا۔

چنانچہ نواب بھوپال صدیق حسن صاحب غیر مقلد تحریر فرماتے ہیں:

"فرمان روایاں بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیاکا ہے" (ترجمان وہابیہ ص ۳)

پھر فرماتے ہیں:

یہ آزادگی مذہب جدید (حنفی شافعی وغیرہ) سے عین مراد انگلشیہ سے ہے" (ص ۵)۔

یہ لوگ (غیر مقلدین) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔ خصوصاً دربار دہلی سے جو سب درباروں کا سردار ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۳۲)

غیر مقلدین حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سے تقلید کے متعلق ایک قول نقل کرتے ہیں جبکہ مولانا تھانویؒ کی بات سمجھنے یہ بلکل جاہل ہیں کیونکہ بقول ان کے ایک مولوی صاحب

جماعت اہلحدیث کیلئے علمی اور گہری باتیں بسااوقات پریشانی کا باعث ہوتی ہیں (قافلہ حدیث ص80)

اور جو قول غیر مقلدین حضرت کا پیش کرتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں لفظ اتباع کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور تقلید کو مجتہد کے ساتھ خاص کیا گیا ہے جیسے حمد کا معنی بھی تعریف ہوتا ہے اور نعت کا معنی بھی

تعریف ہوتا لیکن نبیؐ کی تعرف حمد کی بجائے نعت کہلاتی ہے اور اللہ کی تعریف نعت نہیں بلکہ حمد کہلاتی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی کہے کہ نعت کا معنی اب تعریف نہیں رہا یا حمد کا معنی تعریف نہیں رہا۔

اور مولانا تھانویؒ خود بھی فرماتے ہیں:

تقلید کہتے ہیں اتباع کو

(شان صحابہ ص296)

غیر مقلدین تقلید کی تعریف کے سلسلے میں مسلم الثبوت وغیرہ کتب کے حوالہ سے تقلید کی تعریف ''التقلید اخذ قول الغیر من غیر حجۃ'' سے دلیل پکڑتے ہیں۔

جبکہ غیرمقلدین حضرات مسلم الثبوت کی پوری عبارت نقل نہیں کرتے ورنہ کسی صاحب فہم کو شبہ باقی نہ رہے غالباً اسی میں وہ اپنے لئے خیر سمجھتے ہیں۔ عبارت یہ ہے
فصل التقليد العلم بقول الغير من غير حجة كاخذ العامى والمجتهد من مثله فالرجوع الي النبي عليه الصلوة والسلام اولى الاجماع ليس منه وكذا العامي الي المفتي والقاضي الى العدول لايجاب النص ذالك عليها

ترجمہ: تقلید غیر کے قول پر بغیر حجت کے عمل کرنے کا نام ہے جیسا کہ عامی اور مجتہد کا اپنے جیسے عامی اور مجتہد کے قول کو لینا پس آنحضرت ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے اور اسی طرح عامی کا مفتی اور قاضی کا عادلوں کی طرف رجوع کرنا بھی تقلید نہیں ہے کیونکہ ان پر ایسا کرنے کو نص واجب قرار دیتی ہے "۔

تقلید کی اس تعریف کے بعد آخر میں یہ بات لکھی ہے

لکن العرف علٰي ان العامي مقلد للمجتهد قال الامام وعليه معظم الاصولين۔

(مسلم الثبوت ص289)

"مگر عرف اسی پر ہے کہ عامی مجتہد کا مقلد ہے (امام الحرمینؒ) فرماتے ہیں کہ اسی پر اکثر اصولین ہیں۔

معلوم ہوا کہ ایک مجتہد ہوتا ہے اور جو مجتہد نہیں ہوتا اس مجتہد کی پیروی کرتا ہے وہ اس کا مقلد ہوتا ہے عرف عام یہی ہے۔اور یہ وہ بات ہے جو غیر مقلدین نقل نہیں کرتے۔

اب ہم تقلید کی اس تعریف کی تائید میں 1400 سال کی اسلامی تاریخ میں ہر صدی کے مشہور علماء فقہاء اور محدثین کے اقوال نقل کریں گے جو یہ بات ثابت کرنے کی لئے کافی ہیں کہ اہل علم کے نزدیک تقلید (محمود) بے دلیل بات کی پیری کا نام نہیں بلکہ ان کے نزدیک بھی تقلید (محمود) کا وہی معنی ہے جو ہم نے اوپر کیا۔

پہلی اور دوسری صدی ہجری

1:۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ (وفات 150ھ)، محمد بن الحسن شیبانیؒ (وفات 189ھ)، قاضی ابو یوسفؒ (وفات 182ھ)

فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب الھدایۃ مع شرح الکفایۃ میں لکھا ہے:

واذا كان المفتي علي هذه الصفة فعلي العامي تقليده وان كان المفتي اخطأ في ذالك ولا متبحر بغيره هكذا "روى" الحسن عن ابي حنيفة ورستم عن محمد و بشير عن ابي يوسف

ترجمہ:

"عامی شخص پر مفتی کی تقلید واجب ہے اگرچہ مفتی سے خطا ہو جائے اسے ایک اجر ملے گا"۔ یہ قول ہے امام ابو حنیفہؒ، قاضی ابو یوسفؒ، محمد بن الحسن شیبانیؒ، محمد بن بشیرؒ کا"۔

(الھدایۃ مع شرح الکفایۃ کتاب الصوم ج1ص598)

تیسری صدی ہجری

2:۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ (وفات 241ھ) فرماتے ہیں:

ومن زعم أنه لا يرى التقليد ولا يقلد دينه أحدًا فهو قول فاسق عند الله ورسول - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إنما يريد بذلك إبطال الأثر تطيل العلم والسنة والتفرد بالرأي والكلام والبدعة والخلاف

[طبقات الحنابلۃ(ص/31)]

" جو شخص یہ گمان رکھے کہ تقلید کوئی چیز نہیں ہے تو یہ قول اللہ ورسول کے نزدیک ایک فاسق کا قول ہے، وہ شخص اپنے اس قول کے ذریعہ سے اثر (یعنی اقوال واحادث صحابہ وتابعین) کو باطل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور علم وسنت کو معطل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اور اپنی رائے سے تفرد، کلام، بدعت اور مخالفت کرنا چاہتا ہے"۔

کیاامام احمد بن حنبلؒ کسی بے دلیل بات کی پیروی کااثبات کررہے ہیں؟ کیاامام احمد کو تقلید کا معنی معلوم نہیں تھا؟

چوتھی صدی ہجری

3:۔

ابو بکر جصاصؒ (وفات 370ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّ الْعَامِّيَّ عَلَيْهِ تَقْلِيدُ الْعُلَمَاءِ فِي أَحْكَامِ الْحَوَادِثِ

ترجمہ:

''اور نئے پیش آمدہ مسائل پر عامی پر علما کی تقلید واجب ہے''۔

(أحکام القرآن ج3 ص183)

گویا کہ امام ابو بکر جصاصؒ فرمارہے ہیں نئے پیش آمدہ مسائل میں علماء بے دلیل بات کیا کرتے ہیں اور عامی آدمی کیلئے اس بے دلیل بات کی پیروی ضروری ہے؟

پانچھویں صدی ہجری

4:۔

امام ابراہیم سرخسیؒ (وفات 483ھ) فرماتے ہیں:

و أما في ما بعد ذلک فلا یجوز تقلید غیر الأئمة الأربعة

ترجمہ:

یعنی دورِاول کے بعد ائمہ اربعہ کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں۔

(الفتوحات الوہبیہ: ۱۹۹)

کیا یہ لوگوں کو بے دلیل بات کی پیری کرنے کا حکم دے رہے ہیں؟

5:۔

خطیب بغدادیؒ (المتوفی 463ھ) لکھتے ہیں:

لومنعنا التقلید فی ہذہ المسائل التی ہی من فروع الدین لاحتاج کل احد ان یتعلم ذالک وفی ایجاب ذالک قطع عن المعایش وہلاک الحرث والماشیۃ فوجب ان یسقط۔

ترجمہ:

اگر ہم ان فروعی مسائل میں عوام کو تقلید سے روکیں تو پھر ہر کسی پر پورے دین کی تعلیم ضروری ہوجائے گی اسےہر کسی کے لیے ضروری ٹھہرانے میں دیگر امور معاش ،کھیتی باڑی اور مال مواشی سب برباد ہوجائیں گے۔

گویا کہ خطیب بغدادیؒ کو بھی تقلید کا معنی معلوم نہیں تھا اور عوام کو بے دلیل بات کی پیروی کرنے سے روکنے سے منع کر رہے ہیں۔

6:۔

حافظ ابن عبدالبرؒ (وفات 463ھ) فرماتے ہیں:

ولم يختلف العلماء أن العامة عليها تقليد علمائها

''علماء کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عامی آدمی پر علماء کی تقلید لازم ہے''۔

(جامع بیان العلم ص390)

گویا کہ ابن عبدالبرؒ کے نزدیک بھی تقلید کا معنی بے دلیل بات کی پیروی نہیں تھا ورنہ کیا وہ علماء کی بے دلیل بات کی پیروی کرنے کو لازم کہتے ؟ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی تقلید بے دلیل بات کی پیروی نہیں بلکہ با دلیل بات کو بلا مطالبہ دلیل کا نام تقلید ہے جسے انہوں نے لازم قرار دیا ہے۔

7:۔

حضرت امام غزالی (وفات 505ھ) فرماتے ہیں:

مسألة تقليد العامي للعلماء

العامي يجب عليه الاستفتاء واتباع العلماء وقال قوم من القدرية يلزمهم النظر في الدليل واتباع الإمام المعصوم وهذا باطل بمسلكين أحدهما إجماع الصحابة فإنهم كانوا يفتون العوام ولا يأمرونهم بنيل درجة الاجتهاد وذلك معلوم على الضرورة والتواتر من علمائهم وعوامهم فإن قال قائل من الإمامية كان الواجب عليهم اتباع على لعصمته

ترجمہ: ''عامی کیلئے اہل علم کی تقلید کا مسئلہ، عامی پر واجب ہے کہ پوچھے اور اتباع کرنا علماء کی اور بعض قدریہ (گمراہ فرقہ) لازم ٹھہراتے ہیں دلیل معلوم کرنے کو مگر یہ باطل ہے۔ دوم مسلکوں سے پہلا مسلک اجماع صحابہ کیونکہ وہ عوام کو فتویٰ دیتے اور عوام کو یہ حکم نہیں دیتے تھے کہ تم خود اجتہاد کرو اور یہ بات انکے علماء اور عوام کے تواتر سے مثل ضرورت دین سے ثابت ہے''۔

(المستصفی ص389)

الحمدللہ تقلید کا معنی بھی سورج کی روشنی کی طرح واضح ہو گیا اور غیر مقلدیت کی کمر بھی ٹوٹ گئی جو یہ کہا کرتے ہیں کہ دلیل پوچھنی لازم ہے۔

چھٹی صدی ہجری

8:-

محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي (وفات 606ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّ الْعَامِّيَّ عَلَيْهِ تَقْلِيدُ الْعُلَمَاءِ فِي أَحْكَامِ الْحَوَادِثِ

ترجمہ:

''اور نئے پیش آمدہ مسائل پر عامی پر علما کی تقلید واجب ہے''۔

(تفسیر کبیر ج3 ص372)

کیا غیر عالم (عامی) پر امام رازیؒ علماء کی بے دلیل بات کی پیروی کو واجب قرار دے رہے ہیں؟

جب عامی آدمی پر علماء کی تقلید واجب ہے تو مجتہد جو کہ عالم سے بڑا ہے اس کی تقلید تو بطریق اولیٰ ثابت ہوئی۔

نوٹ: غیر عالم ن مسائل علماء سے لیتا ہے اور وہ علماء (غیر مجتہدین) اپنے مجتہد امام سے مسئلہ لیتے ہیں اگر نیا مسئلہ ہو تو اپنے مجتہد امام کے قواعد سے مسئلہ اخذ کر لیتے ہیں اسلئے مسائل لینے میں عالم اور غیر عالم دونوں مجتہد کے مقلد ہوتے ہیں مگر غیر عالم اس عالم سے اس کے حسن ظن پر مسئلہ لیتا ہے اسلئے غیر عالم عالم کی بھی پیروی کرتا ہے۔ اور اسی کا نام تقلید ہے۔

9:۔

علامہ عبد الكريم بن ابي بكر احمد الشهرستانيؒ (وفات 548ھ) فرماتے ہیں:

"اہل فروع کہتے ہیں کہ جب مجتہد کو یہ علم و معارف حاصل ہو جائیں تو اس کیلئے اجتہاد کرنا جائز ہے۔ اور وہ حکم جس کی جانب اس کے اجتہاد نے رہنمائی کی، شریعت میں جائز ہو گا۔ عامی پر اس کی تقلید واجب ہو گی اور اس کے فتویٰ پر عمل کرنا ضروری ہو گا"۔

(ترجمہ کتاب الملل والنحل طبع ثانی ص 294)

10:۔

شیخ عبد القادر جیلانیؒ (وفات 561ھ) امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ہمیں اصول و فروع میں انہی کے مذہب پر موت عطا کرے"۔

(ترجمہ غنیۃ الطالبین ص 529)

غیر مقلدین کے ایک عالم فیض عالم صدیقی صاحب فرماتے ہیں:

"حضرت عبدالقادر جیلانی فقہ حنبلی کے مقلد تھے"۔

(اختلاف امت کا المیہ ص 330)

الحمدللہ ثابت ہو گیا کہ اتنے بڑے بزرگ بھی خود اجتہاد کے داعی نہیں بلکہ اپنے مجتہد امام کی فقہ کے مقلد تھے۔

اگر تقلید کا معنی بس یہی ہوتا ہے کہ بے دلیل غیر حجت بات کو مان لینا ہے تو کیا شیخ صاحب ساری عمر بے دلیل اور غیر حجت بات کو ماننے کے قائل تھے؟

فرقہ اہلحدیث کے مشہور عالم اور مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

"مقلد مذہب خاص وہ چار گروہ ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی"۔

(ترجمان وہابیہ ص 52)

گویا کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی مقلدین ہیں اور

طبقات حنفیہ نامی کتاب میں حنفی طبقات شافعی میں شافعی طبقات مالکیہ میں مالکی اور طبقات حنبلیہ میں حنبلی ہزاروں کی تعداد میں یہ حنفی شافعی مالکی اور حنبلی علماء فقہا اور محدثین موجود ہیں جو کہ سب کے سب یا تو حنفی تھے یا شافعی تھے یا مالکی تھی یا حنبلی تھے کوئی ایک بھی غیر مقلد نہیں تھا جو نہ خود اجتہاد جانتا ہو نہ کسی مجتھد کا مقلد ہوا اسلئے فرقہ اہلحدیث کوئی قدیم فرقہ نہیں بلکہ یہ ایک جدید بدعتی فرقہ ہے جس کا اسلاف اہلسنت میں آٹے میں نمک کے برابر بھی وجود نہیں ملتا۔

ساتویں صدی ہجری

11:۔

شارح صحیح مسلم محيي الدين يحيى بن شرف النووي (وفات 676ھ) فرماتے ہیں:

لوجاز اتباع اى مذہب شاء لافضى الى ان يلتقط رخص المذاہب متبعا ہواہ۔۔۔۔ فعلى ہذا يلزمہ ان يجتہد فى اختيار مذہب يقلده على التعين ۔

ترجمہ:

اگر یہ جائز ہو کہ انسان جس فقہ کی چاہے پیروی کرے تو بات یہاں تک پہنچے گی کہ وہ اپنی نفسانی خواہش کے مطابق تمام مذاہب کی آسانیاں چنے گا۔اس لیے ہر شخص پر لازم ہے کہ ایک معین مذہب چن لے اور اس کی تقلید کرے۔

(المجموع شرح المہذب ج1ص91)

کیا امام نوویؒ بے دلیل بات کی پیروی کا لازم قرار دے رہے ہیں؟

12:۔

امام شمس الدین القرطبی(وفات 671ھ-)فرماتے ہیں

تَعَلَّقَ قَوْمٌ بِهَذِهِ الْآيَةِ فِي ذَمِّ التَّقْلِيدِ لِذَمِّ اللَّهِ تَعَالَى الْكُفَّارَ بِاتِّبَاعِهِمْ لِآبَائِهِمْ فِي الْبَاطِلِ، وَاقْتِدَائِهِمْ بِهِمْ فِي الْكُفْرِ وَالْمَعْصِيَةِ. وَهَذَا فِي الْبَاطِلِ صَحِيحٌ، أَمَّا التَّقْلِيدُ فِي الْحَقِّ فَأَصْلٌ مِنْ أُصُولِ الدِّينِ

ترجمہ:

"کچھ لوگوں نے اس آیت کو تقلید کی مذمت میں پیش کیا ہے اور یہ باطل کے معاملہ میں تو صحیح ہے لیکن حق کے معاملہ میں تقلید سے اس کا کوئی تعلق نہیں حق میں تقلید کرنا تو دین کے اصولوں میں سے ہے"۔

(تفسیر القرطبی ج2ص211)

کیاامام قرطبیؒ بے دلیل بات کی پیروی کرنے کو دین کا اصول قرار دے رہے ہیں؟

13:۔

علامہ ابن قدامہؒ(وفات 620ھ)فرماتے ہیں:

حكم التقليد في الفروع ، بالنسبة للعامة وقد وقع الاتفاق علي انه صحيح

ترجمہ:

"عامی(غیر مجتہد)کیلئے فروع میں تقلید بالاتفاق صحیح ہے"۔

(شرح مختصر روضۃ الناظر ج2ص682)

کیاابن قدامہ ؒکسی کی بے دلیل بات کی پیروی کرنے کو صحیح فرمارہے ہیں؟

آٹھویں صدی ہجری

14:۔

امام الجرح والتعدیل حضرت امام شمس الدین ذہبیؒ(وفات 748ھ)فرماتے ہیں:

نعم من بلغ رتبة الاجتهاد وشهد له بذلك عدة من الأئمة لم يسغ له أن يقلد كما أن الفقيه المبتدئ والعامي الذي يحفظ القرآن أو كثيرا منه لا يسوغ له الاجتهاد أبدا فكيف يجتهد وما الذي يقول؟ وعلام يبني؟ وكيف يطير ولما يريش؟

ترجمہ:

"جو شخص اجتہاد کے مرتبہ پر فائز ہو بلکہ اس کی شہادت متعدد آئمہ دیں اس کیلئے تقلید کی گنجائش نہیں ہے مگر مبتدی قسم کا فقیہ کا عامی درجے کا آدمی جو قرآن کا یا اسکے اکثر حصے کا حافظ ہو اس کیلئے اجتہاد جائز نہیں، وہ کیسے اجتہاد کرے گا؟ کیا کہے گا کس چیز پر اپنے اجتہاد کی امارت قائم کرے گا؟ کیسے اڑھے گا ابھی اسکے پر بھی نہیں نکلے؟"۔

(سیر أعلام النبلاءج13ص337)

معلوم ہوا کہ امام ذہبیؒ کے نزدیک بھی یا تو بندہ اجتہاد کی اہلیت رکھ کر اجتہاد کرے گا اور جو نہیں کر سکتا وہ تقلید کرے اور اس سے معلوم ہوا کہ مجتہد کی تقلید بے دلیل بات کی پیروی کا نام نہیں بلکہ غیر مجتہد کا مجتہد کی پیروی کرنے کا نام ہے۔

گویا کہ اتنے بڑے امام بھی اہلحدیث نہیں تھے اگر تھے تو پھر آج کے غیر مقلد اہلحدیث نہ ہوئے؟ کیونکہ انہوں نے صاف طور پر غیر مجتہد کیلئے اجتہاد کا رد کر دیا ہے۔ اور مجتہد کیلئے تقلید کا انکار کر دیا ہے اور یہی ہمارا بھی موقف ہے الحمدللہ

امام ذہبیؒ کا ایک اور فرمان جس سے ساری غیر مقلدیت کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔

چنانچہ ایک سوال نقل کرتے ہیں اور پھر اس کا جواب دیتے ہیں:

(وَالأَخْذُ بِالحَدِيْثِ أَوْلَى مِنَ الأَخْذِ بِقَولِ الشَّافِعِيِّ وَأَبِي حَنِيْفَةَ.

قُلْتُ: هَذَا جَيِّدٌ، لَكِنْ بِشَرْطِ أَنْ يَكُونَ قَدْ قَالَ بِذَلِكَ الحَدِيْثِ إِمَامٌ مِنْ نُظَرَاءِ الإِمَامَيْنِ مِثْلُ مَالِكٍ، أَوْ سُفْيَانَ، أَوِ الأَوْزَاعِيِّ

ترجمہ:

''حدیث پر عمل کرنا امام ابو حنیفہ یا امام شافعی کے قول پر عمل کرنے سے بہتر ہی''۔

اس پر رد کرتے ہوئے امام ذھبی فرماتے ہیں:۔

''میں کہتا ہوں یہ عمدہ بات ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ حدیث پر عمل کا قائل ان دونوں اماموں امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے ہمسر کوئی امام بھی ہو جیسے امام مالکؒ یا امام سفیانؒ یا امام اوزاعیؒ''

(سیر أعلام النبلاء ج16 ص405)

15:۔

علامہ ابن تیمیہؒ (وفات 728ھ) لکھتے ہیں

ولایخلوامر الداعی من امرین: الاول ان یکون مجتھداًاو مقلداًفالمجتھد ینظر فی تصانیف المتقدمین من القرون" 'الثلاثۃ ثم یرجع ماینبغی ترجیحہ، الثانی: المقلد یقلد السلف: اذ القرون المتقدمۃ افضل ممابعدھا

''دین کا داعی دو حال سے خالی نہیں، مجتہد ہو گا یا مقلد، مجتہد قرون ثلاثہ کے متقدمین کی تصانیف سے " مستفید ہو کر راجح قول کر ترجیح دیتا ہے اور مقلد سلف کی تقلید کرتا ہے، کیونکہ ابتدائی صدیاں بعد والوں سے افضل ہیں"۔(مجموعۃ الفتاویٰ جلد 20 صفحہ 9)۔

معلوم ہوا کہ حافظ ابن تیمیہ کے نزدیک غیر مقلدین (لایجتہد ولا یقلد) دین کے داعی نہیں۔

ایک اور جگہ حافظ ابن تیمیہؒ تقلید شخصی کا اثبات کرتے ہوئے لکھتے ہیں

یکونون فی وقت یقلدون من یفسدہ وفی وقت یقلدون من یصححہ بحسب الغرض والھویٰ ومثل لا یجوز باتفاق الائمۃ۔

ترجمہ:

لوگ غرض وخواہش کی خاطر کسی وقت ایک امام کی تقلید کریں جو ایک عمل کو فاسد قرار دیتا ہو اور کسی وقت دوسرے امام کی تقلید کریں جو اسے صحیح قرار دیتا ہو یہ باتفاق ائمہ جائز نہیں۔

(فتاویٰ کبری ج2ص285)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

والذي عليه جماهير الامة ان الاجتهاد جائز في الجملة والتقليد جائز في الجملة

ترجمہ:

" امت کی عظیم ترین اکثریت اس کی قائل ہے کہ اجتہاد بھی جائز ہے اور تقلید بھی جائز ہے"۔

گویا کہ ابن تیمیہ بے دلیل بات کی پیروی کو جائز قرار دے رہے ہیں؟ کیا ابن تیمیہ کو تقلید کی تعریف معلوم نہیں تھی اگر تھی تو

علم سے کورے جاہل نام نہاد اہل حدیث حضرات کے جاہل علماء اور ان کی جاہل عوام کو اب تک تقلید کی تعریف ہی سمجھ نہیں آئی۔

16:۔

حافظ ابن قیمؒ (وفات 751ھ) اس کے متعلق فرماتے ہیں

فَالْجَوَابُ أَنَّهُ سُبْحَانَهُ ذَمَّ مَنْ أَعْرَضَ عَمَّا أَنْزَلَهُ إلَى تَقْلِيدِ الْآبَاءِ، وَهَذَا الْقَدْرُ مِنْ التَّقْلِيدِ هُوَ مِمَّا اتَّفَقَ السَّلَفُ وَالْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ عَلَى ذَمِّهِ وَتَحْرِيمِهِ، وَأَمَّا تَقْلِيدُ مَنْ بَذَلَ جَهْدَهُ فِي اتِّبَاعِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَخَفِيَ عَلَيْهِ بَعْضُهُ فَقَلَّدَ فِيهِ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ فَهَذَا مَحْمُودٌ غَيْرُ مَذْمُومٍ، وَمَأْجُورٌ غَيْرُ مَأْزُورٍ، كَمَا سَيَأْتِي بَيَانُهُ عِنْدَ ذِكْرِ التَّقْلِيدِ الْوَاجِبِ وَالسَّائِغِ إنْ شَاءَ اللَّهُ.

[(إعلام الموقعین (ج:2ص:130]

تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مذمت کی ہے جو اس کی نازل کردہ سے اعراض رکھے اور اپنے ''
آباواجداد کی تقلید کرے ایسی تقلید کی حرمت اور مذمت پر ائمہ اربعہؒ اور سلف صالحین کا اتفاق ہے۔ اور ایسے
شخص کی تقلید جو کوشش کر کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کی اتباع کرے اور جو بظاہر چیزیں اس پر
مخفی (چھپی) رہ جاتی ہیں ان میں وہ اپنے سے زیادہ علم والے کی تقلید کرتا ہے تو یہ ''محمود'' ہے ''مذموم''
نہیں اس میں وہ ماجور ہے (یعنی اگر مسئلہ غلط ہوا تو خطا پر بھی اجر ملے گا) اس پر کوئی وبال نہیں اور اس کا بیان
تقلید واجب اور جائز میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ''۔

کیا ابن قیم بے دلیل بات کی پیروی کو جواب اور جائز قرار دے رہے ہیں؟

اس سے تقلید محمود اور تقلید مذموم کو فرق بھی واضح ہو گیا الحمدللہ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لفظ تقلید کا معنی کیا
ہے اور

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آج کل جو فرقہ اہل حدیث تقلید کے رد میں دلائل دیتا ہے وہ تقلید محمود نہیں
بلکہ تقلید مذموم کے رد میں دلائل دیتا ہے جس کا کوئی بھی قائل نہیں، اور تقلید محمود کے واجب ہونے کے
دلائل ہیں حرام ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

نوٹ: حافظ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد حافظ ابن قیمؒ نے بعد میں ایک اجماعی مسئلہ طلاق ثلاثہ کا انکار کیا تھا
(اللہ انہیں معاف فرمائے) جس پر انہیں سخت ترین سزائیں بھی ملیں تھی اور اس کا رد انہی کے مذہب والے
حنابلہ نے بھی کیا ہے اس لئے بعد میں ان کے مزاج میں کافی شدت تھے۔ فرقہ اہل حدیث کی معتبر ترین

فتاوی کی کتاب جسے خود فرقہ اہل حدیث ایک بڑے عالم بریصغیر کی اہم فتویٰ کی کتب میں شمار کرتے ہیں(دیکھئے فتاوی ثنائیہ مدنیہ ج1ص10)میں اس بات کااقرار کیا گیا ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ ج2ص219)

بہر حال ہمیں تقلید کا معنی معلوم کرنا تھاجو کہ ہم نے معلوم کر لیا اگر تقلید صرف بے دلیل بات کی پیروی کا نام ہوتاتو کیا یہ یہاں اسلئے استعمال کرتے؟

17:۔

مشہور مؤرخ اسلام علامہ عبدالرحمٰن بن محمد المغربیؒ(وفات ۸۰۸ھ)لکھتے ہیں

ومدعی الاجتہاد لھذا العھد مردود علٰی عقبہ مھجود تقلید ہ وقد صار اھل الاسلام الیوم علٰی تقلید ھؤ لا الائمہ الاربعۃؒ

ترجمہ:’’ اس زمانے میں اجتہاد کا دعویٰ کرنے والا الٹی چال چلتا ہے اوراس کی تقلید متروک ہے اس لیے کہ اب اہل اسلام حضرات ائمہ اربعہؒ کی تقلید پر ہی کاربند ہیں۔‘‘۔

(مقدمہ ابن خلدون ص۴۴۸)

گویا کہ اہلحدیث الاثی کے نزدیک لوگ ائمہ اربعہ کی بے دلیل بات پر کاربندہ ہیں۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

ولما عاق عن الوصول الی رتبۃ الاجتہاد ولما خشی من اسناد ذالک الی غیر اہلہ ومن لایوثق برایہ ولابدینہ فصرحوا بالعجز والاعراز وردوا الناس الی تقلید ہولاء کل من اختص بہ من المقلدین وحظروا ان یتداول تقلید ہم لما فیہ من التلاعب ولم یبق الا نقل مذاہبہم۔

:ترجمہ

جب مرتبہ اجتہاد تک پہنچنارک گیااوراس کا بھی خطرہ تھاکہ اجتہادنااہلوں اوران لوگوں کے قبضہ میں چلاجائے گاجن کی رائےاوردین پراعتماد نہیں کیاجاسکتابڑے بڑے علماءنےاجتہادسے عجزاوردرماندگی کا اعلان کردیااورلوگوں کوان چاروں ائمہ کی تقلیدپرلگادیاہرشخص جس کی وہ تقلیدکرتاہےاس کے ساتھ رہے۔

اورلوگوں کواس سے خبردارکیاکہ وہ ائمہ کی تقلیدبدل بدل کرنہ کریں یہ تودین سے کھیلناہوجائے گااس کے سواکوئی صورت ہی نہیں کہ انہی ائمہ اربعہ کے مذاہب آگے نقل کیے جائیں۔

(مقدمہ ابن خلدون باب6فصل7ص448مصر)

اہلحدیث الاٹیوں کیلئے مشورہ ہے جوانگریزسے آپ نےاپنانام اہل حدیث الارٹ کروایاہے وہ اسے واپس کر دیں کیونکہ آپ لوگ اس کے قطعاًکوئی اہل نہیں صرف اس کی بدنامی کررہے ہیں۔

18:۔

امام برہان الدین ابراہیم بن علی المالکیؒ(وفات799ھ)فرماتے ہیں:

وقع اجماع الناس علي تقليد هم مع الاختلاف في اعيانهم واتفاق العلماء علي اتباعهم والا قتداء بمذاهبهم ودرس كتبهم والتفقه علي مأ خذهم والبناء علي ماخذهم والنباء علي قواعدهم والتفريع علي اصولهم دون غير هم

ترجمہ:

"(ائمہ ؒ کی) تقلید پر اب اجماع ہے اور سب علماء کا اتفاق ہے کہ ان کی پیروی اور ان کے مذاہب کی اقتداء کی جائے اور ران کی کتابیں پڑھی پڑھائی جائیں اور ان کے دلائل پر فقہ کی بنیاد رکھی جائے اران کے قواعد کو مبنٰی قرار دیا جائے اور صرف انہی کے اصول پر تفریعات کی جائیں نہ کہ دوسروں کے اصول پر"۔

(الدیباج المذاہب ص 13)

الحمدللہ اسلاف تو ہمارے ساتھ ہیں۔

19:۔

علامہ شاطبیؒ (وفات 790ھ) فرماتے ہیں:

ومتي خيرنا المقلدين في مذاهب الائمة لينقوا منها اطيها عندهم لم يبق مرجع الا الشهرات في الاختيار ، وهذا مناقض لمقصدوضع الشريعة

ترجمہ:

" اگر مقلدین کو یہ اختیار ملتا کہ آئمہ کے مذاہب میں سے جس کو چاہیں اختیار کر سکتے ہیں تو اس کا حاصل سوائے نفس و خواہشات کی پیروی کے کچھ نہ ہوتا اور یہ مقاصد شرع کے خلاف ہے"۔

(الموافقات ج4 ص82)

20:۔

حافظ ابن رجب الحنبلیؒ (وفات 795ھ)

نے ایک مستقل رسالہ بنام الرد علي من اتبع المذاهب الاربعة (یعنی ان لوگوں پر رد جو مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی کی تقلید کرے) لکھا ہے وہاں ایک سوال نقل کرتے ہیں پھر اس کا جواب دیتے ہیں:

فإن قيل: نحن نسلِّم منع عموم الناس من سلوك طريق الاجتهاد؛ لما يفضي ذلك إلى أعظم الفساد. لكن لا نسلم منع تقليد إمام متبع من أئمة المجتهدين غير هؤلاء الأئمة المشهورين. ؟؟

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ہم یہ بات تو تسلیم کرتے ہیں کہ عوام الناس کو اجتہاد کے راستے پر چلنے سے منع کرنا ضروری ہے (کیونکہ اگر عوام کو اجتھاد کی راہ پر لگا دیا جائے) تو اس میں بہت بڑا فساد وقوع پذیر ہوگا، لیکن ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ عوام کو صرف ائمہ اربعہ کی تقلید کرنی ہے کسی اور امام مجتہد کی نہیں؟ .

قيل: قد نبهنا على علة المنع من ذلك، وهو أن مذاهب غير هؤلاءلم تشتهر ولم تنضبط، فربما نسب إليهم ما لم يقولوه أو فهم عنهم ما لم يريدوه، وليس لمذاهبهم من يذب عنها وينبه على ما يقع من الخلل فيها بخلاف هذه المذاهب المشهورة.اهـ

جواب = عوام کو ائمہ اربعہ کی تقلید کے علاوہ کسی دوسرے امام مجتہد کی تقلید سے منع کرنے کی وجہ اور علت پر ہم نے تنبیہ کر دی اور وہ یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی اور امام مجتہد کا مذہب مشہور ومنضبط نہیں ہوا، پس بہت دفعہ ان کی طرف وہ بات منسوب کی جائے گی جو انھوں نے نہیں کہی، یا ان سے کسی بات کو سمجھا جائے جو ان کی مراد نہ ہوگی، اور ان کی مذاہب کا دفاع کرنے والا بھی کوئی نہ رہا جو ان کے مذاہب میں واقع ہونے والے خلل ونقص پر تنبیہ کرے، بخلاف ان مذاہب اربعہ مذاہب مشہورہ کے (کہ ان کے تمام مسائل بسند صحیح جمع ومنضبط ہیں اور ان کے علماء بھی برابر چلے آرہے ہیں)۔

(الرد علي من اتبع المذاهب الاربعة ص 33)

نویں صدی ہجری

:21۔

امام ابن ہمام (وفات 861ھ) فرماتے ہیں:

وعلى هذا ما ذكر بعض المتأخرين منع تقليد غير الأربعة لانضباط مذاهبهم وتقليد مسائلهم وتخصيص عمومها ولم يدر مثله في غيرهم الآن لانقراض اتباعهم وهو صحيح۔

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر ائمہ اربعہ ہی کی تقلید متعین ہے نہ کہ دوسرے ائمہ کی، اس لیے کہ ائمہ اربعہ کے مذاہب مکمل منضبط ہو گئے ہیں اور ان مذاہب میں مسائل تحریر میں آ چکے ہیں اور دوسرے ائمہ کے مذاہب میں یہ چیز نہیں ہے اور ان کے متبعین بھی ختم ہو چکے ہیں اور تقلید کا ان یہ چار اماموں میں منحصر ہو جانا صحیح ہے۔

(التحریر في اصول الفقہ: ۵۵۲)

الحمدللہ تقلید کا معنی بصرت رکھنے والے شخص کیلئے واضح ہو جاتا ہے۔

دسویں صدی ہجری

:22۔

امام جلال الدین سیوطیؒ (وفات 911ھ) فرماتے ہیں:

لان العوام یجوز لھم التقلید بالاجماع

ترجمہ:

عوام کو تقلید سے روکنا ممکن نہیں اسلئے کہ عوام کیلئے تقلید کے جائز ہونے پر اجماع ہو چکا ہے۔

(کتاب الرد علی من اخلد الی الارض ص 3)

کیا عوام کیلئے کسی کی بے دلیل بات کی پیروی کرنے پر اجماع ہوا ہے؟

ایک اور جگہ فرماتے ہیں

یجب علي العامي وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبة الاجتهاد التزام مذهب معین من مذاهب المجتهدین

ترجمہ:

"عام لوگ اور وہ حضرات جو اجتہاد کے درجہ کو نہ پہنچیں ان پر مذاہب مجتہدین میں سے کسی ایک معین (امام کی) تقلید واجب ہے"۔

(حاشیۃ العطار ج2 ص440)، (شرح جامع الجوامع بحوالہ خیر التنقید ص 175)

کیا تقلید کا وہی معنی ہے جو نام نہاد اہلحدیث حضرات کے جہلا نے تعین کر رکھا ہے؟ اگر ہے تو یہاں پر بھی کوئی کر کے دکھائے۔

الحمدللہ اہلسنت کا موقف واضح ہوا

اعلم أن اختلاف المذاهب في هذه الملّة نعمة كبيرة وفضيلة عظيمة، وله سرٌّ لطيف أدركه العالِمون، وعَمِي عنه))
الجاهلون، حتى سمعت بعض الجهال يقول: النبي صلى الله عليه وسلم جاء بشرع واحد، فمن أين مذاهب
أربعة))كما في

:ترجمہ

خوب جان لو کہ اختلاف المذاھب ملتِ اسلام میں بہت بڑی نعمت اور عظیم فضیلت ہے،اور اس میں ایک لطیف راز ہے جس کو علماء ھی جانتے ھیں،اور جاھل لوگ اس راز سے غافل و بے خبر ھیں، حتیٰ کہ میں نے بعض جاھل لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک شریعت لے کر آئے یہ مذاھب اربعہ کہاں سے آ گئیں ؟

(أدب الاختلاف، ص25)

23:۔

علامہ ابن حجر الھیتمی مکیؒ (وفات 973ھ) فرماتے ہیں

أما في زماننا فقال أئمتنا لا يجوز تقليد غير الأئمة الأربعة: الشافعي ومالك وأبي حنيفة وأحمد رضوان الله عليهم
أجمعين

یعنی ہمارے زمانے میں مشائخ کا یہی قول ہے کہ ائمہ اربعہ یعنی امام شافعی،مالک،ابوحنیفۃاور احمد ہی کی تقلید جائز ہے اور ان کے علاوہ کسی اور امام کی جائز نہیں۔

(فتح المبین ۱٦٦)

سبحان اللہ ابن حجر مکیؒ اور ان کے مشائخ کو بھی تقلید کا معنی نہیں آتا تھا اور انگریز کے دور میں فرقہ اہل حدیث کو تقلید کا معنی سمجھ آگیا؟

فرقہ نام نہاد اہل حدیث کا یہ بھی دعوی ہوتا ہے کہ انگریز کے دو سے پہلے سب اہل حدیث تھے اب کیا یہ اہل حدیث تھے اگر یہ اہل حدیث تھے تو آج کے نام نہاد غیر مقلدین تو اہل حدیث نہ ہوئے؟

24:۔

حضرت امام شعرانیؒ (وفات 973ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنْ قُلْت فَهَلْ يَجِبُ عَلَى الْمَحْجُوبِ عَنْ الِاطِّلَاعِ عَلَى الْعَيْنِ الْأُولَى التَّقَيُّدُ بِمَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ . فَالْجَوَابُ نَعَمْ يَجِبُ عَلَيْهِ ذَلِكَ لِئَلَّا يَضِلَّ فِي نَفْسِهِ وَيُضِلَّ غَيْرَهُ

ترجمہ:

’’اگر تم یہ سوال کرو کہ کیا شریعت کے اصل سرچشمہ کی اطلاع سے محروم شخص کیلئے تقلید معین واجب ہے تو جواب یہی ہے کہ ہاں لازم ہے اور یہ اسلئے تا کہ وہ نہ خود گمراہ ہو نہ کسی کو گمراہ کر سکے‘‘۔

(فتح العلي المالک ص 104)

گیارہویں صدی ہجری

:25۔

محدث کبیر شارح الجامع الصغیر علامہ مناوي القاهري (وفات 1031ھ) فرماتے ہیں

ويجب علينا أن نعتقد أن الأئمة الأربعة والسفيانين والأوزاعي وداود الظاهري وإسحاق بن راهويه وسائر الأئمة على هدى۔۔۔ وعلى غير المجتهد أن يقلد مذهبا معينا۔۔۔ لكن لا يجوز تقليد الصحابة وكذا التابعين كما قاله إمام الحرمين من كل من لم يدون مذهبه فيمتنع تقليد غير الأربعة في القضاء والافتاء لأن المذاهب الأربعة انتشرت وتحررت حتى ظهر تقييد مطلقها وتخصيص عامها بخلاف غيرهم لانقراض اتباعهم وقد نقل الإمام الرازي رحمه الله تعالى إجماع المحققين على منع العوام من تقليد أعيان الصحابة وأكابرهم۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (ص/201)

ہم پر یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ آئمہ اربعہؒ، سفیان ثوریؒ وسفیانؒ بن عیینہؒ، امام اوزاعیؒ، داؤد ظاہریؒ، اسحٰق "بن راہویہؒ اور تمام آئمہ راہ راست پر تھے۔۔۔ اور غیر مجتہد پر لازم ہے کہ کسی معین مذہب کی تقلید کرے۔۔۔ لیکن صحابہؓ کی تقلید جائز نہیں، اسی طرح تابعینؒ کی تقلید بھی جیسا کہ امام الحرمینؒ کی تحقیق سے واضح ہے کہ جس امام کا مذہب مدون نہ ہو اس کی تقلید جائز نہیں۔ لہذا قضاء وافتاء میں آئمہ اربعہؒ کے علاوہ کسی اور کی تقلید جائز نہیں۔ کیونکہ مذاہب اربعہ اس حد تک مشہور اور پھیل گئے کہ ان میں مطلق کی قیودات عموم کی تخصیصات بھی واضح ہیں، بر خلاف دیگر مذاہب کے کہ ان میں یہ چیز نہیں کیونکہ ان کے پیروکار جلد ہی ختم ہو گئے تھے۔ امام رازیؒ نے اجماع نقل کیا ہے کہ عوام کو اکابر صحابہ کی تقلید سے منع کیا جائے گا"۔

گویا کہ محدث مناویؒ بھی یہ کہہ رہے ہیں غیر مجتہد پر مجتہد کی بے دلیل بات کی پیروی لازم ہے؟

محدث مناویؒ کے قول کی وضاحت کہ وہ کیوں دیگر مجتہدین کی تقلید سے منع کر رہے ہیں

محدث کبیر شارح صحیح مسلم علامہ نوویؒ(المتوفی:676ھ)فرماتے ہیں

وليس له التذهب بِمَذْهَبِ أَحَدٍ مِنْ أَئِمَّةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَغَيْرِهِمْ مِنْ الْأَوَّلِينَ وَإِنْ كَانُوا أَعْلَمَ وأعلا دَرَجَةٍ مِمَّنْ بَعْدَهُمْ لِأَنَّهُمْ لَمْ يَتَفَرَّغُوا لِتَدْوِينِ الْعِلْمِ وَضَبْطِ أُصُولِهِ وَفُرُوعِهِ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ مَذْهَبٌ مُهَذَّبٌ مُحَرَّرٌ مُقَرَّرٌ وَإِنَّمَا قَامَ بِذَلِكَ مَنْ جَاءَ بَعْدَهُمْ مِنْ الْأَئِمَّةِ النَّاحِلِينَ لِمَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ الْقَائِمِينَ بِتَمْهِيدِ أَحْكَامِ الْوَقَائِعِ قَبْلَ وُقُوعِهَا النَّاهِضِينَ بِإِيضَاحِ أُصُولِهَا وَفُرُوعِهَا كَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَغَيْرِهِمَا.

”اکابرین صحابہ وغیرہ اگرچہ بعد والوں سے علم و عمل میں بہت آگے ہیں لیکن پھر بھی کسی کیلئے جائز نہیں کہ صحابہ کے مذہب کو اپنائے، کیونکہ صحابہ کرام کو اتنا موقع نہیں ملا کہ وہ اپنے مذہب کو مدون کرتے اور اس کے اصول و فروع کو محفوظ کرتے، اسی وجہ سے صحابہ میں سے کسی بھی صحابی کا مذہب مدون و منقح نہیں، ہاں بعد میں آنے والے آئمہ امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ وغیرہ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور با قاعدہ مذاہب مدون کر کے ان کے اصول و فروع کو محفوظ کیا اور مسائل کے وقوع سے پہلے ان کا حل تلاش کیا“۔

(المجموع شرح المھذب ص/55)

26:۔

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ(وفات 1052ھ)فرماتے ہیں:

” امام ابو حنیفہؒ کے پیرو نکو حنفی اور مالکؒ کے مقلدوں کو مالکی اور شافعی کے ماننے والو نکو شافعی اور احمد بن حنبلؒ کے تابعدار و نکو حنبلی کہتے ہیں اور ان مسائل میں انکی پیروی کا نام تقلید ہے اور یہ تقلید ضروری ہے“۔(عقائد اسلام ص121)

الحمدللہ ہر باشعور آدمی سمجھ سکتا ہے کہ تقلید کا معنی اہل علم کے نزدیک کیا ہے۔

باروں صدی ہجری

27:۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ(وفات1176ھ)فرماتے ہیں۔

لان الناس لم یزالوا من زمن اصحابۃ الٰی ان ظہرت المذاھب الاربعۃ یقلدون من

اتفق من العلماء من غیر نکیر یعتبر

''حضرت صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے لے کر مذاہب اربعہ کے ظہور تک لوگ علماء کرام میں سے جس کا بھی اتفاق ہوتا برابر تقلید کرتے رہے اور بغیر کسی قابل اعتبار انکار کے یہ کاروائی ہوتی رہی اگر تقلید باطل ہوتی تو وہ حضرات ضرور اس کا انکار کرتے''۔

)عقید الجید ص29(

ایک وقت پہلے حضرت شاہ صاحبؒ کو اہلحدیث الاٹی لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے اپنی طرف کھینچا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارے ہیں اور آج کل ان سے نظریں چرا کر بھاگتے ہیں۔

اگر تقلید کا بس یہی معنی ہے جو اہحدیث الائی نے سمجھا ہے تو کیا معاذاللہ حضرت شاہؒ یہ فرمارہے ہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے آج تک لوگ بے دلیل باتوں کی پیروی میں لگے ہیں؟

اس سے ایک وکٹورین اہلحدیثوں کا ایک اور جھوٹ بھی بے نقاب ہو گیا جو یہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی طرف یہ جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ تقلید چوتھی صدی سے شروع ہوئی کیونکہ جاہل نام نہاد اہلحدیث حضرات شاہ صاحبؒ کی بات سمجھنے سے آج تک عاجز ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ ہم قرآن حدیث زیادہ سمجھتے ہیں۔

ایک اور جگہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں

وجب علیہ ان یقلد لمذہب ابی حنیفۃ ویحرم علیہ ان یخرج من مذہبہ۔

:ترجمہ

(ہندوستان اور ماوراءالنہر میں رہنے والوں کے لیے) واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کریں اور ان پر حرام ہے کہ آپ کے مذہب کی پروی سے نکلیں۔

(الانصاف ص53)

الحمدللہ اہل حق کا موقف واضح ہوا۔

:28۔

حضرت علامہ عبدالعلي محمد بن نظام الدین محمد السهالوي الأنصاري اللكنوي (وفات 1225ھ) فرماتے ہیں:

وليه البناء ابن الصلاح منع التقليد غير الائمة الاربعة

ترجمہ:

''اوراسی بناپرابن الصالحؒ نے ائمہ اربعہ کے سوادوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے''۔

(فواتح الرحموت ص269)

29:۔

محمد بن عبدالوہابؒ (وفات 1206ھ) اپنے اوپر لگے کچھ بہتانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اني مبطل كتب المذاهب الاربعة ۔ ۔ ۔ ۔ واني ادعي الاجتهاد ؛ واني خارج عن التقليد

ترجمہ:

''مجھ پر یہ کھلے بہتان ہیں کہ میں اجتہاد کا دعوی کرتاہوں اور تقلید سے اپنے آپ کو خارج سمجھتاہوں''

(الدررالسنیۃ ص34)

محمد بن عبدالوہابؒ کو بھی چند غیر مقلدین اپنے طرف کھینچتے پھرتے ہیں جبکہ خود ان کے ایک بڑے عالم مولانا ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں

"محمد بن عبد الوہاب جو کہ حنبلی مذہب کے مقلد تھے"۔(تاریخ اہل حدیث ص 171)

گویا کہ یہ بھی مقلد تھے اور بے دلیل بات کی پیروی کرتے تھے؟

30:۔

القاضي عبد النبي بن عبد الرسول الأحمد نكريؒ (وفات 1173ھ) فرماتے ہیں:

التَّقْلِيد: إتباع الْإِنْسَان غَيره فِيمَا يَقُول بقول أَو بِفعل مُعْتَقدًا للْحَقِيقَة فِيهِ من غير نظر وَتَأمل فِي الدَّلِيل ------ثمَّ اعْلَم أَن التَّقْلِيد على ضَرْبَيْنِ صَحِيح وفاسد

تقلید کہتے ہیں کہ انسان کسی کو حق پر سمجھتے ہوئے دلیل میں غور وخوص کئے بغیر قولاً وفعلاً اس کی پیروی کرے"۔" جاننا چاہئے کہ تقلید کی دو قسمیں ہیں تقلید صحیح اور تقلید فاسد"۔

تیرہویں صدی ہجری

31:۔

علامہ آلوسی بغدادیؒ (وفات 1270ھ) فرماتے ہیں:

اتباع الغير في الدين بعد العلم بدليل ما أنه محق فاتباع في الحقيقة لما أنزل الله تعالى- وليس من التقليد المذموم في شي

ترجمہ:

”دینی معاملات میں کسی کااتباع کرناجب کہ اس کے حق پر ہونے کا علم بھی ہو در حقیقت اللہ کے احکامات کی پیروی کرناہے، تقلید مذموم کااس سے کوئی ربط و جوڑ نہیں“۔

(روح المعاني ج1ص438)

علامہ آلوسیؒ اپنے تفسیر میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

على جواز تقليد العام في الفروع

”عامی (غیر مجتہد) پر فروع میں تقلید جائز ہے“۔

(روح المعانی ج7ص387)

:32۔

مفسر قرآن حضرت امام صاویؒ (وفات 1241ھ) فرماتے ہیں:

ولا يجوز تقليد ماعد المذاهب الاربعة ولو وافق قول الصحابة والحديث الصحيح والاية فالخارج عن المذاہب الاربعة ضال مضل وربما اداه ذالك للكفر لان الاخذ بظواهر الكتاب والسنة من اصول الكفر

ترجمہ:

”چار مذہبوں کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں اگرچہ وہ صحابہ کے قول اور صحیح حدیث اور آیت کے موافق ہی ہو۔ جو ان چار مذاہبوں سے خارج ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کے محض ظاہری معنی لینا کفر کی جڑ ہے“۔

(تفسیر صاوی ج3ص9)

33:۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ (وفات1246ھ) فرماتے ہیں:

’’علم احکام شرعیہ جو دو طریقوں سے حاصل ہوتا ہے ایک تقلید سے دوسرے تحقیق سے پھر تحقیق کے دو طریقے ہیں پہلا اجتہاد بشرطیکہ معقول طور سے ذوی العقول کو ہو دوسرا الہام بشرطیکہ مداخلت نفسانی سے محفوظ ہو‘‘۔

(منصب امامت ص83-84)

شاہ اسماعیل شہیدؒ کی بات بھی بلکل واضح ہے دعا ہے کہ اہل حدیث الارٹی اتنا تو سمجھ ہی سکتے ہوں۔

شاہ صاحبؒ کو بھی ایک وقت تک جدید اہلحدیث اپنے طرف کھینچا کرتے تھے اور لوگوں کو جھوٹ بول کر دھوکہ دیا کرتے تھے کہ یہ ہمارے ہیں اور آج کل جب عوام کو یہ کتب بآسانی میسر ہیں تو ان سے جان چھڑاتے پھرتے ہیں۔

34:۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (وفات1239ھ) قرآن پاک کی ایک آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَ قَالُوۡا لَوۡ کُنَّا نَسۡمَعُ اَوۡ نَعۡقِلُ مَا کُنَّا فِیۡۤ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ ﴿۱۰ الملک﴾

اور کہیں گے (دوزخ والے) اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے دوزخ والوں میں

"بعض حضرات مفسرین کرامؒ نے نسمع کو تقلید پر اور نعقل کو تحقیق واجتہاد پر محمول کیا ہے۔ان دونوں لفظوں سے یہی مراد ہے کہ یہ دونوں نجات کے ذریعہ ہیں"۔(تفسیر عزیزی اردو ج3ص23)

الحمدللہ نجات کے دو ہی ذریعے ہیں یا تقلید یا اجتہاد جو مجتہد ہے وہ اجتہاد کرتا ہے اور غیر مجتہد ہے وہ مجتہد کی تقلید کرتا ہے تیسرا کوئی ذریعہ نہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی بات نہ ماننے والے کو میاں نذیر حسین دہلوی جو کہ فرقہ اہل حدیث کے ہاں بڑے اونچے درجے کے محدث شمار ہوتے ہیں وہ اسے مردود قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

"مردود! کیا یہ حضرات گھس گئے تھے ایسی ہی اڑان گھائی اڑاتے تھے؟"

(الحیات بعدالممات ص166)

35:۔

علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ (وفات 1239ھ) فرماتے ہیں:

ثم من لم يكن مجتهدا وجب عليه اتباع المجتهدا لقوله تعالي : فاسالو اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ولا جماع السلف علي ذلك وهذا الاتباع يسمي تقليدا۔

ترجمہ:

”جو مجتہد نہیں ہے اس پر مجتہد کی اتباع کرنا واجب ہے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم خود نہیں جانتے۔ نیز اس لئے بھی واجب ہے کہ اس پر سلف صالحین کا اجماع ہے اور اسی اتباع کا نام تقلید ہے“۔

(نبراس شرح العقائد ص 72)

سبحان اللہ العظیم

چودہویں صدی ہجری

36:۔

شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ (وفات 1421ھ) فرماتے ہیں:

والتقليد في الواقع حاصلٌ من عهد الصحابة رضي الله عنهم فإن الله تعالى يقول (فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لا تَعْلَمُونَ) ولا شك أن من الناس في عهد الصحابة رضي الله عنهم وإلى عهدنا هذا من لا يستطيع الوصول إلى الحكم بنفسه لجهله وقصوره ووظيفة هذا أن يسأل أهل العلم وسؤال أهل العلم يستلزم الأخذ بما قالوا والأخذ بما قالوا هو التقليد

[(فتاوی نور علی الدرب (ج/6)(ص/2]

""حقیقت یہ ہے کہ تقلید صحابہؓ کے دور سے موجود ہے۔۔۔کوئی شک نہیں کیا جاسکتا کہ صحابہ کے دور میں"
لوگوں کی ایک تعداد ایسی تھی کہ جو خود حکم شرعی تک نہیں پہنچ سکتی تھی،اسلئے کہ وہ علم نہیں رکھتے تھے ایسے
لوگوں کا فرئضہ یہی تھا کہ اہل علم سے پوچھ کر مسئلہ پر عمل کریں اور یہی تقلید ہے''۔

الحمدللہ پہلے تو تقلید کا معنی واضح ہو گیا پھر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ تقلید کا وجود صحابہ کرامؓ کے مبارک دور سے
ہے۔

37:۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ (وفات 1362ھ) فرماتے ہیں:

اس وقت ائمہ اربعہؒ کے مذاہب ہی میں تقلید منحصر ہے اور تقلید شخصی واجب ہے 1 اور تلفیق (خواہشات نفس
کی وجہ سے کبھی کسی امام کے قول کو لینا اور کبھی کسی امام کے قول کو لینا) باطل ہے۔

(ہدایہ اہل حدیث ص26)

تذکرۃ الرشید کی ایک عبارت پر اعتراض کا جواب

مشکل وقت میں یہ عبارت غیر مقلدین کے کام آتی ہے کیونکہ قرآن حدیث میں تو کوئی ایک بھی دلیل موجود
نہیں جس میں اللہ نے اولی الامر (فقیہ) اہل استنباط کی تقلید سے منع کیا ہو جیسا اس نے کافروں منافقوں بے
عقلوں کی تقلید سے منع کیا ہے۔

بہر حال یہ بھی ان کے کسی کام نہیں آسکتی۔

تذکرۃالرشید کے ایک حوالہ سے وکٹورین اہل حدیث حضرات کچھ باتیں اپنے حق میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن میں ایک یہ بات بھی ہے کہ مولانا تھانویؒ یہ کہتے ہیں کہ تقلید شخصی پر کبھی اجماع نہیں جب کہ مولاناؒ فرماتے ہیں وہ میں نے بطور تحقیق اور رائے کے نہیں لکھا بلکہ (اپنے شیخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ)، کو بطور اشکال کے پیش کیا ہے۔(امداد الفتاویٰ جلد 4 ص 383

مولانا تھانویؒ نے خود اپنی اس بات کا اقرار بھی کیا ہے کہ اہلسنت والجماعت مذہب اربعہ میں منحصر ہونے پر اجماع ہے۔(اجتہاد و تقلید آخری فیصلہ ص 51)اور اس سے خروج ممنوع ہے۔(ص 52

خود غیر مقلدین کے ایک مولوی صاحب اس بات کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: کچھ عرصہ سے ہندستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہبب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں، پچھلے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے، بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں میں سنا ہے۔اپنے آپ کو اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے۔

(الارشاد الی سبیل الرشاد صفحہ 13)

اس کے علاوہ ایک جگہ ان کے مولوی صاحب لکھتے ہیں " برصغیر میں علمائے اہل حدیث کا سلسلہ میاں نذیر حسین دہلوی صاحب سے شروع ہوتا ہے"۔

(چالیس علمائے اہل حدیث صفحہ 28)

اس سے پہلے تمام امت بغیر تلقین کے اپنے ہی مجتہد امام کی تقلید پر متفق تھی کیونکہ عمل زیادہ معنی رکھتا ہے الفاظ سے عین ممکن ہے مولانا صاحب نے یہ اس وقت لکھا تھا جب کہ تقلید شخصی کا لفظ اصطلاح میں پہلی صورت کے طور پر استعمال کیا جارہا تھا۔اور آج کے دور میں تقلید شخصی بغیر تلقین اور بغیر دوسرے مجتہدین کو باطل قرار دیتے ہوئے اپنے مجتہد امام کی تقلید کا پابند ہونے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، چونکہ اہلسنت کے تمام مذاہب اپنے اپنے مجتہد کے مسائل و قواعد کے پابند رہتے آئے ہیں تو اس پر بلاشبہ اجماع ثابت ہوتا ہے۔

اب ذرہ غیر مقلدین پر نظر ڈالتے ہیں

:غیر مقلدین کے شیخ الکل صاحب لکھتے ہیں

صحابہ اور تمام مومنین کا قرون اولی میں اس پر اجماع ثابت ہوا کہ (وہ) کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتے اور کبھی دوسرے مجتہد کی۔

(میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد معیار الحق ص ۱۴۳)

اب فرقہ اہل حدیث کے جہلا کی تسلی کیلیئے ان کے گھر کی وزنی شہادتیں ان کے بڑے بڑے علماء کرام سے جو بڑے زور و شور سے تقلید مجتہد کے خلاف اٹھے تھے مگر اس مسئلہ میں اپنی عاجزی کا اقرار کر گے۔

1:۔

فرقہ جدید نام نہاد اہلحدیث حضرات کے مایہ ناز محدث ناصر الدین البانی صاحب لکھتے ہیں:

”تقلید کی حرمت کی دلیل مجھے معلوم نہیں البتہ جس کے پاس علم نہیں ہے اس کا تقلید کے بغیر کوئی چارہ نہیں“۔(فتاوی البانیہ ص124)

گویا کہ جس کے پاس علم نہیں اس کیلیئے کسی کی بے دلیل بات ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے:

”اپنے سے زیادہ علم والے کی تقلید اس بندے کیلیئے واجب ہے“۔(فتاوی البانیہ ص126)

گویا کہ اپنے سے زیادہ علم والے کی بے دلیل بات ماننا واجب ہے؟

2:۔

فرقہ اہل حدیث کے بانی اور اس کے شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب دہلوی فرماتے ہیں:

" پس جب کہ کل صحابہ اور تمام مومنین کا قرون اولی میں اسس پر اجماع ثابت ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتے اور کبھی دوسرے مجتہد کی" ۔

(معیار الحق ص 143)

گویا کہ صحابہ اور تمام مومنین کا اس پر اجماع ہوا کہ کبھی وہ ایک مجتہد کی بے دلیل بات کی پیروی کرتے تو کبھی دوسرے مجتہد کی؟

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

" رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہ چار قسم ہے قسم اول واجب" ۔(معیار الحق ص 80)

گویا کہ لاعلمی کے وقت کسی کی بے دلیل بات ماننے واجب ہو جاتی ہے؟ کیونکہ آج کل کے جاہل اہلحدیث حضرات کے نزدیک یہی ایک معنی ہے تقلید کا۔

یا آج کے یہ جاہل اہلحدیث حضرات تقلید کے معنی سمجھنے سے جاہل ہیں یا ان کے بڑے شیخ الکل میاں نذیر حسن دہلوی صاحب تقلید کا معنی سمجھنے سے جاہل تھے۔

3:۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک اور مشہور عالم مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں:

'' ہمارے حنفی بھائی ہم اہلحدیثوں کے بارے میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ ہم تقلید مطلقاً انکار کرتے ہیں''۔

(تاریخ اہل حدیث 146)

'' ہمارے بے نزاع اور بے نظیر پیشوا شخینا و شیخ الکل شمس العلماء حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے اپنی مایہ ناز کتاب معیار الحق میں اس مسئلہ کو نہایت تفصیل سے بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ باقی رہی تقلید وقت لاعلمی س یہ چار قسم ہے قسم اول واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے''۔(تاریخ اہل حدیث 147)

گویا کہ لاعلمی میں کسی کی بے دلیل بات ماننی واجب ہوتی ہے؟

4:۔

فرقہ اہل حدیث کے ایک اور مشہور عالم داؤد غزنوی صاحب کے سوانح میں لکھتے ہیں:

''وہ تقلید کو بعض حالتوں میں واجب قرار دیتے تھے اور بعض میں جائز سمجھتے تھے''۔

گویا کہ بے دلیل بات ماننی بعض حالتوں میں واجب اور بعض میں جائز ہوتی ہے؟

اگے فرماتے ہیں:

'' ائمہ اہل سنت میں سے کسی ایک امام کی تقلید کو جو بغیر تعین کے ہو واجب قرار دیتے تھے''۔

(داؤد غزنوی ص375)

ماشاءاللہ یہ اہلسنت احناف کی شاندار فتح ہے جو ان کے بڑے بڑے آخر کار مسئلہ تقلید میں اپنے مسلک کو کمزور اور بے کس سمجھ کر کسی حد اپنی شکست کو تسلیم کر گے۔

5:۔

فرقہ اہل حدیث ایک اور مشہور عالم اور محدث یحیی گوندلوی صاحب فرماتے ہیں:

”بعض دفع تقلید جائزاور بعض دفع واجب ہوتی ہے“۔

(الاصلاح ج1ص159)

گویا کہ بعض دفع کسی کی بے دلیل بات ماننی واجب ہوتی اور بعض دفع جائز؟

6:۔

وکیل اہلحدیث مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی جس نے اپنے فرقہ کیلئے انگریز سے اہل حدیث نام الارٹ کروایا فرماتے ہیں:

’’پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر کا اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں بعض لا مذہب‘‘۔(رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر 5ج 23ص 154)

سبحان اللہ العظیم

اگر ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

7:۔

فرقہ اہل حدیث کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

’’ (تقلید مطلق)جو اہل حدیث کا مذہب ہے‘‘۔(فتاوی ثنائیہ ج 1ص 254)

ماشاءاللہ ہر ایک ہی بے دلیل بات کی پیروی کرنے کو ثناءاللہ امرتسری صاحب نے اہلحدیث کا مذہب قرار دیا ہے۔

8:۔

فرقہ اہل حدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

والتقلید لا یجوز الا لغیر المجتھد

"تقلید جائز نہیں مگر غیر مجتہد کو"۔(التاج المکلل ص 457)

گویا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مجتہد کیلئے تقلید کو جائز سمجھتے تھے اور مجتہد کیلئے تقلید کو ناجائز سمجھتے تھے۔

9:۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک مشہور عالم اور محدث نواب وحید الزمان صاحب جسے خود فرقہ اہل حدیث نے امام اہلحدیث قرار دیا ہے دیکھئے (سلفیہ تحقیق جائزہ ص 625) لکھتے ہیں:

" عامی کیلئے مجتہد یا مفتی کی تقلید لازمی ہے" ۔(نزل الابرار ج 1 ص 7)

گویا کہ مجتہد یا مفتی کے بے دلیل بات عامی کیلئے ماننی لازم ہے؟

کیا فرقہ نام نہاد اہلحدیث کے ان اکابر علماء کے گلے میں مطلق تقلید کا پٹہ پڑا ہوا تھا؟ یہ سوال اب ہم جماعت اہلحدیث پر چھوڑتے ہیں۔

عقائد علماء اہلحدیث

علماء اہلحدیث کے چند باطل عقائد و نظریات

از قلم: محمد عباس خان

۱۴ جون ۲۰۱۵

Www.AhlehadeesAurAngrez.Blogspot.Com
Www.Salafiexpose.Blogspot.Com

عقائد علماء اہلحدیث

علماء اہلحدیث کے چند باطل عقائد و نظریات

نوٹ

ہم جہاں بھی لفظ اہل حدیث، فرقہ اہلحدیث، لا مذہب یا غیر مقلدین کا لفظ استعمال کریں تو اس سے انگریز کے دور میں وجود میں آنے والا فرقہ مراد ہو گا۔ جیسا کہ ان کے ایک بڑے بزرگ ہیں ان کی شہادت ہے، چنانچہ فرماتے ہیں

''کچھ عرصہ سے ہندستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ'' بالکل ناآشنا ہیں پچھے زمانہ میں شاذ ونادر اس خیال کے لوگ کہیں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام بھی ابھی تھوڑے ہی دنوں میں سنا ہے۔ اپنے آپ کو اہلحدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے''۔

(الارشاد الی سبیل الرشاد ص 13)

فرقہ اہلحدیث کا سلسلہ کب اور کہاں سے شروع ہوا؟

مولانا عبد الرشید غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں:

''علماء اہلحدیث کا سلسلہ برصغیر میں ان (میاں نذیر حسن دہلوی غیر مقلد) سے شروع ہوتا ہے''۔

فرقہ اہلحدیث انگریزوں کا پیدہ کردہ فرقہ ہے:۔

جناب مولانا محمد حسن صاحب غیر مقلد بٹالوی جنہوں نے اپنے فرقہ کا نام انگریز سے اہلحدیث الارٹ کروا یا تھا خود فرماتے ہیں: "اے حضرات یہ مذہب سے آزادی اور خود سری وخود اجتہادی کی تیز رہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندستان کے شہر و بستی و کوچہ و گلی میں پھیل گیٔ ہے۔ جس نے غالباً ہندوؤں کو ہندواور مسلمانوں کو مسلمان نہیں رہنے دیا۔ حنفی اور شافعی مذہب کا تو پوچھنا ہی کیا"

(اشاعت السنۃ ص ۲۵۵)

اس غیر مقلدیت کی سرپرستی کے لئے ایک زمنی ریاست بھوپال ان کو دی گئی:

چنانچہ نواب بھوپال صدیق حسن صاحب تحریر فرماتے ہیں: "فرمان روایاں بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا ہے"

(ترجمان وہابیہ ص ۳)

پھر فرماتے ہیں: ''یہ آزادگی مذہب جدید سے عین مراد انگلشیہ سے ہے" (ص ۵)۔

''یہ لوگ (غیر مقلدین) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔ خصوصاً دربار دہلی سے جو سب درباروں کا سردار ہے''۔

(ترجمان وہابیہ ص 32)

ہم علماء اہلحدیث اور عوام اہلحدیث کے چند باطل اور گمراہ کن عقائد و نظریات پیش کریں گے اگر کوئی غیر مقلد اپنے کسی عالم کے کسی عقیدے کو ترک کرتا ہے تو وہ ساتھ میں اس عالم کا اور اس کے عقیدے کا حکم بھی لکھے اور اس بات کا اقرار کرے کہ اس کا یہ عالم گمراہ کن عقائد و نظریات کا حامل تھا تاکہ معلوم ہو کہ اس لامذہب فرقے نے کتنے گمراہ لوگ پیدا کئے ہیں۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے مولوی زبیر علی زئی صاحب جو کہ اپنے ان علماء کے گند سے جان چھڑانے کیلئے جھوٹ بولتے ہوئے لکھتے ہیں:

وحید الزمان، نواب صدیق حسن خان، نورالحسن، وغیرہ غیر اہل حدیث اشخاص ہیں۔

(الحدیث فروری 2010 صفحہ نمبر 16)

لعنت اللہ علی الکاذبین

غیر مقلدین کے گھر کی شہادت کہ زبیر علی زئی کذاب تھا اور محدثین کی طرف بھی جھوٹ منسوب کر دیتا تھا۔

چنانچہ اہل غیر مقلد عالم کفایت اللہ صاحب سنابلی لکھتے ہیں:

"زبیر علی زئی صاحب اپنے اندر بہت ساری کمیاں رکھتے ہیں مثلاً خود ساختہ اصولوں کو بلا جھجک محدثین کا اصول بتلاتے ہیں بہت سارے مقامات پر محدثین کی باتیں اور عربی عبارتیں صحیح طرح سے سمجھ ہی نہیں پاتے ،اور کہیں محدیث کے موقف کی غلط ترجمانی کرتے ہیں یا بعض محدثین واہل علم کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن سے وہ بری ہوتی ہیں۔اور کسی سے بحث کے دوران مغالطہ بازی کی حد کر دیتے ہیں اور فریق

مخالف کے حوالے سے ایسی ایسی باتیں نقل کرتے ہیں یا اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کر دیتے ہیں جو اس کے خواب وخیال میں بھی نہیں ہوتیں۔

(زبیر علی زئی پر رد میں دوسری تحریر ص 2)

وحید الزمان صاحب

جن کو بڑے بڑے علماء نے اپنا امام تسلیم کیا ہے۔

خود ایک جگہ غیر مقلدین کے ایک بڑے عالم رئیس ندوی صاحب انہیں امام اہلحدیث قرار دیتے ہیں:

ملاحظہ ہو (سلفی تحقیقی جائزہ ص 635)

اور یہ کذاب کہتا ہے کہ یہ غیر اہلحدیث اشخاص ہیں۔

نواب وحید الزمان صاحب آخری دم تک اہلحدیث رہے۔

اہل غیر مقلد عالم لکھتے ہیں:

مرحوم (وحید الزمان) حنبلی یا اہلحدیث تھے اور آخری دم تک اسی موقف پر رہے۔

(ماہنامہ محدث ج 35 جنوری 2003 ص 77)

نوٹ: معلوم ہو گیا کہ وہ آخری دم تک اہلحدیث ہی تھے اور مولانا صاحب کی حنبلی ہونے والی بات لطیفے سے کم نہیں۔

وحید الزمان، نواب صدیق حسن خان، ثناء اللہ امر تسری صاحب اہلحدیث کے اسلاف تھے۔

ایک اور بڑے مولوی غیر مقلدین کے وحید الزمان، نواب صدیق حسن خان صاحب ثناء اللہ امر تسری صاحب کے نام لکھ کر آگے لکھتے ہیں:

بلا شبہ ہمارے اسلاف تھے۔

(حدیث اور اہل تقلید ص162)

اور آج کا ایک کذاب مولوی زبیر علی زئی نامی کہتا ہے کہ یہ غیر اہلحدیث اشخاص تھے۔

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب کی کتاب نزل الابرار فرقہ اہلحدیث کے نزدیک نہایت مفید کتاب ہے۔

چنانچہ فرقہ اہلحدیث کے شیخ الحدیث ثناء اللہ مدنی صاحب نزل الابرار کے متعلق لکھتے ہیں۔

"فی جملہ کتاب نہایت مفید ہے"۔

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج1 ص493)

نواب صدیق حسن خان صاحب بھی غیر مقلد ہی تھے۔

خود نواب صدیق حسن خان صاحب اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

ان احمقوں نے اتنا بھی خیال نہ کیا کہ میں تو مشہور اہل حدیث ہوں۔

(ابکار المنن ص290)

آج نواب صدیق حسن خان صاحب زندہ ہوتے تو آپنے شہرت دیکھ لیتے

یہی ہے علماء اہلحدیث کی کل اوقات جو بھی مرے اس کے گند سے جان چھڑانے کیلیئے اسے اپنی جماعت سے خارج قرار دے دو، یہ اللہ کی طرف سے ان پر خاص غضب ہے۔

غیر مقلدین کے ایک بڑے مولوی مولانا نذیر احمد رحمانی صاحب لکھتے ہیں:

آج اہلحدیث ہی نہیں احناف بھی حضرت نواب صدیق صاحب کا مسلک اہلحدیث ہونا اتنا مشہور اور معروف ہے کہ شاید بہتوں کو تعجب ہوگا کہ اس عنوان پر گفتگو کرنے کی ہم نے ضرورت ہی کیوں محسوس کی۔

(اہلحدیث اور سیاست ص138)

نور الحسن خان صاحب جو کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے بیٹے تھے نور الحسن صاحب نے اہلحدیث کی فقہ ''عرف الجادی'' نامی کتاب لکھی اور اپنے مسلک کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔

اور آج کا یہ کذاب مولوی کہتا ہے کہ یہ غیر اہلحدیث اشخاص تھے اور اللہ کا ان پر غضب دیکھئے کہ خود اس کے اپنے ہی جماعت کے کسی دوسری مولوی نے اسکے ساتھ بھی وہی کچھ کیا جو اس نے دوسرے اپنے بڑے مولویوں کے ساتھ کیا تھا۔

قرآن و حدیث کے نام پر جمع کئے گئے علماء اہلحدیث کے عقائد و نظریات جماعت اہلحدیث پر حجت ہیں۔

ڈاکٹر محمد بہاولدین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں لکھتے ہیں:

"بعض عوام کالانعام گروہ اہل حدیث میں ایسے بھی ہیں جو اہل حدیث کہلانے کے مستحق نہیں۔ان کو لا مذہب، بد مذہب، ضال مضل جو کچھ کہو، زیبا ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جو نہ خود کتاب و سنت کا علم رکھتے ہیں نہ اپنے گروہ کے اہل علم کا اتباع کرتے ہیں۔کسی سے کوئی حدیث سن کر یا کسی اردو مترجم کتاب میں دیکھ کر نہ صرف اس کے ظاہری معنی کے موافق عمل کرنے پر صبر و اکتفا کرتے ہیں۔بلکہ اس میں اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط و اجتہاد بھی شروع کر دیتے ہیں۔جس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسرے کو بھی گمراہ کرتے ہیں"۔

(تاریخ اہلحدیث ص164)

پہلے تو یہ تمام عقائد غیر مقلدین پر حجت ہیں کیونکہ یہ لوگ یہی دعوے کرتے ہیں کہ ہماری جماعت صرف قرآن اور حدیث کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کرتی اور یہ تو پھر ان کے بڑے بڑے علماء ہیں۔ہاں اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹے تھے تو پھر پہلے اس بات کا اقرار کریں۔

فرقہ اہلحدیث کو ننگا کرنے والا اصول

چنانچہ ایک غیر مقلد عالم لکھتا ہے۔

"کسی گروہ کے عقائد اس کے علماء اور اکابرین طے کرتے ہیں"۔

(کیا علماء دیوبند اہلسنت ہیں ص 8)

اب ہم ان شاءاللہ اس گروہ کے علماء اور اکابرین کے عقائد سامنے لاتے ہیں۔

عقیدہ نمبر 1

فرقہ اہلحدیث اللہ کی ذات کو محدود مانتا ہے اور اللہ کیلئے مکان اور جہت کا قائل ہے۔

ملاحظہ فرمائے فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے عالم طالب الرحمٰن صاحب کی ایک ویڈیو کلپ

http://goo.gl/jDD6sO

نزل الابرار جوکہ غیر مقلدین کے لئے فی جملہ نہایت مفید کتاب ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ص 493)

میں لکھا ہے کہ

"وھو فی جھۃ الفوق، ومکانہ العرش"

وہ (اللہ) اوپر کی جہت میں ہے اور س کا مکان عرش ہے۔

(نزل الابرار ص 3 کتاب الایمان)

نوٹ: نواب وحید الزمان صاحب کو خود ان کے ایک بڑے جید عالم نے امام اہلحدیث قرار دیا ہے۔ دیکھئے (سلفی تحقیقی جائزہ ص 635)

اللہ تعالیٰ کا کوئی مکان ہے؟

★ و قال الإمام الحافظ الفقيه أبو جعفر أحمد بن سلامة الطحاوي الحنفي (321ھ) في رسالته

(متن العقيدة الطحاوية) ما نصه: "وتعالى أي الله عن الحدود والغايات والأركان والأعضاء والأدوات، لا تحويه الجهات الست كسائر المبتدعات" اه۔

امام الطحاوي الحنفي کبار علماء السلف میں سے ہیں اپنی کتاب (العقيدة الطحاوية) میں یہ اعلان کر رہے کہ

''اللہ تعالی '' مکان و جہت و حدود'' سے پاک و منزہ و مبرا ہے''

(متن العقيدة الطحاوية صفحہ ١٥)

شیخ نظام الدين الهندي اللہ کیلئے مکان کا اثبات کرنے والے کو کافر لکھتے ہیں۔

قال الشيخ نظام الهندي: "ويكفر بإثبات المكان لله" (في كتابه الفتاوى الهندية المجلد الثاني صفحہ 259)

★ قال الإمام محمد بن بدر الدين بن بلبان الدمشقي الحنبلي اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر مکان ہیں موجود یا کسی ایک مکان میں ماننے والے کو کافر کہتے ہیں۔

"فمن اعتقد أو قال إن الله بذاته في كل مكان أو في مكان فكافر" (في كتابه مختصر الإفادات ص: 489).

★ الشيخ محمود محمد خطاب السبكي اللہ تعالیٰ کیلئے جہت کے قائل کو کافر قرار دیتے ہیں "وقد قال جمع من السلف والخلف: إن من اعتقد أن الله في جهة فهو كافر". (إتحاف الكائنات)

★اللہ کیلئے جسم جہت کے قائل پر چاروں آئمہ امام ابو حنیفہؒ،امام مالکؒامام شافعیؒامام احمد بن حنبلؒ کا کفر کا فتویٰ۔

(وفي المنهاج القويم على المقدمة الحضرمية) في الفقه الشافعي لعبد الله بن عبد الرحمن بن أبي بكر بافضل الحضرمي: "واعلم أن القرافي وغيره حكوا عن الشافعي ومالك وأحمد وأبي حنيفة رضي الله عنهم القول بكفر القائلين بالجهة والتجسيم وهم حقيقون بذلك" اه۔

ومثل ذلک نقل ملا علي القاري (في كتابه المرقاة في شرح المشكاة)

★ محدث محمد زاهد بن الحسن الکوثریؒ فرماتے ہیں:

حیث تواتران اباحنیفة کان یکفر من زعم فیاللہ انہ متمکن بمکان (تانیب الخطیب ص 101)

"یہ بات امام ابو حنیفہؒ سے تواتر سے ثابت ہے کہ وہ اس شخص کو کافر مانتے تھے جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ کسی مکان میں متمکین ہیں"۔(یعنی کسی خاص مکان میں ہی ہیں اور بس)

عقیدہ نمبر 2

فرقہ اہلحدیث اللہ تعالیٰ کیلئے جسم کے اعضا کے قائل ہیں

فرقہ اہلحدیث کے امام اہلحدیث نواب وحید الزمان خان صاحب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی ذات مقدس کے لائق بلا تشبیہ یہ اعضا ثابت ہیں چہرہ آنکھ ہاتھ مٹھی کلائی درمیانی انگلی کے وسط سے کہنی تک کا حصہ سینہ پہلو کوکھ پاؤں ٹانگ پنڈلی، دونوں بازو

(ترجمہ ہدیۃ المہدی ص 27)

عقیدہ نمبر 3

فرقہ اہلحدیث اللہ کی صفات متشابہات کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے اور لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ ان متشابہات کے جو ظاہری معنی ہمیں معلوم ہیں وہی اللہ کی بھی مراد ہے لیکن کیفیت اس کی معلوم نہیں۔

محدث امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

وَجُمْهُورُ أَهْلِ السُّنَّةِ مِنْهُمُ السَّلَفُ وَأَهْلُ الْحَدِيثِ عَلَى الْإِيمَانِ بِهَا وَتَفْوِيضِ مَعْنَاهَا الْمُرَادِ مِنْهَا إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَلَا نُفَسِّرُهَا مَعَ تَنْزِيهِنَا لَهُ عَنْ حَقِيقَتِهَا.

ترجمہ:

جمہور اہل سنت جن میں سلف اور اہلحدیث (محدثین) شامل ہیں ان کا مذہب (نصوص صفات پر) ایمان رکھنا ہے ساتھ اس کے کہ ان کے معنی مراد کو اللہ کی طرف سپرد کر دیا جائے اور ہم ان کی تفسیر نہیں کرتے جبکہ ان کے ظاہری معنی سے اللہ کو پاک قرار دیتے ہیں۔

جبکہ فرقہ سلفیہ کا دعوی ہے کہ نصوص صفات پر ایمان لانے کیلئے صفات متشابہات کے معنی مراد کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

امام سیوطیؒ کی اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک اہلحدیث عالم شمس افغانی سلفی جو کہ جامعہ اثریہ بشاور کا بانی ہے لکھتا ہے:

ھذاالنص اولا صریح في التفویض المبدع المنقول علي السلف من جانب اھل الجھل والتجھیل والتعطیل وھم المبتدعۃ الخلف

وثانیاًقولہ: مع تنزیھنا لھو عن حقیقتھا، صارخ بالتعطیل صراخ ثکالي الجھمیۃ

ترجمہ:

میں کہتا ہوں یہ عبارے پہلے تو اس تفویض میں صریح ہے جو کہ جھوٹے طور پر سلف کی طرف منسوب کیا گیا ہے (نعوذ باللہ) کہ اہل جہل تجہیل اور اہل تعطیل کی طرف سے جو کہ متاخرین بدعتی ہیں دوسرا یہ کہ امام سیوطی (رحمہ اللہ) کی یہ عبارت کہ ہم ان کے ظاہری حقیقی معنی سے اللہ کو پاک قرار دیتے ہیں واضح طور پر تعطیل فریاد کر رہی ہے ان جہمی عورتوں کی فریاد کی طرح جو بچوں سے محروم ہو گئی ہوں۔

(والعیاذ باللہ)

(عداء الماتریدیۃ للقعیدۃ السلفیۃ قولہ 28)

عقیدہ نمبر 3

فرقہ اہلحدیث کے عقیدہ کے مطابق اللہ کی صفات متاشابہات پر ایمان لانے کیلیئے ضروری ہے اللہ کی مراد کا بھی علم ہو جیسے صفات غیر تشابہات کے متعلق ہوتا ہے۔

اللہ تعالٰی قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

ہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ مِنۡہُ اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ ہُنَّ اُمُّ الۡکِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِہٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَہَ مِنۡہُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَۃِ وَ ابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِہٖ ۚ۞ وَ مَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَہٗۤ اِلَّا اللّٰہُ ؕۘ وَ الرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِہٖ ۙ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ

(آل عمران آیت 7)

وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں ہیں محکم (یعنی انکے معنٰی واضح ہیں) وہ اصل ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں متشابہ (یعنی جنکے معنٰی معین نہیں) سو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں متشابہات کی گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی وجہ سے اور ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے سب ہمارے رب کی طرف سے اتری ہیں اور سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔

ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کی غیر متشابہات صفات بھی ہیں جیسے علم، حیات، قدرت، سمع، بصر وغیرہ

اب ہم اور آپ دونوں ان کے متعلق یہی کہتے ہیں کہ اللہ کا علم ہے لیکن ہمارے علم کی طرح نہیں اللہ کی حیات ہے لیکن ہماری حیات کی طرح نہیں۔

یہ صفات تو غیر متشابہات تھیں۔

اب جو متشابہات ہیں جیسے ید، قدم، وجہ، استوی علی العرش، نزول الی سماء

ان صفات کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ اللہ کی اس سے کیا مراد ہے۔ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسے حق جانتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جب تک مراد معلوم نہیں ہو گی تب تک ایمان نہیں لایا جاسکتا۔

جب کہ نام نہاد ان صفات متشابہات کے متعلق بھی وہی بات کہتے ہیں جو آپ غیر متشابہات صفات کے متعلق کہتے ہیں

اللہ کا ید (ہاتھ) وجہ (چہرہ) استوی علی العرش سے جو اللہ کی مراد ہے وہ آپ کو معلوم ہے جیسا غیر متشابہات صفات کی مراد معلوم ہے اور کیسے ہے اس کی کیفیت کیا ہے وہ آپ کو معلوم نہیں جیسا کہ غیر متشابہات صفات کی معلوم نہیں۔

اب انہوں نے صفات متشابہات اور غیر متشابہات کا بلکل فرق ہی مٹا دیا اور دونوں کیلئے ایک ہی ضابطہ مقرر کر دیا اگر صفات متشابہات اور غیر متشابہات ایک ہی ہیں تو ان کی تقسیم کیوں کی گئی اور اگر ان متشابہات کو بھی غیر متشابہات کی طرح رکھنا تھا تو اللہ نے ایسا کیوں فرمایا کہ اس قرآن میں متشابہات بھی موجود ہیں؟

عقیدہ نمبر 4

خدا جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے۔

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان خان صاحب خدا کی صورت کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

وہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو

(ترجمہ ہدیۃ المہدی ص26)

معاذاللہ لوگوں کے عقائد کو خراب کرنے کیلیئے لوگوں کے ذہنوں میں خدا کی صورت کا تصور بنایا جارہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لیس کمثلہ شيء

وہ کسی شے کی مثل نہیں۔(الشوری 11)

عقیدہ نمبر 5

فرقہ اہلحدیث کے نزدیک بیس رکعت تراویح بدعت ہے۔

لکھتے ہیں:

''بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت رسول نہیں بلکہ بدعت ہے''۔

(مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف ص69)

العیاذ باللہ

بیس رکعت تراویح کب سے ہو رہی ہے؟

بیس رکعت تراویح صحابہ کرام اور تابعین کے پاک زمانے سے چلی آرہی ہیں۔

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: «كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ»

السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا

ہم لوگ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں 20 رکعت اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

(معرفۃ السنن والآثار ج4 ص42: صحیح)

أخبرنا أَبُو عبد الله مَحْمُود بن أَحْمد بن عبد الرَّحْمَن الثَّقَفِيُّ بِأَصْبَهَانَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي الرَّجَاءِ الصَّيْرَفِي أَخْبرهُم قِرَاءَة عَلَيْهِ أَنا عبد الْوَاحِد بن أَحْمد الْبَقَّال أَنا عبيد الله بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ أَنا جَدِّي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَمِيلٍ أَنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ أَنا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عُمَرَ أَمَرَ أُبَيًّا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ يَصُومُونَ النَّهَارَ وَلَا يحسنون أَن (يقرؤا) فَلَو قَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا (شَيْءٌ) لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ وَلَكِنَّهُ أَحْسَنُ فَصَلَّى بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَة

ترجمہ:... ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو رات کے وقت نماز پڑھایا کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں، مگر خوب اچھا پڑھنا نہیں جانتے، پس کاش! تم رات میں ان کو قرآن سناتے۔ اُبیّ نے عرض کیا: یاامیر المؤمنین! یہ ایک ایسی چیز ہے جو پہلے نہیں ہوئی۔ فرمایا: یہ تو مجھے معلوم ہے، لیکن یہ اچھی چیز ہے۔ چنانچہ اُبیّ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو 20 رکعتیں پڑھائیں۔

(الأحاديث المختارة ج3 ص367: صحیح)

أَبُو الخضیب قَالَ یحیی بْن موسَی قَالَ نا جَعْفَر بْن عون سَمِعَ أَبا الخضیب الجعفِي کانَ سوید بْن غفلة یؤمنا فِي رمضان عشرین رکعة.

''ترجمہ:...''ابوالخصیب کہتے ہیں کہ: سوید بن غفلہ ہمیں رمضان میں بیس (20) رکعتیں پڑھاتے تھے۔

(التاریخ الکبیر ج9 ص28)

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کا شمار کبار تابعین میں ہے، انہوں نے زمانۂ جاہلیت پایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اسلام لائے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی، کیونکہ مدینہ طیبہ اس دن پہنچے جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہوئی، اس لئے صحابیت کے شرف سے مشرف نہ ہوسکے، بعد میں کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے خاص اصحاب میں تھے، ۸۰ھ میں ایک سو تیس برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

(تقریب التھذیب ج1 ص341)

اگر یہ بدعت ہے تو یہ بدعت شروع سے آج تک حرم اور مسجد نبوی میں جاری ہے۔

عقیدہ نمبر 6

فرقہ اہلحدیث کے امام الہند محمد جوناگڑھی لکھتا ہے کہ:

حضرت عمرؓ کی سمجھ معتبر نہ تھی

(شمع محمدی ص22)

اور حضرت عمرؓ کی سمجھ کے معتبر نہ ہونے پر دلائل بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور ایسے دلائل جس سے کل کو یہی لوگ کہہ سکتے ہیں کہ معاذاللہ نبی ﷺ کی سمجھ بھی معتبر نہیں۔

العیاذ باللہ جس عمرؓ کے متعلق نبی ﷺ فرماتے ہیں

«لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ»

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتے۔

(سنن الترمذي ج5ص619)

ان عمرؓ کے متعلق یہ رافضی کہتا ہے کہ ان کی سمجھ معتبر نہ تھی

آخر ایسا کہہ کر یہ لوگوں کو کیا سبق دینا چاہتے ہیں؟

عقیدہ نمبر7

قربانی میں مرزئی بھی شریک ہو سکتا ہے۔

غیر مقلد عالم محمد علی جانباز صاحب لکھتے ہیں:

''باقی رہی مرزائی کی شرکت تو اس کے متعلق بھی حرام کا فتوی نہیں لگا سکتے''۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج13ص89)

عقیدہ نمبر8

امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی فرض ہے اور

امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کی کوئی نماز نہیں ہوتی وہ بے نمازی ہے۔

العیاذ باللہ

مفتی عبدالستار صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''فاتحہ ہر ایک مقتدی و منفرد و امام پر واجب ہے اور اس کے ترک سے بالکل نماز نہیں''۔

(فتاویٰ ستاریہ ج1ص54)

فرقہ اہلحدیث کے شیخ الکل میاں نذیر حسن دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''فاتحہ خلف الامام پڑھنا فرض ہے بغیر فاتحہ پڑھے ہوئے نماز نہیں ہوتی''۔

(فتاویٰ نذیریہ ج1ص398)

محب اللہ شاہ راشدی صاحب لکھتے ہیں

''سورۃ فاتحہ کے سوائے کوئی بھی نماز ہر گز نہیں ہو گی۔ صرف ایک رعکت میں بھی نہیں پڑھی تو اس کی وہ رکعت نہیں ہوئی وہ نماز خواہ اکیلے پڑھے یا پڑھنے والا امام ہو یا مقتدی''۔

(مقالات راشدیہ ص 67)

یہ الگ بات ہے کہ ان کے اس مسئلہ کی ایک بھی صحیح صریح مرفوع حدیث دنیا میں موجود نہیں۔

ان کی بنیادی 2 ہی دلیلیں ہیں

ایک صحیح بخاری سے

فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔۔۔الخ

جواب

یہی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے اور امام مسلمؒ نے اس کے بعد سند نقل کر کے اس میں اضافہ بھی نقل کیا ہے اور پوری حدیث یوں ہے۔

(394) - 37 حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ، الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ مِنْ بِئْرِهِمْ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ» [ص:296] وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فَصَاعِدًا

(صحیح مسلم ج1ص295)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جو سورۃ فاتحہ اور کچھ زائد قرآن نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 301: صحیح)
، جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں جس نے ایک رکعت بھی سورت فاتحہ کے بغیر پڑھی گویا کہ اس نے نماز ہی نہیں پڑھی سوائے اس کے کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔

غیر مقلدین کی دوسری اور آخری مرفوع دلیل حضرت عبادہ بن صامتؓ سے ہے جس میں ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہو گی۔۔۔الخ
یہی غیر مقلدین کی اس مسئلہ میں اکلوتی دلیل ہے جسے خود ان کے محدث البانی صاحب نے ضعیف قرار دیا ہے۔
(سنن ابی داؤد ص144)
یہی انتہائی ضعیف حدیث ان کا ہر عامی جاہل اور عالم جاہل لئے گھومتا ہے تمام امت کی نماز کو باطل قرار دینے کیلئے۔

عقیدہ نمبر 9

مرزئی اسلامی فرقہ ہے۔

ثناءاللہ امرتسری صاحب نے مرزئیوں کو اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے۔ دیکھئے

(ثنائی پاکٹ بک ص55)

عقیدہ نمبر 10

اجماع حجت شرعیہ نہیں۔

ویسے تو تمام غیر مقلدین اجماع امت کے منکر ہیں چاہے عملاً ہوں یا قولاً لیکن ہم ان کے بڑے مولوی سے دکھاتے ہیں

حافظ عبدالمنان نورپوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

اجماع صحابہؓ اور اجماع ائمہ مجتہد کا دین میں حجت ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔

(مکالمات نورپوری ص85)

لعنت اللہ علی الکاذبین

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا

سورۃ نساء آیۃ ۱۱۵

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا

یہ اجماع کی حجیت نہیں تو اور کیا ہے اور یہ سب سے افضل ہستیاں صحابہ اور ائمہ مجتہدین کے اجماع کا انکار کر رہا ہے۔

عقیدہ نمبر 11

آذان عثمانی بدعت ضلالت ہے۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔

یہ اذان رائجہ بدعت ضلاف ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج 1 ص 432)

مولوی محمد جوناگڑھی صاحب لکھتے ہیں:

پس ہمارے زمانہ میں مسجد ییں س جو دو اذانین جمعہ کے لئے ہوتی ہیں صریح بدعت ہے کسی طرح جائز نہیں۔

(فتاویٰ اہلحدیث ج 2 ص 106)

غیر مقلد وکٹورین ایک اور بات بھی کہتے ہیں کہ دور عثمانی میں یہ آذان کسی بلند جگہ کہلاوئی جاتی تھی اور آج کل اہلسنت حنفی شافعی مالکی اور حنبلی یہ آذان مسجد میں دی جاتی ہے اور ہم اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ

یہ لوگ کس دلیل سے اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں حضور ﷺ کے دور میں تو بقیہ آذانیں بھی بلند جگہ پر دی جاتی تھیں اوراب صرف مسجد میں دی جاتی ہیں اگر یہ بدعت ضلالت ہے تو کیا یہی آذان مسجد کی بجائے بازار یا کسی بلند عمارت پر دیں تو کیا جائز ہو گئی ؟اور یہی آذان حرم میں بھی دی جاتی ہے کیا وہ بھی بدعت ضلالت ہے ؟

عقیدہ نمبر 12

دین میں نبی کی رائے حجت نہیں۔

غیر مقلدین کے خطیب الہند محمد جوناگڑھی صاحب لکھتے ہیں۔

"تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے"

(طریق محمدی ص 40)

جبکہ یہ بات ہی صحیح نہیں کیونکہ نبی ﷺ دینی معملات میں رائے نہیں دیتے بلکہ وہ ان کا حکم ہوتا ہے جسے اپنانا لازم ہوتا ہے ہاں البتہ دنیاوی معملات میں آپ ﷺ نے خود اختیار دیا ہے اور جان چھڑانے کیلیئے اسے مجتہدین کے اجتہادات کے ساتھ جوڑنا بھی صریح حماقت ہے۔

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ»

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک انساں ہوں، جب میں تمہیں کوئی دین کی بات کا حکم دوں تو تم اس کو

اپنالواور جب میں (دنیاوی معملات میں) اپنی رائے سے کسی چیز کے بارے میں بتاؤں تو میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔

(صحیح مسلم ج4ص1835)

اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

مَا لِنَخْلِكُمْ قَالُوا قُلْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ۔

(صحیح مسلم ج4ص1836)

تم لوگ اپنے دنیوی معاملات کو میرے نسبت زیادہ بہتر جانتے ہو۔

عقیدہ نمبر 13

ائمہ اربعہؒ کی تقلید بھی شرک ہے۔

فرقہ اہلحدیث کا ہر عامی جاہل اور عالم کہلائے جانے والا جاہل یہ بات کرتا ہے۔

اب ان کا اپنا اقرار بھی دیکھئے

ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"اور اس بات میں کچھ شک نہیں کہ تقلید خواہ آئمہ اربعہ میں سے کسی کی ہو خواہ ان کے سوا کسی اور کی شرک ہے"۔

(الظفر المبین ص20)

جبکہ پوری قرآن میں ایک بھی ایسی آیت موجود نہیں جس میں اللہ تعالٰی نے آئمہ فقہاء مجتہدین اہل استنباط کی تقلید کو شرک کہا ہو یا کم از کم روکا ہو منع کیا ہو جیسا کفار مشرکین بے دین اور نا اہلوں کی تقلید سے منع کیا ہے۔

عقیدہ نمبر 14

سنت عمر کفر ہے۔ نعوذ باللہ

فرقہ اہلحدیث کے مولوی عبد المتین میمن طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں لکھتا ہیں:

"سنت محمدی کو چھوڑ کر سنت عمرؓ کی طرف لوٹیں گے تو کفر ہے"۔

(حدیث خیر و شر ص110)

العیاذ باللہ

پہلے عمرؓ کو نبی کے مقابلے میں کھڑا کر دیا پھر ان کی طرف رجوع کرنے والے کو کافر قرار دیا اس میں وہ تمام صحابہ کرامؓ آگے جنہوں نے حضرت عمرؓ کی پیروی کی لہذا اس احمق مولوی کے مطابق حضرت عمرؓ اور ان کے پیروا سب کافر ہوئے۔ نعوذ باللہ

عقیدہ نمبر 15

بیک وقت چار سے زائد شادیاں کی جاسکتی ہیں۔

فرقہ اہلحدیث کے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان صاحب اور نور الحسن صاحب لکھتے ہیں:

''چار کی کوئی حد نہیں (غیر مقلد مرد) جتنی عورتیں چاہے نکاح میں رکھ سکتا ہے''

(ظفر الامانی ص 141، عرف الجادی ص 111)

عقیدہ نمبر 16

فرقہ اہلحدیث کے نزدیک پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف ہونا یا پشت کرنا بالکل جائز ہے ناجائز ہونا تو دور رہا مکروہ بھی نہیں ہے۔

(دستور المتقی ص 45 از مولانا یونس دہلوی، نزل الابرار ج 1 ص 53 از امام اہلحدیث نواب وحید الزمان)

جبکہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پیشاب، پاخانہ کرتے وقت بغیر کسی عذر کے قبلہ رو ہونا اور پشت کرنا مطلقا ناجائز ہے، آبادی میں ہو یا صحرا میں حضور ﷺ نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے اور بقلہ کے اکرام کرنے کا حکم دیا ہے۔

(بخاری ج 1 ص 57، مسلم ج 1 ص 130، زاد المعاد ج 1 ص 8، مجمع الزوائد ج 1 ص 205 ابو داوؤ وغیرہ)

عقیدہ نمبر17

زکوۃ کاانکاراوراس میں حیلے

فرقہ اہلحدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں

زیورات اور مال تجارت میں زکوۃ نہیں۔

(بدور الاہلہ ص102)

اور زکوۃ کہاں دی جائے؟

نواب نور الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

ماں باپ اور سگی اولاد کو زکوۃ دینی جائز ہے۔

(عرف الجادی ص72)

گویا کہ زکوۃ کے اصل حقداروں کو چھوڑ کر آپس میں ہی ایک دوسرے کو زکوۃ دے دی جائے تاکہ مال اندر ہی رہ جائے۔

عقیدہ نمبر18

عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکنے والا ملعون ہے۔

حضرت عائشہؓ کی بدترین توہین

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی غیر مقلدین کے شیخ الکل نے حضرت عائشہؓ کی شان میں زبردست گستاخی کی ہے، انکا قول "کہ اگر آج نبی کریم ﷺ ان باتوں کو دیکھ لیتے جو عورتوں نے اختیار کر رکھی ہیں تو انہیں مسجد جانے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک گی گئی تھیں"۔

(بخاری ج1 ص120)

اس کے بعد غیر مقلدین کے شیخ الکل کی بات ملاحظہ ہو۔

"پھراب جو شخص بعد ثبوت قول رسول و فعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ ومن یشاقق الرسول من بعد۔۔۔۔۔ الخ (الایۃ) جو حکم صراحۃ شرع میں ثابت ہو جائے اس میں ہر گز رائے و قیاس کو دخل نہ دینا چاہئے کہ شیطان اس قیاس سے کہ انا خیر منہ حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے"

(فتاویٰ نذیریہ جلد ا ص ۲۶۶)

غیر مقلدین کے شیخ الکل کی گمراہی ملاحظہ فرمائیں اس نے درپروپ حضرت عائشہؓ پر کیسا زبردست حملہ کیا ہے، افسوس اس فتویٰ غیر مقلدین کے شیخ الکل کا بھی بلا کسی اختلافی نوٹ کے دستخط موجود ہے۔

اور نذیر حسن نے لوگوں کو کیا تاثر دیا ہے

حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کی۔

حضرت عائشہ نے اس مسئلہ میں آنحضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کر کے آیت مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں۔

حضرت عائشہؓ نے اس مسئلہ میں اپنے قیاس اور رائے کو دخل دیا۔

حضرت عائشہؓ نے دین کے حکم میں رائے اور قیاس کو دخل دیکر وہی کام کیا جو شیطان نے انا خیر منہ کہہ کر کیا تھا۔

حضرت عائشہؓ نے معاذاللہ یہ کہہ کر کہ موجودہ وقت عورتوں کو مسد اور عید گاہ جانا مناسب نہیں ہے۔ شریعت کو بدل ڈالنے کی جرأت کی۔

عقیدہ نمبر 19

آج کل کے تمام غیر مقلدین یہ عقیدہ رکھتے اور لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ

اللہ کی ذات صرف عرش کے اوپر اوپر تک ہے نیچے سے ختم ہوتی ہے اور اللہ کی ذات کے بعد اس کے نیچے سے عرش اور دیگر مخلوقات شروع ہوتی ہیں العیاذ باللہ

جبکہ یہ عقیدہ قرآن اور حدیث کے خلاف ہے

:اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

(الحدید 3)

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں

"اللھم أنت الأول، فلیس قبلک شيء، وأنت الآخر، فلیس بعدک شيء، وأنت الظاهر فلیس فوقك شيء، وأنت الباطن، فلیس دونک شيء".

اے اللہ تو اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں، تو "آخر" ہے تیرے بعد کوئی نہیں، تو "ظاہر" ہے تیرے اوپر کچھ نہیں، تو "باطن" ہے تیرے نیچے کچھ نہیں۔

(صحیح مسلم)

دون کا مطلب "علاوہ" بھی ہوتا ہے اور "دون" کا مطلب "نیچے بھی ہوتا ہے۔

(المورد ص 557)

ہم دونوں باتوں کا اقرار کرتے ہیں خود حدیث میں بھی لفظ "دون" نیچے کیلئے استعمال ہوا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے

وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدَ نَعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ تَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَمَا دُونَ الْكَعْبَيْنِ

اور اگر تمہارے پاس جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں کے نیچے تک موزے پہن لیا کرو"۔"

(سنن نسائی ج2ح587: صحیح)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

وَاسْتَدَلَّ بَعْضُ أَصْحَابِنَا فِي نَفْيِ الْمَكَانِ عَنْهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ» . وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ". وَإِذَا لَمْ يَكُنْ فَوْقَهُ شَيْءٌ وَلَا دُونَهُ شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ فِي مَكَانٍ.

(الأسماء والصفات للبیہقی ج۲ ص۲۸۷)

ہمارے بعض اصحاب اللہ کو مکان سے پاک ثابت کرنے کیلئے نبی ﷺ کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ تو'' (اللہ) الظاہر مطلب کوئی چیز اسکے اوپر نہیں الباطن یعنی کوئی چیز اس کے نیچے نہیں اسلئے اللہ کے اوپر کچھ نہیں اور اسکے نیچے کچھ نہیں'' تو اللہ مکان و جگہ سے پاک ہے۔

عقیدہ نمبر 20

اللہ کی صفت ''ید'' متشابہات میں سے نہیں۔

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ کی صفت ''ید'' کو متشابہات میں سے کہنا اہل بدعت کا مسلک ہے''۔

(اصول المصابیح ص 38 ترجمہ و تحقیق و تخریج زبیر علی زئی)

عقیدہ نمبر 21

ننگے ہو کر نماز پڑھنا

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عورت کی نماز بغیر ستر چھپائے صحیح ہے عورت تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا پھر اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم (باپ بھائی بیٹے) کے ساتھ ہو غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سر چھپا لے''۔

(بدور الاہلہ ص 39)

عقیدہ نمبر 22

صحابہ کرام پر فاسق ہونے کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔

غیر مقلدین کے لئے فی جملہ نہایت مفید کتاب حولہ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ص 493) نزل الابرار میں لکھتا ہے کہ ہے

''تمام صحابہ کو عدول قرار دینے کا معنی ہے کہ وہ نقل روایت میں ثقہ وعادل ومعتبر ہیں نہ کہ سارے صحابہ معصوم ہیں، ان سے کوئی ایسی بات سرزد ہو ہی نہیں سکتی جس کی بنا پر ان پر لفظ فاسق کا اطلاق ناممکن ہے''۔

(حاشیہ نزل الابرار ج3ص94)

معاذاللہ

عقیدہ نمبر23

مشت زنی واجب ہے

نورالحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’نظر بازی کا خطرہ ہو تو مشت زنی واجب ہے‘‘۔

(عرف الجادی ص207)

سوال یہ ہے کہ اگر یہ واجب ادا نہ کیا گیا تو کیا گناہ ہو گا؟

ایک غیر مقلد سنت پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا اسے نظر بازی کا خطرہ محسوس ہوا اب وہ سنت ادا کرے یا پہلے واجب؟

اگر نظر بازی کا یہی اعلاج ہے تو پھر نفس پر قابو کا کیا مطلب ہے؟

عقیدہ نمبر24

اگر زنا پر مجبور کیا جائے تو زنا کرنا جائز ہے۔

نواب الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

کوئی شخص زنا پر مجبور کیا جائے اس کیلئے زنا کرنا جائز ہے"۔ "

(عرف الجادی ص 215)

العیاذ باللہ

حضرت یوسفؑ کا مشہور واقعہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب زلیخا انہیں اپنی طرف مجبور کر رہی تھیں تو حضرت یوسفؑ نے اس سے کہا

معاذاللہ انہ ربیا حسن مثوای انہ لایفلح الظلمون

ترجمہ:

معاذاللہ! تیرا شوہر عزیز مالک ہے میرا اور اچھی طرح رکھا ہے مجھے اس نے، بے شک ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے۔

(سورۃ یوسف ص 23)

اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت کوئی غیر مقلد وکٹورین موجود نہیں تھا جو جائز کا فتویٰ دے دیتا۔

عقیدہ نمبر 25

بار بار طلاق دینااور بار بار رجوع کر لینا جائز ہے۔

سائل نے ایک غیر مقلد مولوی عبداللہ ویلوری سے سوال پوچھا۔

سوال: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔اس کے بعد 10 یوز زید نے رجوع کر لیا پھر کچھ عرصے بعد دوبارہ تنازع ہونے کی صورت میں اس نے طلاق دے دی۔ آٹھ یوم کے بعد پھر رجوع کر لیا۔اس نے چار پانچ مرتبہ ایسا ہی کیا۔ طلاق دے دی اور رجوع کر لیا زید کو اس مسئلہ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟؟ اب پھر دوبارہ رجوع کرنا چاہتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ اللہ آپ جو جزائے خیر دے۔

جواب:

صورت مسئولہ میں رجوع کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔دو گواہوں کے ربرو رجوع کر کے بیوی کو آباد کر سکتا ہے

(فتاویٰ جات ص482)

اس احمق مولوی نے طلاق کی مقدار ہی ختم کر دی جو کہ شریعت نے ہمیں دی تھی۔

اب کوئی غیر مقلد صبح شام بیوی کو طلاق دیتا پھرے اور رجوع کرے بیوی اس کے لئے حلال ہے۔

عقیدہ نمبر 26

کسی کو حاضر ناظر جاننا شرک نہیں

فرقہ اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ

اللہ کی ذات حاضر و ناظر نہیں اب جب اللہ کی ذات ہی حاضر ناظر نہیں تو کسی ولی یا نبی کی ذات کو حاضر و ناظر سمجھا کس طرح سے شرک ہو سکتا ہے؟ شرک ہو تو کس کے ساتھ اللہ کی ذات تو حاضر و ناظر نہیں۔

عقیدہ نمبر 27

نماز کے سنت واجبات فرائض وغیرہ سب بدعات ہیں۔

ایک غیر مقلد مولوی صاحب لکھتے ہیں:

نماز کے واجبات فرائض سنن اور مستحبات یہ تمہاری بدعت ہے اگر بدعت نہیں تو قرآن و سنت سے ثابت ”کریں“۔

(حنفیوں کے 350 سوالات کے جوابات ص 125)

فرقہ اہلحدیث کے ایک اور احمق مولوی صاحب لکھتے ہیں:

فقہائے احناف کا نماز کے ارکان میں سے بعض کو فرض بعض کو واجب بعض کو سنت بعض کو مستحب قرار دینا” بدترین بدعت ہے“۔

(تحفہ حنفیہ ص 125)

تمام فقہاءاور محدثین کرام نے اپنی اپنی کتب میں بعض جگہ پر کسی مسئلہ کو فرض یا کسی کو سنت یا کسی کو واجب قرار دیا لیکن ان تمام محدثین فقہاء جلیل القدر علماء کے خلاف ان وکٹورینوں کے نزدیک یہ ایک بدترین بدعت ہے۔

عقیدہ نمبر 28

ہر ایک اجتہاد کا حقدار ہے۔

ویسے تو یہ عقیدہ ہر ایک غیر مقلد کا ہوتا ہے۔ لیکن ہم ایک حوالہ بھی پیش کرتے دیتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد عالم زبیر علی زئی صاحب ایک سائل کو سوال کا مختصر جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''باقی امور کے بارے میں خود اجتہاد کر لیں''۔

(فتاویٰ علمیہ ص 198)

اس احمق کے اس قول پر ہم ایک مشہور محدث کا قول نقل کرتے ہیں

:امام الجرح والتعدیل حضرت امام شمس الدین ذہبیؒ (وفات 748ھ) فرماتے ہیں

نعم من بلغ رتبة الاجتهاد وشهد له بذلک عدة من الأئمة لم یسغ له أن یقلد کما أن الفقیه المبتدئ والعامی الذي یحفظ القرآن أو کثیرا منه لا یسوغ له الاجتهاد أبدا فکیف یجتهد وما الذي یقول ؟ وعلام یبني؟ وکیف یطیر ولما یریش ؟

: ترجمہ

جو شخص اجتہاد کے مرتبہ پر فائز ہو بلکہ اس کی شہادت متعدد آئمہ دیں اس کیلیئے تقلید کی گنجائش نہیں ہے مگر ’’ مبتدی قسم کا فقیہ کا عامی درجے کا آدمی جو قرآن کا یا اسکے اکثر حصے کا حافظ ہو اس کیلیئے اجتہاد جائز نہیں، وہ کیسے اجتہاد کرے گا؟ کیا کہے گا کس چیز پر اپنے اجتہاد کی امارت قائم کرے گا؟ کیسے اڑھے گا ابھی اسکے پر بھی نہیں نکلے ؟‘‘۔

(سیر أعلام النبلاء ج13 ص337)

عقیدہ نمبر 29

من پسند مسائل کو راجح قرار دینا۔

غیر مقلدین کے امام شوکانی صاحب لکھتے ہیں ’’چار دن قربانی والا موقف راجح ہے‘‘

(نیل الاوطار جلد 5 صفحہ 149)

غیر مقلدین کے محدث العصر حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں "قول راجح یہ ہے کہ قربانی کے صرف 3 دن ہیں"۔

(علمی مقالات صفحہ 219)

تبصرہ: اگران جہلا سے ہی کسی مسئلہ کو راجح مرجوع کروانا ہے تو بہتر نہیں ائمہ میں سے کسی ایک کی پیروی کی جائے۔

عقیدہ نمبر 30

زبان سے نیت کا مطلق انکار کرنا

فرقہ اہلحدیث کے امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں

"زبان سے نیت کرنا بدعت ہے"۔

(نزل الابرار ج 1 ص 69)

جبکہ زبان سے نیت کرنا حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ میرے پاس رات کو میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور اس وقت آپ عقیق میں تھے (اس نے کہا) اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور کہیں کہ میں نے عمرہ اور حج کی نیت کی۔

(صحیح بخاری ج3ح2244)

عقیدہ نمبر31

اگر امام کی نماز فاسد ہو جائے تو فقط امام نماز لوٹائے مقتدی نہیں۔

امام اہلحدیث نواب وحیدالزمان صاحب فرماتے ہیں:

امام حالت جنابت یا بغیر وجو کے نماز پڑھادے یا کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو جائے تو فقط امام اپنی نماز لوٹائے مقتدیوں کو لوٹانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی امام کا ذمہ ہے کہ وہ مقتدیوں کو یہ بائے کہ میں نے اسس حالت میں نماز پڑھادی ہے۔

(نزل الابرار ج1ص101)

جبکہ نبی کریم ﷺ نے امام کو ضامن قرار دیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر اسکی نماز صحیح ہو گی تو مقتدیوں کی بھی صحیح ہو گی اور اگر اس کی نماز فاسد ہو گی تو مقتدیوں کی بھی فاسد ہو گی۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امانت دار ہوتا ہے۔

(مسند احمد ج9ح4341)

عقیدہ نمبر32

ناپاک اور پلید کپڑوں میں نماز بلکل صحیح ہے۔

نواب نورالحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

ناپاک کپڑوں (جن پر پیشاب، پاخانہ وغیرہ گند لگا ہو) میں نماز صحیح ہے۔

(عرف الجادی ص21)

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''نمازی کے جسم پر نجاست (پیشاب، پاخانہ) لگا ہوا ہو تو بھی نماز باطل نہیں''۔

(بدور الاہلہ ص38)

عقیدہ نمبر33

گدھی کتیا سورنی سب کا دودھ اہلحدیث کے ہاں پاک ہے۔

مجدد اہلحدیث نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں

''گدھی کتیا، سورنی سب کا دودھ پاک ہے''۔

(بدور الاہلہ ص18)

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''کتے اور خنزیر کا جوٹھا پانی، دودھ وغیرہ بھی پاک ہے''۔

(نزل الابرار فقہ نبی المختار ج1 ص30)

آخر انہی کتیا اور سورنی کا دودھ پینے والے ہی بھونکتے ہیں فقہاء پر

عقیدہ نمبر34

توسل شرک اور ناجائز ہے۔

مولوی محمد احمد غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں:

وسیلہ کا یہی وہ غیر مشروط طریقہ ہے جو انسان کو شرک میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(فتاویٰ صراط مستقیم ص75)

طالب الرحمٰن زیدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

کسی فوت شدہ نبی یا ولی کا وسیلہ دینا جائز نہیں۔

(آیئے عقیدہ سیکھئے ص159)

جبکہ حدیث میں ہے کہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں قحط پڑتا تو حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کے وسیلے سے اس طرح دعا کرتے

«اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا»

(بخاری ج1 ص137)

ایک اور حدیث میں ہے

حَدَّثَنَا طَاهِرُ بْنُ عِيسَى بْنِ قَيْرَسَ الْمُقْرِيُّ الْمِصْرِيُّ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ الْمَدَنِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَمِّهِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ " أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ، وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ، فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حَنِيفٍ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ: ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْ: اللَّهُمَّ، إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّكَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقْضِي لِي حَاجَتِي، وَتَذْكُرُ حَاجَتَكَ، وَرُحْ إِلَيَّ حَتَّى أَرُوحَ مَعَكَ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ، فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ عُثْمَانُ، ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ، فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ، فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطِّنْفِسَةِ، وَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ، فَقَضَاهَا لَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا ذَكَرْتَ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَتْ هَذِهِ السَّاعَةُ، وَقَالَ: مَا

كَانَتْ لكَ مِنْ حَاجَةٍ, فَأْتِنَا, ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ, فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ فَقَالَ: لَهُ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا, مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي, وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتَهُ

حضرت عثمانؓ بن حنیفؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمانؓ کے پاس ضرورت کیلئے آیا جایا کرتا تھا اور حضرت عثمان (غالباً مصروفیت کی وجہ سے) اس کی طرف توجہ نہ فرماتے وہ شخص حضرت عثمان بن حنیفؓ سے ملا اور اس کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ وضو کر کے مسجد میں جا کر دو رکعات نماز پڑھ

اور پھر کہو اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہو ہمارے پیارے نبی ﷺ کے وسیلے سے۔

(معجم الصغیر ج1 ص183-184 صحیح)

عقیدہ نمبر 35

عیسائیوں کا قبضہ بھی دار الاسلام ہوتا ہے۔

وکیل اہلحدیث محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

ہندستان باوجود یہ کہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دار الاسلام ہے۔

(الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص25)

عقیدہ نمبر 36

حضرت عیسیٰؑ کے والد کا اثبات۔ العیاذ باللہ

مشہور غیر مقلد عالم عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

عیسی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تو اپنا شوہر اور اس کا باپ بتا رہی ہے اور باپ بیٹا بھی دونوں اسے تسلیم فرما رہے ہیں مگر صدیوں بعد لوگوں نے انہیں بے پدر بتایا اور آپ کی والدہ کو بے شوہر بتایا کیا خوب ہے۔

(عیون زمزم ص40)

نوٹ

اس عقیدہ میں حضرت عیسیٰؑ کے لئے والد ثابت کیا گیا ہے حالانکہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے قرآن یہی بتاتا ہے۔

عقیدہ نمبر 37

مرزئیوں کے پیچھے نماز پڑھنا

مولوی عبدالعزیز صاحب سیکرٹری جمعیہ مرکزیہ اہلحدیث ہند لاہور صاحب غیر مقلد ثناءاللہ امرتسری صاحب جو کہ فرقہ اہلحدیث کے ہاں شیخ الاسلام ہیں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"آپ (ثناءاللہ امرتسری صاحب) نے لاہوری مرزئیوں کے پیچھے نماز پڑھی"۔

"آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزئیوں کے پیچھے نماز جائز ہے"

"آپ نے مرزئیوں کو عدالت میں مرزئی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزئیوں کو مسلمان مانا"۔

العیاذ باللہ

(فیصلہ مکہ ص36)

عقیدہ نمبر38

جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں۔

چنانچہ نواب نورالحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو خیر ہے کھاتے وقت پڑھ لے۔(عرف الجادی 239)

عقیدہ نمبر39

کپڑوں پر اگر حلال جانوروں کا پیشاب پاخانہ لگا ہوا ہو تو اس میں پڑھنی درست ہے۔

چنانچہ فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے عالم لکھتے ہیں:

''اور جس کپڑے پر وہ (حلال جانوروں کا پیشاب پاخانہ) لگا ہوا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے''۔

(فتاویٰ ستاریہ ج1 ص105)

عقیدہ نمبر 40

نماز کی طرف دعوت دینا درست نہیں۔

فرقہ اہلحدیث کے بڑے عالم طالب الرحمن صاحب کی ایک بڑی حماقت

لکھتے ہیں:

''کیا لوگوں کو نماز کی دعوت دینا اسوہ رسول ﷺ ہے۔ اگر نہیں تو پھر نبی ﷺ کے طریقے کو کیوں نہیں اپنایا جاتا''۔ (یعنی نماز کی دعوت نہ دی جائے)

(تبلیغی جماعت عقائد و نظریات ص10)

عقیدہ نمبر 41

کتا پاک ہے اور اس کا پاخانہ بھی نجس نہیں۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے عالم جنہیں فرقہ اہلحدیث امام شوکانی کے نام سے جانتی ہے لکھتے ہیں:

حدیث کی وجہ سے صرف کتے کا لعاب نجس ہے علاوہ ازیں اس کی بقیہ مکمل ذات یعنی گوشت، ہڈیاں، خون بال وغیرہ پاک ہے کیونکہ اصل طہارت ہے اور اس کی ذات کی نجاست کے متعلق کوئی دلیل موجود نہیں"۔

(فقہ الحدیث ص 147)

کتے کا پخانہ بھی پاک ہے۔

چنانچہ امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

اور لوگوں (غیر مقلدین) کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ کتے کا پاخانہ نجس ہے یا نہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ اس کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں"۔

(نزل الابرار ص 50)

نواب نور الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

کتے اور خنزیر کے پلید ہونے کا دعویٰ ٹھیک نہیں۔

(عرف الجادی ص 10)

عقیدہ نمبر 42

صحابہ کرامؓ میں سے بعض لوگ فاسق تھے العیاذ باللہ

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے جو فاسق تھے جیسے ولید بن عقبہ (رض) ایسے ہی معاویہ (رض)، عمرو بن العاص (رض)، مغیر بن شیبہ (رض) اور سمرہ بن جندب (رض) کے متعلق

(نزل الابرار ج 3 ص 94)

نعوذ باللہ من ذالک

عقیدہ نمبر 43

رام چندر اور لکھشمن نبی ہیں اور انہیں نبی ماننا واجب ہے۔

فرقہ اہلحدیث کے امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم دیگر انبیاء کی نبوت کا انکار کریں جن کا ذکر اللہ تعالٰی نے قرآن کریم میں نہیں کیا اور کافروں میں تواتر کے ساتھ وہ معروف ہیں۔ اس میں کوئی چک نہیں کہ وہ نیک انبیاء تھے جیسے رام چندر چھمن کرشن جی جو ہندؤں میں ہے اور زراتشت جو فارسیوں میں ہیں اور کنفیوس اور مہاتمابدھ جو چین اور جاپان میں ہے اوور سقراط جو یونان میں ہیں ہم پر واجب ہے کہ ہم یوں کہیں ہم ان تمام انبیاء پر ایمان لائے اور ان میں کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور ہم سب کے فرمان بردار ہیں۔

(ہدایۃ المہدی ص 85)

حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی غیر مقلد اس کا دفاع کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض انبیاء کا ذکر آیا ہے اور بعض کا نہیں آیا۔۔۔اگے فرماتے ہیں۔۔۔اللہ تعالٰی نے عرب کے سوا اور نبیوں کا ذکر نہیں کیا جیسے ہندستان، چین، یونان، فارس، یورپ افریقہ، امریکہ جاپان اور برما وغیرہ۔۔۔اس لئے ان نبیوں کی نبوت سے انکار کرنا جائز نہیں۔۔۔(اگے امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں۔) پس ہم پر واجب ہے کہ ہم کل انبیاء پر ایمان لاویں اور ان میں سکی میں تفریق نہ کریں۔

(فتوحات اہلحدیث ص148)

اگر قران پاک میں سب انبیاء کا ذکر نہیں آیا تو اس کا کیا مطلب ہے کہ کہیں سے بھی پکڑ پکڑ کے انبیاء کی تعداد کو پورا کیا جائے؟ اور انہیں نبی ماننے کو واجب قرار دے دیا جائے؟ اور واجب کا انکاری گنہگار ہوتا ہے لیکن غیر مقلدین کے ہاں واجب اور فرض ایک ہی ہیں لہذا ان کے عقیدے کے مطابق رام چندر وغیرہ کو نبی نہ ماننے والا کافر ہوا؟

عقیدہ نمبر 44

نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

مشہور اہلحدیث نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھنے والوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں اسلئے نماز پڑھنے والے کو" چاہئے کہ اس بات کا خصوصیت کے ساتھ خیال رکھے اور آپ ﷺ کی اس حاضری سے غافل نہ ہو"۔

(مسک الختام فی شرح بلوغ المرام ص259-260)

عقیدہ نمبر 45

غیر اللہ سے مدد

غیر مقلد عالم غلام رسول صاحب نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

رحم یا نبی اللہ ترحم

یعنی رحم کر اے اللہ کے نبی رحم کر

چونکہ جاہل غیر مقلدین کے ہاں کفر و شرک کے کوئی اصول متعین نہیں اسلئے ان کا جہاں جی چاہتا ہے کفر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں:

قبلہ دین مددی، کعبہ ایماں مددی

ابن قیم مددی قاضی شوکاں مددی

ترجمہ

اے میرے دین کے قبلہ مدد کر اے میرے ایمان کے کعبہ مدد کر اے ابن قیم مدد کر اے قاضی شوکانی مدد کر۔

(ہدیۃ المہدی صفحہ 23)

نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں

یاسیدی یاعروتی ووسیلتی

ویاعدتی فی شدۃ ورخائی

قد جئت بابک ضارعا متضرعا

متاوھا بتنفس الصد بتنفس الصعداء

مالکی ورائک مستغاث فارحمن

یارحمۃ للعالمین بکائی

ترجمہؒ

اے میرے آقا اے میرے سہارے اور اے میرے وسیلے اور اے خوشحالی وبدحالی میں میری متاع میں روتا گڑگڑاتا اور ٹھنڈی آہیں بھرتا۔ آپ کے در پہ آیا ہوں آپ کے علاوہ میرا کوئی فریادرس نہیں۔ سوائے رحمۃ للعالمین میری گریہ وزاری پر رحم فرما۔

(ماثر صدیقی ج2ص30-31)

غیر مقلدین سے سوال ہے کہ کیاان کے یہ علماء مشرک ہوئے یانہیں؟

چونکہ غیر مقلدین کے ہاں کسی پر کوئی فتوی دینایااس کی تکفیر کرنے کوئی احتیاط نہیں اسلئے غیر مقلدین کے ان علماکامشرک ہونالازم آتاہے۔

عقیدہ نمبر46

زیادہ بھوک لگتی ہوتوروزہ معاف

نوب نورالحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

روزہ رکھنے کیلیۓ استطاعت شرط ہے اس لئے جس کو بہت بھوک پیاس لگتی ہو یا جس کو بہت بھوک لگتی ہو اس کوروزہ رکھناواجب نہیں۔

(عرف الجادی ص80)

عقیدہ نمبر47

عام عورتوں کوپردہ کرنے کی ضرورت نہیں

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں :

عورتوں کو جائز ہے کہ غیر مردوں کو دیکھیں البتہ ازواج مطہرات کو یہ منع تھا۔

(نزل الابرار ج 3 ص 74)

مجدد اہلحدیث نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

پردہ کی آیات خاص ازواج مطہرات ہی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں امت کی عورتوں کے واسطے نہیں ہیں۔

(البیان المرصوص ص 168)

نور الحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

وہ آیت جن ہیں س پردہ کرنے کا حکم ہے وہ صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ مختص ہے۔

(عرف الجادی ص 52)

عقیدہ نمبر 48

ماں بہن بیٹی وغیرہ کی قبل ودبر کے سوا پورا بدن دیکھنا جائز ہے۔

نورالحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

ماں بہن بیٹی وغیہسر کی قبل ودبر (یعنی اگلی پچھلی شرمگاہ) کے سواپورابدن دیکھنا جائزہے۔

(عرف الجادی ص52)

عقیدہ نمبر49

کافر کے پیچھے نماز جائز

امام اہلحدیث نواب وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

ولواخبر بعدالصلوۃ بانہ کافر فلایعیدون

نماز پڑھانے کے بعد کافر نے بتلایا کہ وہ کافر ہے تو بھی مقتدی اپنی نماز کو نہیں دہرائیں گے۔

(کنزالحقائق ص24)

غیر مقلدین کااس پر عمل

خود غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امر تسری صاحب مرزئیوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے

(فیصلہ مکہ ص36)

عقیدہ نمبر 50

قضا نمازیں معاف

نورالحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں

اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ جو نماز بلا عذر شرعی چھوڑ دی گئی ہو اس کی قضا واجب ہے۔

(عرف الجادی ص 35)

علماء اہل حدیث اور ان کی تربیت کردہ انکی نجس عوام کے چند عقائد و نظریات جو ان میں پائے جاتے ہیں اور کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔

1

کرامت صاحب کرامت کے اختیار میں ہوتی ہے اللہ کے نہیں۔

2

فقہاء سب گمراہ تھے۔

3

نماز میں آہستہ آمین کہنے والا یہودی ہے۔

جبکہ خود یہ لوگ صرف فرض نماز میں دو جگہ اونچی آمین کہتے ہیں اور بقیہ 22 جگہ پر یہودیوں کی طرح کھڑے رہتے ہیں اور عورتین توان کی ہر وقت ہی یہودیوں کی طرح نماز پڑھتی ہیں۔

4

اجماعی اور غیر اجتہادی مسائل میں اجتہاد کا کرنا

5

قرآنی تعویذ لٹکنا بھی شرک ہے۔

6

جہاں اللہ اب موجود ہے وہاں مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے موجود نہ تھا

7

قبر میں جسم عذاب وثواب سے بری ہوتا ہے۔

8

تین طلاق تین نہیں۔

9

قبر میں روح کے لوٹنے کا انکار

جبکہ قبر میں روح کا لوٹنا صحیح صریح حدیث سے بھی ثابت ہے۔

'' حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ کیلئے نکلے اور قبرستان میں پہنچے لیکن ابھی تک قبر تیار نہیں ہوئی تھی آپ ﷺ بھی وہاں جلوہ افروز ہوئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے پاس ہی بیٹھ گئے آپ نے (ایک طویل حدیث میں) مومن اور کافر کی وفات کا تذکرہ فرمایا اس میں مومن کے بارے میں یہ ارشاد مذکور ہے کہ:

''مومن کی روح کو پھر (مرنے کے بعد) ساتوں آسمان پر پہنچادیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے کا نام علیین میں درج کر دو اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے ان کو زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی میں ان کو لوٹاؤنگا اور اسی سے دوسری مرتبہ نکالوں گا پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں ''من ربک'' تمہارا رب کون ہے۔۔۔الخ''

اور اسی حدیث میں کافر کے بارے میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ

''آسمانوں کے دروازے اس کیلئے نہیں کھلتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی کارگذاری اور نام وغیرہ سجین میں لکھ دو جو ساتویں زمین میں ہے پھر اسکی روح وہاں سے پھینکی جاتی ہے پھر آپؐ نے ارشاد خداوندی پڑھا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے پس گویا کہ وہ آسمان سے گرا اور اس کو پرندے اچک کر لے گئے یا ہوا نے

گہرے گڑھے میں ڈال دیا۔اور پھراس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہےاوراس کے پاس دوفرشتے آتے ہیں اوراس سے پوچھتے ہیں ’’من ربک‘‘ تیرارب کون ہے۔۔۔الخ‘‘

امام حاکمؒ اس روایت کی متعدد اسانید نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

«هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، فَقَدِ احْتَجَّا جَمِيعًا بِالْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو وَزَاذَانَ أَبِي عُمَرَ الْكِنْدِيِّ، وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ فَوَائِدُ كَثِيرَةٌ لِأَهْلِ السُّنَّةِ وَقَمْعٌ لِلْمُبْتَدِعَةِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِطُولِهِ، وَلَهُ شَوَاهِدُ عَلَى شَرْطِهِمَا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى صِحَّتِهِ» .

’’یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔(اگے فرماتے ہیں)اس حدیث میں اہل سنت کے لئے کئی فوائد اوراہل بدعت کے عقائد کے قلع قمع کا خاصا ثبوت موجود ہے‘‘۔

[المستدرک علی الصحیحین: کتاب الإیمان: أَمَّا حَدِيثُ مَعْمَرٍ]

10

اللہ کی صفت حاضر ناظر کا انکار

11

بدعی طلاق کو واقع نہ کرنے فتویٰ دینا

12

سلف احناف پر لعن طعن کرنا۔

13

بزرگ گان دین کے اشعار اور صوفیا کی عبارات میں سے من پسند عقیدہ اخذ کر کے اس کی تکفیر کر لینا۔

14

اولی الامر سے فقیہ مراد لینے کو غلط کہنا

حضرت جابر بن عبداللہؓ

'' اس آیت (أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں ہیں کہ

أُولِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ ''اولی الامر سے مراد فقہ والے ہیں'' یعنی کہ فقہاء کرام ہیں۔امام حاکمؒ اس کو حدیث کو نقل

کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ''یہ حدیث صحیح ہے''۔(مستدرک علي الصحیحین جلد ۱ ص ۲۱۱: صحیح)

محدثین کے قاعدے کے مطابق صحابی کی تفسیر مسند اور مرفوع ہوتی ہے یعنی آنحضرت ﷺ کا فرمان ہوتی

ہے اور اس کی طرح حجت ہوتی ہے۔

★امام حاکمؒ فرماتے ہیں:

'' تَفْسِيرُ الصَّحَابِيِّ حَدِيثٌ مُسْنَدٌ'' ۔(المستدرک علی الصحیحین ج ۱ صفحہ ۷۲۶)

''صحابی کی تفسیر مسند ہوتی ہے''۔(یعنی آنحضرت ﷺ کا فرمان ہوتی ہے)

15

ائمہ اربعہؒ کے اجتہادی اختلافات کو قرآن سنت کی طرح لوٹانے کا دعویٰ کر کے خود عقائد میں بھی ایک دوسرے سے اختلاف کر لینا۔

16

ائمہ کے اجتہادی اختلافات کو گمراہی قرار دینا اور اپنے فروعی واصولی دونوں اختلافات کو حق قرار دینا۔

17

فقہ کے متعلق بدگمانیاں پھیلانا۔

18

فقیہ کے کسی غیر شرعی فعل پر کوئی شرعی حکم بتانے کو غلط کہنا۔

19

قرآن وسنت سے مسائل اخذ کرنے کا دعویٰ کرنا اور گند اور کچرہ جمع کرنا۔

20

اپنے آپ کو فقہاء سے زیادہ حدیث کے سمجھنے والا کہنا۔

21

قرآن وحدیث کے ظاہری معنی پر اکتفاء کرلینااور تفقہ حاصل نہ کرنا۔

22

سماع موتی کو شرک قرار دینا

جبکہ

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِينَ يُوَلُّونَ عَنْهُ»۔[المستدرک علی الصحیحین

(ج/1ص/536)سندہ صحیح]

" اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ (مردہ) اسوقت جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ سنتا ہے جب لوگ اس سے واپس ہوتے ہیں"۔

امام حاکمؒ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ یعنی یہ حدیث صحیح ہے مسلم کی شرط پر۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ مردہ دفن کے بعد قبر میں قبر سے واپس ہونے والے لوگوں کی جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ اور آواز سنتا ہے اور جب یہ سنتا ہے تو انسانوں کی آواز بطریق اولٰی سنتا ہے۔ لیکن اس کے سننے سے

یہ بات نہیں کہ وہ سن کر کسی کی کوئی مدد بھی کر سکتا ہے جیسا آج کل جاہل مشرکین کا خیال ہوتا ہے اور یہ بھی نہیں کہ ان مشرکین کے ڈر سے بندہ نبی ﷺ کی حدیث کا ہی انکار کر دے۔

23

غیر مدخولہ کو ایک لفظ سے تین طلاق دینے کو واقع نہ سمجھنا۔

24

علماء سلف کی عبارات کو توڑ موڑ کر پیش کرنا اور ان کی طرف جھوٹ منسوب کر دینا۔

25

فقہاء کرام پر کافروں والی آیات فٹ کرنا۔

26

حدیث کے معنی میں صحابی کو بھی چھوڑنا تابعی کو بھی چھوڑنا اور ان کے خلاف اپنا من گھڑت معنی بیان کرنا۔

27

اللہ کی ذات جہاں مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے تھی اب وہاں نہیں ہے۔

28

عرش اور اللہ کی ذات کے درمیان بھی ایک فاصلہ غیر اللہ یعنی مخلوق ہے۔

29

تین طلاق کو تین ماننا گمراہی ہے۔

30

حدیث اور سنت میں کوئی فرق نہیں۔

31

عورتیں بھی مردوں کی طرح ٹانگیں چوڑی کر کے نماز پڑھیں

32

جماعت اہلسنت حنفی شافعی مالکی حنبلی کے مقابلے میں شیعوں اور مرزئیوں کے عقائد و مسائل کو ترجیح دینا

33

فاتحہ کے قرات ہونے کا انکار

34

تواتر کا انکار

35

قرآن حدیث کو جان چھڑانے کا ذریعہ بنانا۔

36

ضعیف اور موضوع حدیث میں کوئی فرق نہ کرنا۔

37

اپنی ذاتی تحقیق سے فقہ لکھ کر اسے نبی ﷺ معصوم کی طرف منسوب کر دینا۔

38

نبی ﷺ کی قبر اطہر کے پاس یہ عقیدہ رکھ کر صلاۃ سلام پیش کرنا ہے کہ نبی ﷺ یہ نہیں سن رہے

39

اپنی ہر غلطی کو اجتہادی خطا کا نام دے دینا

40

اللہ کی صفات متاشابہات کو لغت سے سمجھنا۔

41

امام ابو حنیفہؒ پر لعن طعن کرنا۔

42

بلا دلیل بات کی پیروی کو اتباع کہنا غلط ہے۔

43

طلاق کی دل میں نیت سے بھی نکاح نہیں ہو گا بلکہ زنا ہو گا

44

حد نہیں کا مطلب جائز ہونا ہوتا ہے۔

غیر مقلدین کے کئی جاہل علماء نے فقہ کے خلاف اپنی کتب اور تقاریر میں ایسا کہا ہے اور کہتے ہیں اور انکی عوام بھی یہی کہتی ہے۔

اب ذرہ یہ لوگ ایک سوال کا جواب دیں کہ

پیشاب پینے پر کتنی حد ہے؟

اگر حد ہے تو حد دکھائیں اگر نہیں ہے تو پی کر دکھائیں۔

قرآن بمقابلہ غیر مقلدین

مسلکی مجبوری میں فرقہ اہل حدیث کا قرآن پاک کی "۱۸" آیات سے منہ موڑنا

از قلم: عباس خان سلفی دیوبندی

۲۱ دسمبر ۲۰۱۵

Www.AhlehadeesAurAngrez.Blogspot.Com
Www.Salafiexpose.Blogspot.Com

قرآن بمقابلہ غیر مقلدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(آیت نمبر 1)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء59)

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو اللہ کے رسول کی اور اولی الامر کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو لوٹاؤ اللہ کی طرح اور اس کے رسول کی طرف اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور یوم قیامت پر یہ اچھی بات ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔

ہم شروع سے اس آیت کو دیکھتے ہیں

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تین اطاعتوں کو ماننے کا حکم دیا ہے۔اللہ کی اطاعت اس کے رسول کی اطاعت اور اولی الامر کی اطاعت

اولی الامر کا لفظی ترجمہ ہوتا ہے حاکم

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ حاکم کون ہیں؟

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: {أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ} [النساء: 59] قَالَ: «أُولِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ» . «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ لَهُ شَاهِدٌ، وَتَفْسِيرُ الصَّحَابِيِّ عِنْدَهُمَا مُسْنَدٌ» [التعليق - من تلخيص الذهبي] 422 - هذا صحيح وله شاهد

حضرت جابر بن عبداللہؓ {أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ} کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد: «أُولِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ» فقہ والے یعنی فقہاء کرام ہیں۔(محدث امام حاکم فرماتے ہیں) یہ حدیث صحیح ہے اور

تفسیر صحابی مسند (یعنی نبی کا فرمان) ہوتی ہے۔امام ذہبیؒ فرماتے ہیں روایت صحیح ہے۔
(الکتاب:المستدرک علی الصحیحین ج1ص 211)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہو گیا کہ حاکم فقہاء کرام ہیں۔

اور یہ بھی کہ صحابی کی تفسیر نبی کا فرمان ہوتی ہے یہ محدثین کا قاعدہ ہے۔

اب یہ ہماری بات نہیں نہ کسی اور کی بلکہ اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اس سے مراد فقہاء ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ سے زیادہ صحیح بات اور کس کی ہو سکتی ہے؟

لہذا اس آیت کریمہ میں اللہ نے ہمیں تین اطاعتوں کا حکم دیا ہے۔

اللہ کی اطاعت

اللہ کے رسول کی اطاعت

فقہاء کرام کی اطاعت

الحمد للہ ہم اللہ کے اس حکم کو تسلیم کرتے ہیں جبکہ ہمارے مقابل اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے والے کیا اس آیت کو مانتے ہیں؟ نہیں بلکہ اللہ کی قسم اس آیت سے سرے سے منکر ہیں وہ بلکل ماننے کو تیار نہیں کہ اللہ نے کہیں اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے، اولی الامر سے مراد فقہا ہیں ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ صرف حیلے اور بہانے ہیں ان کے پاس اس کا انکار کرنے کے۔

اور وہ اس آیت کا اگلی آیت پڑھ کر انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب جگڑا ہو تو اللہ رسول کی طرف رجوع کرو لہذا ہم ڈائریکٹ اللہ رسول کی طرف رجوع کرتے ہیں فقہاء کی اطاعت کی سرے سے ضرورت ہی نہیں۔ یہ بات ان کی اللہ کے فرمان کے ساتھ انتہائی درجے کی بد یانتی ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے ان اطاعتوں کو ماننا ہے اور ''اگر'' جھگڑا ہو تب رجوع کیا جائے گا۔
مثال کے طور یوں کہا جائے کہ ''اگر'' وضو کیلیئے پانی نہ ملے تب تیمم کرنا ہے پانی کی موجودگی میں تیمم نہیں ہوگا۔

اب ہم آتے ہیں دوسری بات پر کہ فقہاء کرام میں اختلاف ہو گیا اب ہم یعنی عوام کیا ڈائریکٹ اللہ رسول کی طرف رجوع کریں یعنی فقہاء میں اب اختلاف ہو گیا تو ہم خود قرآن حدیث کی طرف جا کر خود اس مسئلے کا حل نکال لیں۔

اول تو یہ بات زہن میں رکھی جائے کہ فقہاء کرام میں اختلاف کوئی اپنے ذاتی جگڑوں کی بناپر نہیں ہوتے نہ زمین جائیداد کی بناپر ہوتے ہیں بلکہ فہم پر ہوتے ہیں ان کا اجتہادی اختلاف ہوتا ہے۔اور اگر عام بندے کو بھی یہ حکم ہو کہ فقہاء کے اجتادی اختلافات کی بناپر تمہیں قرآن حدیث کی طرف رجوع کر کے خود مسئلہ اخذ کرنا ہے تو عام آدمی تو فقیہ ہے ہی نہیں وہ تو یقیناً غلط ہی مسئلہ اخذ کرے گا اور جب خود فقہاء جو کہ دین کے ماہر ہیں ان میں اختلاف ہو گیا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عام آدمی اٹھ کر صحیح مسئلہ اخذ کر لے گا جو فقہاء نہ کر سکے تھے۔

اب ہم ان غیر مقلدوں کی بات پر ایک نظر ڈالتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ فقہاء کرام میں اختلاف ہوا ہم نے اللہ رسول کی طرف رجوع کر لیا۔

اور رجوع کیسے کیا یہ ہم نے اپنی کتاب '' کیا فرقہ اہل حدیث نے ائمہ اربعہ کو چھوڑ کر اللہ رسول کی طرف رجوع کیا ہے'' ۔(لنک:http://goo.gl/IEfRmi)میں درجنوں مسائل اور عقائد نقل کیئے ہیں جن میں فرقہ اہل حدیث کے بڑے بڑے علماء کا آپس میں ائمہ اربعہ فقہاء کرام سے بھی زیادہ اختلاف ہے فقہاء میں تو صرف اجتہادی تھا لیکن ان کا آپس میں عقائد میں بھی اختلاف ہے اور وہ سب کے سب یہی کہا کرتے تھے کہ ہم نے اللہ رسول کی طرف رجوع کیا ہے۔اور ہر ایک ان میں یہی کہتا تھا کہ میری بات قرآن حدیث کے عین مطابق ہے۔

اب ان کے متعلق تو ہمیں معلوم ہو چکا کہ یہ علماء اس دعوی میں نہیں چل پائے اور عقائد میں اختلاف کر کے گمراہ ہوئے ہیں۔کیا اب ہم بھی اسی طرح کریں کہ جو علماء فرقہ اہل حدیث نے کیا کہ فقہاء کو اجتہادی اختلاف کی بناپر چھوڑ کر خود ذاتی تحقیق کر کے اسے قرآن حدیث کے عین مطابق قرار دے دیں یا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کوئی اور راستہ بھی رکھا ہے۔

اب اگر یہ (رجوع والی) بات یوں بھی نہیں تو پھر کیسے اللہ کے اس فرمان کا آخر کچھ تو مطلب ہے۔

ہمیں اللہ کے اس فرمان کو سمجھنے کیلئے قرآن پاک کی دوسری آیات پر بھی نظر ڈالنی پڑے گی

چنانچہ اللہ تعالیٰ قران کریم میں فرماتے ہیں

(آیت نمبر2)

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا (النساء83)

ترجمہ:

اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یوں کر لیتے کہ اسکو (وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ) رجوع کرتے رسول تک اور اپنے فقہاء تک تو استنباط کرتے ان میں جو استنباط کرنے والے ہیں۔

اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے خود ہمیں راستہ بتایا ہے کہ فقہاء کرام کی طرف رجوع کرنے کا چارہ بھی موجود ہے۔

اور اللہ کے قران کی یہ دوسری آیت ہے جس کا یہ فرقہ سرے سے ہی انکار کرتا ہے۔ بلکل اس کو ماننے کو تیار ہی نہیں۔ کیونکہ وہ دین میں دین کے ماہرین کی پابندی نہیں بلکہ آزادی چاہتے ہیں جو کہ غیر اجتہادی مسائل میں اختلافات کی سب سے بڑی وجہ ہے، اور گمراہی کا ذریعہ ہے۔

اور ہم یہاں پر یہ بھی بتاتے چلیں کہ خود اجتہادی کی ہوا آخر کہاں سے چلی۔

برصغیر میں انگریز کا مقصد کیا تھا

چنانچے لارڈ میکالے جو انگریزوں کا اس وقت بڑا تھا اس نے کہا تھا کہ

''میں نے پورے برصغیر کا سفر کیا ہے اور میں اس نتیجہ پہ پہنچا ہوں کہ ہم تب تک برصغیر پاک وہند کو فتح نہیں کر پائیں گے جب تک ہم یہاں کے لوگوں کو انکے کلچر، انکے اجداد کے کارناموں اور انکی تاریخ سے دور نہ کر دیں اور

اس سب کے لئے ہمیں انکا تعلیمی نظام بدلنا ہوگا اور ان سب کو یہ باور کروانا ہوگا کہ یہ لوگ کمتر ہیں اور ہم برتر''۔
(لارڈ میکالے۔2فروری1825)

اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کیا یہ فرقہ اہلحدیث وہی کام نہیں کر رہا جو انگریزوں کا نکالا فلسفہ تھا؟

اب ہم ان کے گھر کی وزنی شہادت ان کے اپنے عالم جسے یہ لوگ وکیل اہلحدیث کہتے ہیں اس کا اعتراف حق نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں

''اے حضرت یہ مذہب سے آزادی اور خود سری وخود اجتہادی کی تیز ہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندستان کے شہر و بستی کوچہ و گلی میں پھیل گئی ہے''۔(محمد حسین بٹالوی اشاعت السنہ ص255)

اس موضوع کے متعلق تفصیل چاہئے ہو تو تجلیات صفدر جلد5 ص533 پر موجود تفصلی مضمون ملاحظہ کیجئے۔

بہر حال اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔

ہمارے سوال وہیں پر ہے کہ آخر پہلے آیت میں بھی رجوع کی بات کی گئی ہے وہ کس کو کہا گیا ہے۔(یہ آگے بتائیں گے ان شاءاللہ)

ہم نے تحقیقی جواب دلائل کی روشنی میں تو اوپر لکھ دیا لیکن اس فرقہ اہلحدیث جو اپنے آپ کو سلفی بھی کہتے ہیں ان کی تسلی کیلئے ہم علماء سلف سے بھی نقل کر دیتے ہیں اگر ان کو ماننا ہے مانیں نہیں ماننا نہ مانیں ہمیں اس سے کوئی نقصان نہیں نہ ہمارے پاس ضد کا کوئی اعلاج ہے یہاں تو نہیں لیکن آخرت میں اس کا ضرور اعلاج ہوگا۔

ہم اللہ کے اس حکم کو مانتے ہیں اگر اللہ کے قرآن میں اس کا حکم نہ ملتا اور دلائل شرعیہ میں بھی ہمیں اس بات کا حکم نہ ملتا تو ہم نہ مانتے نہ ماننے کا کہتے لیکن اللہ نے جب حکم دے دیا تو ماننا پڑے گا۔

ابو بکر جصاص رحؒ (المتوفی370ھ) فرماتے ہیں:

وقَوْله تَعَالَى عَقِيبَ ذَلِكَ: {فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ} يَدُلُّ عَلَى أَنَّ أُولِي الْأَمْرِ هُمْ الْفُقَهَاءُ; لِأَنَّهُ أَمَرَ سَائِرَ النَّاسِ بِطَاعَتِهِمْ ثُمَّ قَالَ: {فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ} , فَأَمَرَ أُولِي الْأَمْرِ بِرَدِّ الْمُتَنَازَعِ فِيهِ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ نَبِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم دینے کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ اگر کسی معاملے میں اختلاف ہو تو اسے اللہ رسول کی طرف لوٹاؤ اس بات کی دلیل ہے کہ اولی الامر سے مراد فقہاء ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے پھر فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فرما کر" اولی الامر" کو حکم دیا ہے کہ جس معاملے میں ان کے درمیان اختلاف ہو تو اسے اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کی طرف لوٹا دیں"۔

(الكتاب: أحكام القرآن ج2 ص264 الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان)

مزید یہی بات فَإِن تنازعتم کا خطاب ہر عام بندے کو نہیں بلکہ دین کے ماہرین کو ہے درجہ ذیل مفسرین نے فرمایا ہے۔

1

حضرت ابو العالیہؒ (المتوفی 90) (جو کہ حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ ابو ہریرہؓ، انس بن مالکؓ اور حضرت عائشہؓ وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ (تہذیب الکمال)

حدثني المثنى قال، حدثنا إسحاق قال، حدثنا ابن أبي جعفر، عن أبيه، عن الربيع، عن أبي العالية في قوله:"وأولي الأمر منكم"، قال: هم أهل العلم، ألا ترى أنه يقول: (وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ) [سورة النساء: 83]
(تفسير طبری ج 8 ص 501)

2

امام مجاہدؒ (المتوفی 104ھ)

وَأخرج سعيد بن مَنْصُور وَعبد بن حميد وَابْن جرير وَابْن الْمُنْذر وَابْن أبي حَاتِم عَن مُجَاهِد فيقوله {فَإِن تنازعتم فِي شَيْء} قَالَ: فَإِن تنَازع الْعلمَاء {فَردُّوهُ إِلَى الله وَالرَّسُول} قَالَ: يَقُول: فَردُّوهُ إِلَى كتاب الله وَسنة رَسُوله
(الدر المنثور ج 2 ص 579)

3

امام ابو الحسن ماتریدیؒ (المتوفی 333ھ)

هذه الآية والتي تليها تدل على أن أولي الأمر هم الفقهاء، وهو قوله - تعالى -: (فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ)، والتنازع يكون بين العلماء

(تفسير ماتريدي ج 3 ص 228)

4

امام قرطبیؒ (المتوفی 671ھ)

قَوْلُهُ تَعَالَى: (فَإِنْ تَنازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ) . فَأَمَرَ تَعَالَى بِرَدِّ الْمُتَنَازَعِ فِيهِ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَيْسَ لِغَيْرِ الْعُلَمَاءِ مَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ الرَّدِّ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَيَدُلُّ هَذَا عَلَى صِحَّةِ كَوْنِ سُؤَالِ الْعُلَمَاءِ وَاجِبًا، وَامْتِثَالِ فَتْوَاهُمْ لَازِمًا.

(تفسير القرطبي ج 5 ص 260)

ان سب سے یہ معلوم ہو گیا کہ تنازع عوام الناس میں نہیں بلکہ اہل علم میں ہو گا جو کہ فقہاء ہوں عام علماء میں بھی نہیں کیونکہ ہر عالم اجتہاد کا اہل نہیں ہوتا ہر عالم فقیہ بھی نہیں ہوتا۔

یاد رہے آج کل کے اہلسنت علماء، مفتیان کرام، اور فقہاء خود ائمہ اربعہ کی طرح مسائل میں استنباط نہیں کرتے بلکہ وہ ان کو اپنے سے زیادہ ماہر جانتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں اور انہیں اپنا امام جانتے ہیں انہی کے مسائل اگے نقل کرتے ہیں اور اگر کوئی مسئلہ نہ ملے تو انہی کے قواعد اور اصولوں کی روشنی میں مسئلہ نکال لیتے ہیں۔

جس کی طرف رجوع کرنا کا اللہ نے کہا ہے وہ فقہاء ہیں۔ ان کے بیچ اگر اختلاف ہو گا تو وہ کتاب و سنت کی تہہ سے صحیح مسئلہ نکالنے کی حتی الامکان کوشش کریں گے۔ ہمارا کام ہے ان کی رہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کرنا ان کے بغیر صرف گمراہی ہی ہے اور آج ہمارے پاس درجنوں مثالیں موجود ہیں جس میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ فرقہ اہل حدیث کے علماء نے نااہل ہونے کے باجود فقہاء کو چھوڑ کر کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کی کوشش کی تو ان کے عقیدے بھی جدا جدا نکلے۔ اس لئے ان کا طریقہ بلکل غلط ہے اور گمراہی پر مبنی ہے۔

ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے اگر عوام الناس میں کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے تو وہ فقہاء ہی کے پاس جائیں گے اور فقہاء کتاب و سنت کی طرف رجوع کر کے اس کا حل نکالیں گے اور جن میں اختلاف ہوا ان کا کام ہے کہ وہ اس کو بغیر چوں چراں کے مان لیں۔

اب غیر مقلدین حضرات یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے یہ فرمایا ہے کہ جب غیر اولی الامر کا اولی الامر کے ساتھ اختلاف ہو تو غیر اولی الامر، اولی الامر کو چھوڑ دے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالٰی غیر اولی الامر غیر مجتہد کو اس بات کی اجازت دیں کہ وہ اولی الامر سے اختلاف رکھے۔

آپ ﷺ نے بھی اولی الامر (جو کہ اجتہاد کا اہل ہے) کے ساتھ جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے۔وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ

(مسلم ج3 حدیث:274)

ایک اشکال کا جواب کہ اگر فقہاء میں اجتہادی اختلاف ہو جاتا ہے تو کیا ان میں سے کوئی نہ کوئی گنہگار ہو گا یا نہیں؟

الجواب

ان میں سے کوئی بھی گنہگار نہیں بلکہ اللہ کے نبی کی حدیث ہے کہ اگر مسئلہ خطا پر بھی ہو اتب بھی اجر ہے۔

عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

:''جب حاکم کسی بات کا فیصلہ کرے اور اس میں اجتہاد سے کام لے اور صحیح ہو تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر حکم دے اور اس میں اجتہاد سے کام لے اور غلط ہو تو اس کو ایک اجر ملے گا''۔

(صحیح بخاری ج۳ح:۲۲۵۲)

ہاں پہلے حاکم مجتہد سے اختلاف رکھنے والا اگر اس جیسا مجتہد ہو تو اس کو تو اس سے اجتہادی اختلاف رکھنے سے کسی نے نہیں روکا اور اس صورت میں پہلے مجتہد کی بھی پیروی کی جا سکتی ہے جبکہ دوسرے مجتہد نے صرف اس جیسا اجتہاد سے ہی کام لیا ہے اور پہلے والے کو باطل نہیں قرار دیا۔

جب کہ اس کے مقابلے میں غیر مجتہد کو اس بات کی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اجتہاد کرتا پھرے اور اپنے سے بڑے مجتہدین کے مسائل کو غلط اور اپنے کو برحق قرار دیتا رہے یہ صرف احمقانہ حرکت ہے جو کہ سب جانتے ہیں کون کرتے ہیں۔

ایک ڈھکوسلہ جو کہ عام طور پر پایا جاتا ہے کہ کیا یہی چار ائمہ ہی اولی الامر ہیں یا اور بھی ہیں کیا صحابہ اولی الامر نہیں تھے۔ کن کا علم زیادہ تھا صحابہ کا یا ان کا وغیرہ وغیرہ۔

الجواب

حقیقت میں فرقہ اہل حدیث کی بنیاد ہی ڈھکوسلوں پر کھڑی ہے۔

اس ڈھکوسلے کا جواب ہم خود دینے کی بجائے آج سے 800 سال پہلے کے اپنے محدث سے دے دیتے ہیں۔

محدث کبیر شارح صحیح مسلم علامہ نوویؒ (المتوفی:676ھ) فرماتے ہیں:

وليس له التذهب بِمَذْهَبِ أَحَدٍ مِنْ أَئِمَّةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَغَيْرِهِمْ مِنْ الْأَوَّلِينَ وَإِنْ كَانُوا أَعْلَمَ وأعلا دَرَجَةٍ مِمَّنْ بَعْدَهُمْ لِأَنَّهُمْ لَمْ يَتَفَرَّغُوا لِتَدْوِينِ الْعِلْمِ وَضَبْطِ أُصُولِهِ وَفُرُوعِهِ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ مَذْهَبٌ مُهَذَّبٌ مُحَرَّرٌ مُقَرَّرٌ وَإِنَّمَا قَامَ بِذَلِكَ مَنْ جَاءَ بَعْدَهُمْ مِنْ الْأَئِمَّةِ النَّاحِلِينَ لِمَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ الْقَائِمِينَ بِتَمْهِيدِ أَحْكَامِ الْوَقَائِعِ قَبْلَ وُقُوعِهَا النَّاهِضِينَ بِإِيضَاحِ أُصُولِهَا وَفُرُوعِهَا كَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَغَيْرِهِمَا.

[المجموع شرح المهذب (ص/55)]

''اکابرین صحابہ وغیرہ اگرچہ بعد والوں سے علم و عمل میں بہت آگے ہیں لیکن پھر بھی کسی کیلئے جائز نہیں کہ صحابہ کے مذہب کو اپنائے، کیونکہ صحابہ کرام کو اتنا موقع نہیں ملا کہ وہ اپنے مذہب کو مدون کرتے اور اس کے اصول و فروع کو محفوظ کرتے، اسی وجہ سے صحابہ میں سے کسی بھی صحابی کا مذہب مدون و منقح نہیں، ہاں بعد میں آنے والے آئمہ امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ وغیرہ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور باقاعدہ مذاہب مدون کر کے ان کے اصول و فروع کو محفوظ کیا اور مسائل کے وقوع سے پہلے ان کا حل تلاش کیا''۔

یہ اس اشکال کا جواب کہ ایک ہی امام کی پیروی کیوں ضروری ہے سب کی کیوں نہیں؟

الجواب

یہ ممکن ہی نہیں ایک وقت میں دو اختلافی مسائل پر ایک ساتھ عمل کیا جائے

یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز کیوں ضروری ہے ایک رکعات ایک امام کے پیچھے دوسری دوسرے کے پیچھے تیسری تیسرے کے پیچھے اور چوتھی چوتھے کے پیچھے کیوں نہ پڑھی جائے۔ کیا اس طرح نماز ہو جائے گی؟

اس کا جواب بھی ہم امام نوویؒ سے ہی نقل کر دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں

لوجاز اتباع ای مذہب شاء لافضی الی ان یلتقط رخص المذاہب متبعا ہواہ۔۔۔۔ فعلی ہذا

یلزمہ ان یجتھد فی اختیار مذہب یقلدہ علی التعین ۔

ترجمہ:

اگر یہ جائز ہو کہ انسان جس فقہ کی چاہے پیروی کرے تو بات یہاں تک پہنچے گی کہ وہ اپنی نفسانی خواہش کے مطابق تمام مذاہب کی آسانیاں چنے گا۔اس لیے ہر شخص پر لازم ہے کہ ایک معین مذہب چن لے اور اس کی تقلید کرے۔

(المجموع شرح المہذب ج1 ص91)

ہمارا اب فرقہ اہل حدیث سے ایک ہی سوال ہے کہ ایمانداری سے بتائیں کہ کیا ہم اللہ کے قرآن کی یہ آیات مانیں یا نہ مانیں نہ مانیں تو آخر کیوں؟

خدارا جتنی بات ثابت ہے اتنی تو کم از کم مان لو

ہماری ساتھ ضد کوئی فائدہ نہ دی گی اگر کوئی چیز فائدہ دی گی تو وہ اللہ کا فرمان ہی دے گا۔

(آیت نمبر 3)

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل43)

ترجمہ

اور اگر تم کو معلوم نہیں تو اہل ذکر سے پوچھو۔

اب دیکھتے ہیں فرقہ اہل حدیث قرآن پاک کی اس آیت کو کیسے جھٹلاتا ہے۔

فرقہ اہل حدیث کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

اس آیت میں اہل الذکر سے ائمہ مراد نہیں بلکہ اہل ذکر سے مراد اہل کتاب ہیں اور اس آیت کے مخاطب کفار مکہ ہیں۔

(فتاویٰ نذیریہ ج1 ص163)

گویا کہ فرقہ اہل حدیث کے ہاں صرف کفار کیلئے یہ حکم خاص ہے کہ اگر ان کو معلوم نہیں تو وہ اہل ذکر سے پوچھا کریں مسلمان اس حکم سے بری ہیں ان کو اگر کسی چیز کا علم نہ ہو تو انہیں اہل علم سے اہل ذکر سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ایسی بات ان کی انتہائی درجے کی حماقت ہے اور اصول سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔

جمہور اہل اسلام اس پر متفق ہیں کہ عموماتِ قرآن کو اسبابِ نزول پر پابند کر دینا باطل ہے کیونکہ کوئی آیت بظاہر ایسی نہیں جس کا شان نزول خاص نہ ہو۔

مگر اس کا کوئی بھی قائل نہیں اس آیت کا حکم اسی خاص سبب کے ساتھ خاص ہے بلکہ تا قیامت اس کا حکم باقی رہے گا۔

چنانچہ غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے خصوص کا اعتبار نہیں ہوتا چنانچہ یہ بات اصول میں طے ہو چکی ہے یعنی عام الفاظ کا اعتبار خاص واقعے کا نہیں۔

(بدور الاہلہ ص209)

اور یہی بات درجہ ذیل فقہاء و محدثین نے کہی ہے۔

1۔امام شافعیؒ (وفات 204ھ)

(کتاب الام ج5 ص241)

2۔امام ابن کثیرؒ (وفات 776ھ)

(تفسیر ابن کثیر ج 2 ص 9)

3۔امام ابن تیمیہؒ (جن کی دن رات غیر مقلد تسبیح پڑھتے ہیں)(وفات 728ھ)

(الصارم المسلول ص 50)

4۔ابن قیمؒ (وفات 751ھ)

(بدیع الفوائد ج 3 ص 161)

5۔امام سیوطیؒ (وفات 911ھ)

(تفسیر الاتقان ج 1 ص 74)

6۔ابن حجر عسقلانیؒ (وفات 852ھ)

(فتح الباری ج 8 ص 143)

7۔غیر مقلدین کے قاضی شوکانیؒ صاحب بھی یہی بات لکھتے ہیں۔

(نیل الاوطار ج 2 ص 149)

لہذا ثابت ہوا کہ فرقہ اہل حدیث قرآن پاک کی اس آیت کو کفار کیلئے مخصوص کر کے اس آیت کا انکاری ہے۔
انہیں بھی دیانتداری سے یہ بات قبول کر لینی چاہئے کہ وہ اس آیت کے منکر ہیں۔اور ان کے علماء بھی منکر تھے اور آئندہ کیلئے توبہ کر لینی چاہئے۔

لطیفہ:

میاں نذیر حسین دہلوی صاحب کا اپنے اوپر جاہل اور بیوقوف ہونے کا فتویٰ

چنانچہ اپنے (فتویٰ نذیریہ میں ج2ص195) پر اسی طرح کی ایک آیت پر اسی قسم کا اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اب جو کوئی کہے کہ یہ آیات کفار کے حق میں وارد ہیں تو بڑا جاہل اور بے وقوف ہے۔ کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ کہ خصوص محال''۔

ممکن ہے کہ فرقہ اہل حدیث کے یہ شیخ الکل صاحب پہلے اس بات سے جاہل ہوں اور بعد میں ان کو معلوم ہوئی ہو، لیکن پھر انہوں نے اپنی بات سے رجوع بھی نہیں کیا؟ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عوام کو جان بوجھ کر گمراہ کیا ہو؟ یا تو دونوں باتیں ہوئی ہیں یا پھر دونوں میں سے ایک بات ضروری ہوئی ہے۔

اور اس سے آپ یہ اندازہ لگالیں یہ ان کے بڑے بڑے شیخ الکل کتنے بڑے قرآن حدیث سمجھنے والے ہیں اور عوام کا ماشاءاللہ پوچھا ہی کیا جسے اُن کے علماء نے بھیڑ بکریاں بنا کر رکھا ہوا ہے اور انہیں پتا بھی نہیں۔

اس آیت سے ''تقلید محمود'' کا اثبات کرنے والے ڈھیروں علماء محدثین ہیں۔

جس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کے ہاں بھی یہ آیت کفار کے ساتھ خاص نہیں جیسا کہ فرقہ اہل حدیث کے ہاں ہے۔

1۔امام احمد بن علی الرازیؒ (وفات 370ھ)

(اصول الفقہ ج4 ص281)

2۔امام قاضی ابی یعلیؒ (وفات 458ھ)

(العدۃ ص1225)

3۔امام ابی بکر محمد بن علی الخطیب بغدادیؒ (وفات 463ھ)

(کتاب الفقیہ والمتفقہ ج2 ص133)

4۔امام ابو عمر ابن عبد البرؒ (وفات 463ھ)

(جامع البیان العلم ص299)

5۔امام ابی اسحاق ابراہیم بن علیؒ (وفات 476ھ)

(التبصرۃ ص406)

(اللماع فی اصول الفقہ ص125)

6۔امام منصور بن محمدؒ (وفات 489ھ)

(قواطع الادلۃ ج2 ص343)

7۔امام غزالی(وفات505ھ)

(المستصفی ج4ص133)

8۔امام ابن قدامہؒ(وفات620ھ)

(روضۃ الناظر ص436-437)

9۔امام علی بن محمد الآمدی(وفات631ھ)

(الاحکام ج4ص250)

10۔امام القاضی ناصر الدین البیضاویؒ(وفات675ھ)

(نہایۃ السول ص404)

11۔امام احمد بن حمدان الحیرانیؒ(وفات695ھ)

(صفۃ الفتوی ص53)

12۔امام نجم الدین ابی الربیع سلیمان بن عبد القویؒ(وفات716ھ)

(شرح مختصر الروضۃ ج الثالث ص343)

13۔امام جلال الدین ابی محمد الاسنوی ؒ(وفات774ھ)

(التمہید فی تخیج الفروع علی الاصول ص526)

14۔امام ابی اسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبیؒ(وفات790ھ)

(الموافقات ج5ص337)

15۔امام زرکشی(وفات794ھ)

(البحر المحیط ج6ص282)

16۔امام ابن ہمامؒ(وفات861ھ)

(فتح القدیر ج7ص239)

17۔امام ابن امیر الحاج(وفات879ھ)

(التقریر والتحبیر ج3ص438)

18۔امام سیوطیؒ(وفات911ھ)

(الاکلیل فی استنباط التنزیل ص163)

ان سب حوالا جات کے سکین یہاں ملاحظہ کیجئے۔

https://goo.gl/jJXHcN

ان سب کے باوجود یہ کہنا کہ یہ کفار کے لئے مخصوص ہے مسلمانوں کیلئے نہیں تو پھر اللہ کے قرآن کی اس آیت کا انکار کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

اور ان سب دلائل کو دیکھ کر ان لوگوں کو سلفی کہنے کا دل نہیں چاہتا ان لوگوں کو سلفی کہنا ایسا ہی ہے جیسے مرزا قادیانی ملعون کو مسیح یا عیسیٰؑ کہنا۔

(آیت نمبر 4)

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (التوبہ122)

ترجمہ

اور ایسے تو نہیں مسلمان کہ کوچ کریں سارے، سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں ان کا ایک حصہ تاکہ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ فقیہ بنے دین میں اور خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب وہ رجوع کریں ان کی طرف تاکہ وہ بچتے رہیں۔

آپ ﷺ کے ان صحابہ کی مادری زبان عربی تھی وہ قرآن و حدیث سن کر ہم سے بہت اچھا مطلب سمجھ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان عربی دان صحابہ سے فرمارہے ہیں کہ ہر قوم میں سے کم از کم ایک آدمی فقیہ بنے، معلوم ہوا کہ فقہ صرف ترجمہ جاننے کا نام نہیں، وہ ایک خاص گہرائی کا نام ہے، ہر عربی دان بھی فقیہ نہیں۔

جب تفقہ فی الدین کا حکم اللہ کا ہے اور اللہ نااہل کو اہل علم کے پاس بھیج رہے ہیں تو صاف ظاہر ہے اللہ کو اہل علم پر اور فقیہ پر بھروسہ ہے۔

کیا فرقہ اہل حدیث کو بھی اِن پر بھروسہ ہے؟

یقیناً نہیں! کیونکہ ان کے ہاں یہ ایک گمراہی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

کیا فرقہ اہلحدیث اس بات کو مانتا ہے کہ فقیہ بننا چاہیئے؟

کیا فرقہ اہلحدیث اس بات کو مانتا ہے کہ فقیہ کی طرف رجوع کیا جائے؟ یا فقیہ جب فقہ حاصل کر کے قوم کی طرف رجوع کرے اور قوم اس کی بات کو سنے؟

کیا فرقہ اہل حدیث اس بات کو مانتا ہے کہ فقہ خاص گہرائی ہے صرف ترجمہ قرآن اور ترجمہ حدیث دیکھ لینا کافی نہیں؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ہم کیسے کہیں کہ یہ لوگ قرآن حدیث ماننے والے ہیں؟

(آیت نمبر 5)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

"اور اگر (والدین) تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تُو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کو تو جانتا بھی نہ ہو تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی سے پیش آ اور

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ

چل اس شخص کے رستے پر جو میری طرف رجوع رکھنے والا ہے''۔

(لقمان 15)

اللہ تعالیٰ نے والدین کی بات کر کے فوراً یہ فرمایا کہ اس شخص کے راستے پر چلو جو میری طرف رجوع ہوا اس میں صرف والدین ہی منحصر نہیں بلکہ اللہ نے ایک اصول ایک قاعدہ دیا ہے کہ گمراہوں کے راستے پر نہیں بلکہ اس شخص کے راستے پر چلا جائے گا جو اُس کی طرف رجوع ہوا ہے۔
اور ایسا بھی نہیں کہ والدین اگر اللہ کی طرف رجوع نہیں ہوئے تو ہم ان کے پیچھے نہ چلیں اور کوئی دوسرا اللہ کی طرف رجوع ہوا ہے تو ہم یہ کہہ دیں کہ وہ ہمارے والدین میں شامل نہیں اسلئے اس کی راہ پر بھی نہیں چلیں گے ہاں اگر والدین میں شامل ہوتا تو ہم اس کی راہ پر چل پڑتے۔

فرقہ اہلحدیث کی جاہلانہ تاویل

کہتے ہیں چونکہ یہاں ''سبیل'' (راہ) کی بات ہو رہی ''کہ اس شخص کے راہ پر چلنا اور جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے'' اور اس کی راہ قرآن ہے لہذا ہم برائے راست قرآن پر چلتے ہیں بیچ میں اس بندے کی ضرورت نہیں وہ اپنا رجوع کرے ہم اپنا رجوع کرتے ہیں۔

اگر یہ بات یوں ہی ہوتی تو پھر اللہ کو یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی کے اس شخص کے راستے پر چلنا جو میری طرف رجوع ہوا ڈائریکٹ یہی کہہ دیتے کہ قرآن پر چلنا بیچ میں ''منیب'' کی بات کر کے یہ کیوں کہا کہ اس کے راستے پر چلنا؟

اسلئے کہ منیب ہی ہے جو کہ اللہ کی طرف صحیح سے رجوع کر سکتا ہے۔ایک طرف منیب ہو اور دوسری طرف کوئی

عام نااہل شخص اب نااہل کہتا ہے کہ میں نے قرآن کی طرف رجوع کیا تو مسئلہ یوں نکلا دوسری طرف منیب ہے باشعور اور باعلم شخص وہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن کی طرف رجوع کیا تو یہ مسئلہ یوں نکلا۔

اب اللہ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہمیں اس شخص کے راستے پر چلنا ہے جو منیب ہے۔ایسے شخص کے پیچھے نہیں جو کہ نا اہل ہے۔

ائمہ اربعہؒ منیب ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں غیر مقلد (لایجتہد ولا یقلد) یہ نااہل ہیں۔اور آج تک یہ لوگ خود اس بات کا تعین نہیں کر پائے کہ ان میں سے کوئی ایسا بھی تھا جس کے متعلق یہ لوگ کہہ سکیں کہ وہ سیدھے راستے پر تھا بلکہ یہ لوگ فخر سے کہتے ہیں کہ ان کے چوٹی کے علماء گمراہ تھے۔

ہمیں ان گمراہوں کا راستے نہیں اختیار کرنا جسے یہ اختیار کر کے خود گمراہ ہوئے ہیں بلکہ ائمہ اربعہؒ کا راستہ اختیار کرنا ہے تب ہم کہہ سکیں گے کہ ہم نے قرآن پر عمل کیا ہے۔

(آیت نمبر 6)

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

(النساء115)

ترجمہ

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے اجماع کے خلاف چلنے والے کو جہنمی قرار دیا ہے نہ کہ اہل حدیث یا محمدی

فرقہ اہل حدیث کے ہاں اس آیت کی ضرورت نہیں وہ کہتے ہیں کہ خود تحقیق کی جائے جو مسئلہ جیسے نکلے اسی پر عمل کیا جائے اِس کی پروانہ کی جائے کہ وہ سب مسلمانوں کے خلاف ہے یا نہیں۔

بعض غیر مقلد (لایجتہد ولا یقلد) زبانی طور پر تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اجماع کو مانتے ہیں لیکن عملی طور پر بہت سے ثابت شدہ اجماعی مسائل کے منکر ہیں۔

مثال کے طور پر کتاب الاجماع جو کہ تیسری صدی ہجری میں لکھی گئی اس میں امت کے اجماعی مسائل ذکر ہیں ان میں اکھٹی تین طلاق کے واقع ہونے پر اجماع کا ذکر ہے دیکھئے
(ترجمہ کتاب الاجماع ص 91-92-93)
یادرہے اس کا ترجمہ بھی کسی غیر مقلد عالم نے کیا ہے۔
اور یہ کوئی چھوٹا موٹا مسئلہ نہیں اسلئے کہ اگر اکھٹی طلاق نہ مانی گئیں تو ایک فریق کے ہاں بیوی کا اس آدمی کے ساتھ رہنا زنا کہلائے گا اور اگر طلاق مان لی گئی تو دوسرے فریق ہے ہاں وہ عورت کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی ہے اگر کرے گی تو وہ زنا ہو گا کیونکہ پہلے شوہر کے ساتھ اس کا نکاح باقی ہے۔
اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ یہ کس قدر سنجیدہ مسئلہ ہے۔

علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں:۔
ونحن نؤمن ونصدق بأنه - صلى الله عليه وسلم - حي يرزق في قبره وأن جسده الشريف لا تأكله الأرض، والإجماع على هذا

ہم یقین رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ کے جسد شریف کو زمین نے نہیں کھایا اور اس پر اجماع ہے۔

(القول البدیع ص 172 : دار الریان للتراث)

اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ قرآن حدیث کے خلاف اجماع ہے یا میں قرآن حدیث کے خلاف اجماع نہیں مانوں گا تو وہ اللہ کے نبیؐ کے فرمان کا منکر ہے۔

کیونکہ نبی نے اپنی زبان سے فرمادیا کہ

«لَا يَجْمَعُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا»

اللہ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

(مستدرک الحاکم ج 1 ص 199 سندہ صحیح الناشر : دار الکتب العلمیۃ- بیروت)

اب وہ شخص اس حدیث کے خلاف کہتا ہے کہ یہ قرآن حدیث کے خلاف جمع ہیں۔ اللہ نے انہیں قرآن حدیث کے خلاف جمع کر دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بات نبی کی بات سے زیادہ معتبر ہے۔ نعوذ باللہ

اب اگر کوئی غیر مقلد کہتا ہے کہ میں اجماع کو تو مانتا ہوں تو وہ یہ بتائے کہ کیسے پتا چلتا ہے کہ کسی مسئلہ پر اجماع ہے ؟ کیونکہ یہ بہت سے اجماعی مسائل کا انکار اور ان سے جان چھڑانے کیلئے اللہ کے نبیؐ کی حدیث (کہ اللہ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ سند صحیح) کے خلاف کہہ دے گا یہ اجماع قرآن حدیث کے خلاف ہے یعنی کہ یہ گمراہی پر جمع ہیں اللہ نے انہیں گمراہی پر جمع کر دیا ہے۔

فرقہ اہل حدیث زبان سے بے شک وقتی طور پر دعوی کرے کہ وہ اجماع مانتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اجماع کے منکر ہیں۔ اجماع کا انکار وہ حیلے اور بہانوں سے اور فرمائشی دلائل کا مطالبہ کر کے بھی کرتے ہیں۔

بہر حال انکے کے بعض علماء اس کی صراحت کر گے ہیں کہ ان کے ہاں اجماع حجت نہیں۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے عالم عبدالمنان نورپوری جنہوں نے خود اپنے آپ کو شیخ الحدیث کالقب نہیں دیا بلکہ انہی کی اپنی عوام نے انہیں شیخ الحدیث قرار دیا ہے فرماتے ہیں:

اجماع صحابہؓ اور اجماع ائمہ مجتہدین کا دین میں حجت ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔

(مکالمات نورپوری ص85)

نعوذ باللہ من ذالک

فرقہ اہلحدیث کے ایک اور

مفتی نورالحسن صاحب لکھتے ہیں

اجماع چیزی نیست

یعنی اجماع کی کوئی حیثیت نہیں۔

(عرف الجادی ص3)

اب خود انصاف کے ساتھ فیصلہ کرلیجئے کیا فرقہ اہل حدیث قرآن کی اس آیت کو مانتا ہے؟ اور ہم نے ان کی چوری پکڑ کر کچھ غلط کیا؟

فرقہ اہل حدیث کو چاہیئے کہ آئندہ کیلئے توبہ کریں اور اس آیت پر دل سے ایمان لے آنے کا عہد کرلیں اور اگر مانتے ہیں تو یہ بتائیں کہ اجماع کیسے ثابت ہوگا اس کے متعلق کوئی اصول متعین کریں (اپنا ذاتی نہیں) اور یہ بھی بتائیں کہ اگر آپ لوگ اجماع کو واقعی مانتے ہیں تو اجماعی مسائل کہاں سے لیتے ہیں؟

اور اگر اُس اصول سے یہ اجماعی مسائل بھی ثابت ہوتے ہوں تو اِنہیں بھی مان لیں، ایسا نہ ہو کہ ایک طرف تو کوئی

ایسامسئلہ جس پر ہمارے بیچ اختلاف نہیں اسے لے لیں کہ یہ اجماعی مسئلہ ہےاور دوسری طرف اسی اصول سے جو اجماعی مسئلہ ثابت ہو رہا ہو اور اس میں ہمارا اور آپ کا اختلاف ہو تو اس سے جان چھڑانے کیلئے آپ کڑی شرطیں لگائیں جس سے باقی اجماعی مسائل بھی ثابت نہ ہو سکتے ہوں۔

(آیت نمبر 7)

وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ (البقرة 115

ترجمہ

مشرک اور مغرب اللہ کا ہے تم جس طرح رخ کرو وہاں ''وجہ اللہ'' اللہ کا منہ ہے۔

فرقہ اہل حدیث کیلئے یہ آیت بھی سر درد سے کم نہیں نعوذ باللہ
اگر وہ اس آیت میں ''وجہ اللہ'' کا ترجمہ ذات باری تعالیٰ کریں تب تو یقینی طور پر ان کا مسلک باطل ہو جاتا ہے اس میں کوئی شبے کی گنجائش ہی نہیں۔

اسلئے انہوں نے یہ ترجمہ بھی نہیں کرنا کیونکہ یہ ان کے مسلک کے خلاف ہے۔

اب یہاں پر فرقہ اہل حدیث کا دوغلہ پن بھی دیکھ لیں

اسی قرآن کریم میں ایک اور آیت بھی موجود ہے جس میں ہے کہ

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ
(القصص 88)

ترجمہ

وجہ اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔

اسی آیت کا ترجمہ مولوی محمد جوناگڑھی صاحب جنہیں ان کا فرقہ امام العصر کہتا ہے وہ لکھتے ہیں :

'' ہر چیز فنا ہے مگر اس کا منہ۔ اگر یہاں ''وجہ'' منہ کی تاویل ذات سے نہ کی جائے تو پھر آیت کریمہ کا صاف صاف مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ید، قدم ساق (صفات) فنا اور زوال پذیر ہو جائیں گے، صرف باری تعالیٰ کا چہرہ ہی قائم و دائم رہے گا''۔

(تفسیر جوناگڑھی، القصص تحت آیت 88)

پروفیسر بہاولدین صاحب نے بھی اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے

'' اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے''۔

(تاریخ اہل حدیث 232)

اگر یہی بات پہلی آیت کے ساتھ کہیں تو ان کیلئے موت سے کم نہیں ہو گی اس سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ قرآن کی بعض آیات کو تو مانتے ہیں جو ان کے مسلک کے موافق ہوں اور بعض کو چھوڑ دیتے ہیں جو ان کے مسلک کے مخالف آئیں۔

اب اگر یہ لوگ وجہ اللہ سے اللہ کا منہ ہی مراد لیں تو پھر کیا کہیں گے کہ اللہ کی باقی ذات تو اوپر ہے لیکن اس کا منہ ہر طرف ہے؟

کیونکہ ان کے ہاں ان صفات کا حقیقی لغوی اور عرفی معنی کا ہی اثبات کیا جائے گا۔

(ماہانہ محدث مارچ 2011 ص 11)

اور ظاہر سی بات ہے منہ حقیقت لغت اور عرف میں ذات کا جزء ہوتا ہے۔

(آیت نمبر 8)

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ

(آل عمران7)

ترجمہ

وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں ہیں محکم (یعنی انکے معنیٰ واضح ہیں) وہ اصل ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں متشابہ (یعنی جنکے معنیٰ معین نہیں) سو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں متشابہات کی گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی وجہ سے اور ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے سب ہمارے رب کی طرف سے اتری ہیں اور سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ بعض آیات متشابہات میں سے ہیں اور ان کا مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جبکہ فرقہ اہل حدیث نے اس مسئلے کا حل بھی نکال لیا وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کا مطلب لغت سے معلوم کریں گے۔

مثال کے طور پر

اللہ کی صفت ید جو کہ متشابہات میں سے ہے

خود فرقہ اہل حدیث کے امام العصر محب اللہ شاہ راشدی نے بھی اللہ کی ان صفات کو متشابہات میں سے کہا ہے۔

(فتاویٰ راشدیہ ص128)

اب اس صفت کے متعلق فرقہ اہل حدیث کے ایک اور عالم کہتے ہیں کہ اس کا لغوی حقیقی اور عرفی معنی اثبات کیا جائے گا۔

(ماہانہ محدث شمارہ 345 مارچ 2011 صفحہ 11)

گویا کہ فرقہ اہل حدیث صفات متشابہات کا معنی عرف اور لغت سے نکال گا۔

امام سیوطیؒ نے جب اللہ کی مراد کو اللہ کے سپرد کرنے کی بات کی تو ایک وکٹورین عالم نے انہیں گالیاں دینا شروع کر دیں۔

محدث امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

وَجُمْهُورُ أَهْلِ السُّنَّةِ مِنْهُمُ السَّلَفُ وَأَهْلُ الْحَدِيثِ عَلَى الْإِيمَانِ بِهَا وَتَفْوِيضِ مَعْنَاهَا الْمُرَادِ مِنْهَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَلَا نُفَسِّرُهَا مَعَ تَنْزِيهِنَا لَهُ عَنْ حَقِيقَتِهَا.

ترجمہ:

جمہور اہل سنت جن میں سلف اور اہلحدیث (محدثین) شامل ہیں ان کا مذہب (نصوص صفات پر) ایمان رکھنا ہے ساتھ اس کے کہ ان کے معنی مراد کو اللہ کی طرف سپرد کر دیا جائے اور ہم ان کی تفسیر نہیں کرتے جبکہ ان کے ظاہری معنی سے اللہ کو پاک قرار دیتے ہیں۔

(الاتقان في علوم القرآن ج3 ص14)

جبکہ فرقہ اہلحدیث کا دعوی ہے کہ نصوص صفات پر ایمان لانے کیلئے صفات متشابہات کے معنی مراد کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

امام سیوطیؒ کی اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک غیر مقلد عالم جو اپنے آپ کو سلفی کہتا ہے اور کوئی مدرسہ بھی چلاتا ہے لکھتا ہے:

هذا النص اولا صريح في التفويض المبدع المتقول علي السلف من جانب اهل الجهل والتجهيل والتعطيل وهم المبتدعة الخلف
وثانياً قوله : مع تنزيهنا لهو عن حقيقتها ، صارخ بالتعطيل صراخ ثكالي الجهمية

ترجمہ:

میں کہتا ہوں یہ عبارے پہلے تو اس تفویض (یعنی معنی کو اللہ کے سپرد کرنا) میں صریح ہے جو کہ جھوٹے طور پر سلف کی طرف منسوب کیا گیا ہے (نعوذ باللہ) کہ اہل جہل تجہیل اور اہل تعطیل کی طرف سے جو کہ متاخرین بدعتی ہیں دوسرا یہ کہ امام سیوطی کی یہ عبارت کہ ہم ان کے ظاہری حقیقی معنی سے اللہ کو پاک قرار دیتے ہیں واضح طور پر تعطیل فریاد کر رہی ہے ان جہمی عورتوں کی فریاد کی طرح جو بچوں سے محروم ہو گئی ہوں۔ (والعیاذ باللہ)

(عداء الماتریدیۃ للعقیدۃ السلفیۃ قوبہ 28)

اللہ نے فرمایا

وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ

اس میں متشابہات ہیں

پھر فرمایا

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ

اس کا مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

ہم اللہ کی اس آیت پر ایمان لے آئے الحمد للہ اور اللہ کی مراد کو اس کے سپرد کر دیا اور اس کے معنی متعین نہیں کئے

کہ کہیں کہ بس اللہ کی اس سے یہی مراد ہے اور کچھ نہیں۔

جبکہ فرقہ اہل حدیث نے کہا نہیں ہم اللہ کی مراد کو اللہ کے سپرد نہیں کریں گے بلکہ اس کا معنی لغت سے متعین کریں گے۔
نعوذ باللہ من ذالک

(آیت نمبر 9)

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

(الحدید 3)

ترجمہ

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں

"اللهم أنت الأول، فليس قبلك شيء، وأنت الآخر، فليس بعدك شيء، وأنت الظاهر فليس فوقك شيء، وأنت الباطن، فليس دونك شيء".

اے اللہ تو اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں، تو ''آخر'' ہے تیرے بعد کوئی نہیں، تو ''ظاہر'' ہے تیسرے اوپر کچھ نہیں، تو ''باطن'' ہے تیرے نیچے کچھ نہیں۔

(صحیح مسلم ج4 ص2084 الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت)

دون کا مطلب ''علاوہ'' بھی ہوتا ہے اور ''دون'' کا مطلب ''نیچے بھی ہوتا ہے۔

(المورد ص557)

خاص طور پر یہاں تو یہ ''اوپر'' کے مقابلے میں آیا ہے۔یعنی نہ اللہ سے ''پہلے'' کوئی نہ ''بعد'' نہ ''اوپر'' کوئی نہ

''نیچے'' کوئی۔اور ویسے ''علاوہ'' کی بات تو پہلے ہو چکی کہ اللہ سے نہ ''پہلے'' کوئی نہ ''بعد'' کوئی۔

بہر حال ہم دونوں باتوں کا اقرار کرتے ہیں خود حدیث میں بھی لفظ ''دون'' نیچے کیلئے استعمال ہوا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے

وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدَ نَعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ تَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَمَا دُونَ الْكَعْبَيْنِ

''اور اگر تمہارے پاس جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں کے نیچے تک موزے پہن لیا کرو''۔

(سنن نسائی ج2ح587: صحیح)

سلف سے تصریح

امام بیھقي رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

وَاسْتَدَلَّ بَعْضُ أَصْحَابِنَا فِي نَفْيِ الْمَكَانِ عَنْهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ» . وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ ". وَإِذَا لَمْ يَكُنْ فَوْقَهُ شَيْءٌ وَلَا دُونَهُ شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ فِي مَكَانٍ.

ہمارے بعض اصحاب اللہ کو مکان سے پاک ثابت کرنے کیلئے نبی ﷺ کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ تو(اللہ)الظاہر مطلب کوئی چیز اسکے اوپر نہیں الباطن یعنی کوئی چیز اس کے نیچے نہیں اسلئے اللہ کے اوپر کچھ نہیں اور اسکے نیچے کچھ نہیں تو اللہ مکان سے پاک ہے۔''

(الأسماء والصفات للبیھقي ج۲ص۲۸۷)

اس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ کی ذات موجود بلا مکان، لا محدود اور نہ ختم ہونے والی ہے جس سے نہ اس کے اوپر کسی اور شے کا تصور کیا جا سکتا ہے نہ اس کے نیچے کسی شے کا تصور کیا جا سکتا ہے کہ کہا جائے کہ یہاں سے اللہ کی ذات ختم ہو کر یہ چیز شروع ہوتی ہے۔اِس سے ان لوگوں کے عقیدے کی بھی نفی ہو گئی جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ صرف عرش پر

ہے کیونکہ اگر کہا جائے کہ اللہ صرف عرش پر ہے تو پھر کہنا پڑے گا کہ اللہ کے اوپر تو کچھ نہیں لیکن نیچے عرش ہے۔

فرقہ اہلحدیث کا دعوی کہ اللہ کے اوپر تو کچھ نہیں مگر نیچے ہے۔
جیسا ان کے عقیدہ سے صریح طور پر واضح ہے کہ اللہ کی ذات کے نیچے عرش وغیرہ مخلوقات کے قائل ہیں اور اس کے بھی قائل ہیں نیچے کی طرف سے نعوذ باللہ اللہ کی ذات ختم ہوتی ہے پھر عرش وغیرہ مخلوقات شروع ہوتی ہیں۔
اور یہ عقیدہ صریح طور پر قرآن حدیث کے خلاف ہے۔

(آیت نمبر 10)

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۙ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۙ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؎

بیشک یہ قرآن بڑی شان والا ہے لکھا ہوا ہے ایک پوشیدہ کتاب میں جسے اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ بغیر پاکوں کے اور کوئی نہیں چھوتا اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کی طرف سے۔

(الواقعہ 77-78-79)

اس بات پر ہم متفق ہیں کہ قرآن بغیر وضو کے پڑھا جا سکتا ہے اختلاف ہمارا غیر مقلدین کے ساتھ اس میں ہے کہ آخر بغیر وضو کے قرآن کو چھوا بھی جا سکتا ہے یا نہیں۔

بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ پاک سے مراد فرشتے ہیں اور یہ قرآن لوح محفوظ میں لکھا ہے۔

بہر حال جب فرشتے پاک ہی اسے چھو سکتے ہیں تو انسان کیا بغیر طہارت کے اسے چھوتا پھرے ؟، غیر مقلدین نے طہارت کی ذمہ داری فرشتوں کے سپرد کر دی ہے اور خود بغیر طہارت کے قرآن چھوتے اور چھونے کے فتوے دیتے پھرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں ہم قَران حدیث مانتے ہیں قَران حدیث

طہارت کیسے حاصل کی جاتی ہے ؟

امام محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري (المتوفى: 319ھ) فرماتے ہیں:

أجمع أهل العلم على أن الصلاة لا تجزئ بطهارة

ترجمہ:

''اجماع ہے کہ نماز بغیر طہارت کے درست نہیں''۔

(الكتاب: الإجماع ص 33 الناشر: دار المسلم للنشر والتوزيع)

ظاہر سی بات ہے طہارت صرف ہاتھ دھو لینے کا نام تو نہیں جسے دھو کر بندہ نماز پڑھ لے اور نماز ہو جائے۔ طہارت وضوء یا غسل کے ذریعے ہی حاصل کی جائے گی۔

ڈاکٹر سعید بن علی القحطانی کی کتاب ''ہم طہارت کیسے حاصل کریں'' جس کا اردو ترجمہ بھی غالبا کسی غیر مقلد عالم نے ہی کیا ہے اور کتاب کو غیر مقلدین نے اپنے معتبر ویب سائٹ پر بھی لگایا ہوا ہے اس میں بھی لکھا ہے کہ :

''طہارت پانی کے ذریعہ وضوءاور غسل کر کے حاصل کی جاتی ہے اور پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم سے حاصل کی جاتی ہے''۔

(ہم طھارت کیسے حاصل کریں ص19)

اس کے برعکس غیر مقلدین کا موقف جو ان کی فقہ کی کتاب جسے انہوں نے نبی کی طرف منسوب کیا ہوا ہے اور جس کے متعلق یہ کہتے ہیں فی جملہ نہایت مفید کتاب ہے۔

(دیکھئے فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج1 ص493)

اس میں لکھا ہے کہ

قرآن کو چھونے کیلئے طہارت شرط نہیں۔

(نزل الابرار فی فقہ نبی المختار ج1 ص9)

اسکے علاوہ

نواب نورالحسن صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں

بے وضو شخص کیلئے قران کو چھونا جائز ہے۔(عرف الجادی ص15)

اسی فتوے پر آج کے تمام غیر مقلدین عمل کرتے ہیں اور یہی فتوی لوگوں کو دیتے پھرتے ہیں اور ان کی جاہل عوام اپنے علماء سے یہ فتوی لے کر اسے قرآن حدیث سمجھ کر آگے جاکر تحقیق تحقیق کے نعرے لگاتی پھرتی ہے۔

(آیت نمبر11)

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الآعراف204)

ترجمہ

اور جب قرآن پڑھا جاتا جائے تو اسے غور سے سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

فرقہ اہل حدیث اس آیت کا مطلقاً منکر ہے وہ یہ کہتا ہے کہ یہ حکم کفار کیلیئے ہے ہمارے لئے نہیں یعنی کفار کو اللہ یہ حکم دے رہے ہیں کہ اے کافرو جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنا کرو اور چپ رہا کرو تا کہ تم پر رحم ہو اور اگلی آیت

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ (الآعراف 205)

اور اپنے رب کا صبح و شام ذکر کیا کرو، اپنے دل میں بھی، عاجزی اور خوف کے (جذبات کے) ساتھ اور زبان سے بھی، آواز بہت بلند کیے بغیر! اور ان لوگوں میں شامل نہ ہو جانا جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

یعنی کہ ان کے نزدیک یہ حکم کفار کیلیئے ہے کہ قرآن جب پڑھا جائے تو خاموش رہیں اور اللہ یہ کافروں کو کہہ رہا ہے کہ ان پر رحم ہو گا اور اللہ یہ کافروں کو کہہ رہا ہے کہ وہ اپنے رب کو صبح و شام یاد کیا کریں۔ العیاذ باللہ

فرقہ اہل حدیث نہ صرف عوام بلکہ ان کے سارے علماء بھی معذرت کے ساتھ لیکن کہنا پڑھ رہا ہے کہ اس قدر احمق ہیں کہ آج تک وہ یہی سمجھتے آرہے ہیں کہ یہ حکم کفار کیلیئے ہے کفار کے لئے ہیں مسلمانوں کیلیئے نہیں۔ جب قرآن کی قرات ہو رہی ہو تو مسلمانوں کو کان لگا کر سننے کی ضرورت نہیں نہ چپ رہنے کی ضرورت ہے۔

ذرہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجیئے کیا اللہ کافروں کو یہ کہہ رہا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنا کرو اور چپ رہا کرو تا کہ تم پر رحم ہو؟ کیا اللہ کافروں کو کہہ رہا ہے کہ صبح شام اللہ کا ذکر کیا کرو؟

اگر کوئی غیر مقلد اب تک یہی مانتا آیا تھا کہ اللہ نے یہ حکم کفار کو دیا ہے تو اُسے چاہئے کہ فوراً توبہ کرے اور اپنے بقیہ غیر مقلد دوستوں کو بھی توبہ کروائے جنہوں نے اپنے جاہل مولویوں کو اللہ رسول سمجھ کر ان کی اندھی پیروی شروع کر رکھی ہے اور زبان پر تحقیق تحقیق کے نعرے لگا رہے ہیں۔

آیت کا معنی

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْعَلَوِيُّ، رَحِمَهُ اللَّهُ، أنا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْشَاذَ الْعَدْلُ، حدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الأَنْمَاطِيُّ، بَغْدَادِيٌّ، نا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، نا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، نا أَيُّوبُ، عَنْ مَنْصُورٍ، ثُمَّ لَقِيتُ مَنْصُورًا، فَحدَّثَنِي عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ: " أَنْصِتْ لِلْقُرْآنِ كَمَا أُمِرْتَ ؛ فَإِنَّ فِي الْقِرَاءَةِ لَشُغُلًا وَسَيَكْفِيكَ ذَلِكَ الإِمَامُ

(اسناد صحیح)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں امام کے پیچھے خاموشی اختیار کرو جیسا کہ تمہیں حکم دیا ہے کیونکہ خود پڑھنے کی وجہ سے امام کی قرات سننے سے آدمی رہ جاتا ہے اور امام کا پڑھنا ہی تمہیں کافی ہے۔

(الکتاب: کتاب القراءۃ ص 109 الناشر: دار الکتب العلمیۃ - بیروت)

(الکتاب: المصنف عبدالرزاق ج 2 ص 137 الناشر: المکتب الاسلامی - بیروت)

ایک راوی عبدالوہابؒ جو الحافظ الامام اور ثقہ ہیں۔ (تذکرہ ج 1 ص 295) آخری عمر میں ان کے دماغ میں کچھ فتور آگیا تھا (تقریب ص 249) لیکن اس فتور کے زمانے میں انہوں نے کوئی روایت بیان نہیں کی۔ (میزان الاعتدال ج 2 ص 161)

لہذااس کی سند بلکل صحیح ہے۔

عبداللہ ابن مسعودؓ کون؟

اللہ کے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے معلمین قرآن میں سب سے پہلا نمبر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان کیاہے۔(بخاری مسلم)اور فرمایاہے کہ جس چیز کو تمہارے لئے عبداللہ بن مسعود پسند کریں میں اسی پر راضی ہوں ۔(مستدرک ج3ص319 صحیح)

ابن مسعودؓ کے فرمان سے دو باتیں معلوم ہوئیں

ایک

امام کے پیچھے خاموشی اختیار کرنی ہے۔

دوسری

قرات کو سننا ہے۔

اور قرآن پاک نے بھی یہی حکم دیاہے

فَاسْتَمِعُوا

غور سے سنو

وَأَنْصِتُوا

اور خاموش رہو

ثابت ہوا کہ یہ میرا اور آپ کا حکم نہیں بلکہ قرآن کا یہ حکم ہے کہ امام کے پیچھے خاموش رہنا ہے۔ جبکہ غیر مقلدین نہ تو خاموش رہتے ہیں اور نہ یہ ماننے کو تیار ہیں کہ خاموش رہنے کا حکم اللہ نے دیا ہے، نہ یہ ماننے کو تیار ہیں کہ یہ آیت ہمارے لئے ہے۔

اور الٹا یہ کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی فرض ہے واجب ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ جبکہ اس کے ان کے پاس نہ تو قرآن کی کوئی ایک آیت ہے نہ ہی کوئی ایک صحیح صریح مرفوع حدیث جس کے مطلق یہ لوگ کہہ سکیں کہ ہم نے یہ حکم یہاں سے لیا ہے۔ ایک اکلوتی حدیث عبادہ بن صامتؓ والی جس کو خود ان کے اب تک کے سب سے بڑے محدث ناصر الدین البانی صاحب نے سنن ابی داؤد کی اپنی تحقیق میں ضعیف قرار دیا ہے۔
دیکھئے (سنن ابی داؤد تحقیق ناصر الدین البانی ص 144 حدیث 823)
دوسری حدیث بخاری سے پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں جبکہ مکمل حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے جس کا انہیں علم ہی نہیں۔ اس میں ہے کہ جس نے فاتحہ اور ساتھ قرآن نہ پڑھا اس کی نماز نہیں۔ یعنی یہ حدیث اکیلے نماز کیلئے ہے۔

جب یہاں بھی ان کی دال نہیں گلتی تو شافعیوں اور حنبلیوں سے بھیک مانگنے پہنچ جاتے ہیں۔ کہ وہ قرات کرتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے امام کے مذہب کے پابند ہیں اگر ان سے خطا بھی ہو گئی تو انہیں ایک اجر ملے گا۔
نیز آج شافعی اور حنبلیوں میں سے کوئی بھی امام کے پیچھے قرآت کے فرض یا واجب ہونے کا قائل نہیں وہ صرف ظہر عصر میں پڑھتے ہیں وہ بھی واجب یا فرض سمجھ کر نہیں اور بقیہ نمازوں میں نہیں پڑھتے اور سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کا حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔

اوراحناف کااستدلال ہے کہ اس میں سب نمازیں ہیں کیونکہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنواس میں جہری نمازیں شامل ہو گئیں اور اگے فرمایا کہ اور چپ رہواب ظہر اور عصر میں امام کی قرات کی آواز تو نہیں آتی لیکن ہم خاموش رہتے ہیں۔

اس کے مقابلے میں یہ لامذہب فرقہ امام کے پیچھے قرات کو فرض کہتا ہے(جس کی دنیا میں کوئی صحیح صریح دلیل ہی نہیں)اور جو نہیں پڑھتا اس کی نماز کو باطل قرار دیتا ہے۔(فتاویٰ ستاریہ ج1ص54)،(فتاویٰ نذیریہ ج1ص 398)،(مقالات راشدیہ ص67)

اس فرقے کے اِن اکابر علماء نے اپنی ناقص تحقیق سے اسے فرض واجب قرار دیا ہے اور آج کل ان پر مصیبت پڑی ہے کہ اس کی کوئی قوی دلیل کہاں سے لائیں۔اور باوجود اس کے اِس فرقے کی عوام اپنے علماء کی ناقص تحقیق کو چھوڑنے کو تیار نہیں جنہیں اس بات کا دل سے یقین ہے وہ جماعت کی بدنامی کے ڈر سے کچھ بولتے نہیں البتہ جماعت المسلمین جو انہی سے ایک نیا فرقہ نکلا ہے ان میں سے بعض نے ہمت کر کے اس مسئلے سے رجوع کیا ہے۔

غیر مقلدین کو جب بھی یہ آیت پیش کی جاتی ہے تو بڑی بیغیرتی اور ڈھٹائی کے ساتھ پہلے کہتے یہ آیت کافروں کیلئے ہے پھر بھی مسئلہ حل نہ ہو تو کہتے ہیں یہ آیت نماز کیلئے ہے لیکن مقتدیوں کیلئے نہیں(پھر اللہ جانے کن کیلئے ہے) پھر کہیں گے قرآن کی باقی تمام صورتیں شامل ہیں فاتحہ اس میں شامل نہیں اور اس سے بڑھ کر اگر بیغیرت ہوں تو کہہ دیتے ہیں کہ فاتحہ قرأت یعنی قرآن میں ہی نہیں۔ نعوذ باللہ

اور اگر پھر بھی مسئلہ حل نہ ہو تو مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملفوظات حکیم الامت میں کہیں حضرت تھانوی کا قول ہے کہ یہ نماز کیلئے نہیں یا مقتدیوں کیلئے نہیں۔پہلے تو ملفوظات

حضرت تھانویؒ کی اپنی لکھی کتاب نہیں۔غلط فہمی میں انہوں کہیں کہہ دیا ہو گا اور شاگرد نے سن لیا ہو گا اور آگے ملفوظات میں ڈال دیا۔

حضرت تھانویؒ نے (امدادالفتاویٰ ج1 ص204) پر لکھا ہے کہ اس سے استدلال ممکن ہے اور علماء نے کیا ہے۔

حضرت تھانویؒ نے پہلے اگر ایسا موقف رکھا ہوا تھا تو یقیناً اس آیت کے متعلق صحابہ و تابعین علماء سلف وغیرہ کی تفاسیر ان کی نظر سے نہیں گزری ہوں گی اور بعد میں جب گزری تو انہوں نے رجوع کر لیا۔

اب قیامت کے دن اگر اللہ نے ان سے پوچھ لیا تو تب بھی یہی کہیں گے حضرت تھانویؒ نے یوں کہا تھا؟

(آیت نمبر12)

حضرت یوسفؑ کا مشہور واقعہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب زلیخا نے انہیں اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا

مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ (سورت یوسف23)

ترجمہ

معاذاللہ (تیرا شوہر عزیز) مالک ہے میرا، اور اچھی طرح رکھا ہے مجھے اس نے، بے شک ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے۔

جبکہ فرقہ اہلحدیث نے اپنی کتاب میں لوگوں کو یہ فتویٰ دے رکھا ہے کہ

’’جس کو زنا پر مجبور کیا جائے اس کو زنا کرنا جائز ہے اور کوئی حد واجب نہیں، عورت کی مجبوری تو ظاہر ہے مرد بھی اگر کہے کہ میرا ارادہ نہ تھا مگر مجھے قوت شہوت نے مجبور کیا تو مان لیا جائے گا اگرچہ ارادہ زنا کا نہ ہو‘‘۔

(عرف الجادی ص215:از نورالحسن خان غیر مقلد)

نعوذ باللہ اس فتوے کو پڑھنے کے بعد کتنے لوگ گمراہ ہوئے ہوں گے۔

اللہ کا شکر ہے حضرت یوسفؑ کے زمانے میں اس فرقے کا وجود نہیں تھا ورنہ حضرت یوسفؑ کو بھی یہی فتویٰ دے دیتے کہ نعوذ باللہ

اب ذرہ ملاحظہ کیجئے فرقہ اہل حدیث کی جڑہیں کاٹنے والا ان کا اپنا اصول

"کسی گروہ کے عقائد اس کے علماء اور اکابرین طے کرتے ہیں"۔

(کیا علماء دیوبند اہلسنت ہیں ص8)

یہ ایک حقیقت ہے کہ فرقہ اہلحدیث کے علماء اور اکابرین نے جو ان کے عقائد و نظریات طے کئے ہیں آج وہ اس فرقے کے منہ پر کالخ ہیں۔

فرقہ اہل حدیث کو چاہئے کہ وہ فوراً اس مسلئے سے اعلانیہ توبہ کریں اور اگر اس مسئلے کو غلط کہتے ہیں تو اقرار کریں کہ آپ کے علماء قرآن حدیث سمجھنے سے نااہل ہیں اور گمراہ ہوئے ہیں۔

اس فتوے کو پڑھنے کے بعد اکثر غیر مقلد جان چھڑانے کیلئے کہیں گے کہ ہم اس کے مقلد نہیں وغیرہ وغیرہ لیکن اگر اس کے مقلد نہیں تو وہ کس کا مقلد تھا وہ بھی تو آپ کی طرح غیر مقلد (لایجتہد ولا یقلد) ہو کر گمراہ ہوا ہے اور یہی کہا کرتا ہو گا میں قرآن حدیث کا ماہر ہوں قرآن حدیث کا ماہر ہوں میں کسی کا مقلد نہیں اور جب آپ کے اتنے بڑے علماء اس طرح گمراہ ہوئے ہیں تو آپ کی کیا گرنٹی کے آپ ان کے راستے پر چلتے ہوئے گمراہ نہیں ہوں گے؟

کسی بھی غیر مقلد اہلحدیث کے سامنے جب ان کے بڑے بڑے علماء کی عبارات پیش کی جاتی ہیں تو یہ لوگ اپنے ان غیر مقلد علماء کا انکار کر کے خود ہی اس بات کا اقرار کر لیتے ہیں کہ ان کے وہ تمام علماء تقلید کے تارک ہو کر حق پر نہیں بلکہ گمراہ ہی تھے۔اب اس کے بعد خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ کیا یہ جماعت حق پر ہے؟

(آیت نمبر 13)

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبہ 100)

ترجمہ

اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے،اور جنھوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی،اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے،اور وہ اس سے راضی ہیں،اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

چونکہ فرقہ اہل حدیث کے ہاں کسی غیر نبی امتی کی اتباع مطلقاً ناجائز اور حرام ہے جیسا یہ ہمیشہ کہا کرتے ہیں اسلئے یہ آیت بھی ان کے موقف کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں میں ان سے راضی ہو گیا لیکن ہمارے یہ غیر مقلد دوست اب تک ان سے ناراض بیٹھے ہیں کہ انہوں نے کیسے کسی غیر نبی امتیوں کی اتباع کر لی۔

اللہ کا شکر ہے کہ یہ اُس دور میں نہیں تھے ورنہ صحابہ اور تابعین کو لازمی یہ کہتے کہ آپ نے ایک ناجائز کام کیا ہے جیسے آج کل کہتے پھرتے ہیں۔

(آیت نمبر 14)

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ (البقرة 238)

ترجمہ

خبردار رہو سب نمازوں سے اور بیچ والی نماز (عصر) سے اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے۔

یہ آیت بھی ان کے عمل کے خلاف ہے یہ لوگ نماز میں اللہ کے سامنے ٹانگیں چوڑی کر کے ہاتھ گلے کے نیچے باندھ کر کہنیاں اٹھا کر ایسے کھڑے ہوتے ہیں کہ ایسے اگر اپنے باپ کے سامنے بھی کھڑے ہوں تو وہ بھی کہے کہ کیسے بد تمیز اکڑ کر کھڑا ہے جس طریقے سے یہ اپنے باپ کے سامنے نہیں کھڑے ہو سکتے کہ خلاف ادب لگتا ہے اُس طریقے سے یہ تمام جہاں کے بادشاہ رب کریم کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

اور یہ طریقہ بھی ان کا ایسے ہے کہ اس طرح سے ادب کے ساتھ کھڑے ہوا ہی نہیں جا سکتا، سینے پر یا اس سے تھوڑا اوپر ہاتھ باندھنا ہے اور بازو کو سختی سے پکڑنا ہے اور ڈانگیں ایسی چوڑھی کرنی ہیں کہ جیسے کانٹے لگے ہوں۔

اور اس طریقے سے پہلے کھڑے رہتے ہیں پھر جب رکوع کی باری آتی ہے یا تو اسی طریقے پر رکوع کرتے ہیں ٹانگ پھیلا کر یا پھر رکوع سے پہلے ٹانگیں بند کر دیتے ہیں پھر سجدہ کر کے اٹھتے ہیں تو اتنی ٹانگیں دوبارہ کھول کے کھڑے ہو جاتے ہیں لگتا ہے جیسے نماز نہیں بلکہ کشتی لڑنے آئے ہوں۔

اللہ پاک ہمیں اپنے سامنے ادب کے ساتھ اور خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑے ہونے کی توفیق دے آمین۔

(آیت نمبر 15)

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ (البقرة 229

ترجمہ

''طلاق دو مرتبہ ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے''۔

غیر مقلدین کا اللہ ک کلام کے ساتھ فراڈ دیکھیں

کہتے ہیں یہاں جو لفظ ''مرّتٰن'' استعمال ہوا ہے اس طرح سورۃ نور میں لفظ ''مرّٰتٍ'' استعمال ہوا ہے جو کہ ''مرّتٰن'' سے نکلا ہے وہاں اس کیلیۓ تین الگ الگ وقت آۓ ہیں،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ (النور ٥٨)

''اے ایمان والو اجازت لیکر آئیں تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں اور جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء کی نماز سے پیچھے''۔

لہذا ثابت ہوا کہ ''اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ''(طلاق دو مرتبہ ہے) میں بھی صرف وقفے کے ساتھ ہی دو طلاقیں دینا شامل ہے اور ایک ہی مجلس میں یا اکھٹی دو طلاقیں اس میں شامل نہیں۔

الجواب :۔

غیر مقلدین کی اللہ کی کتاب کے ساتھ کی گئی یہ تحریف کبھی ان کی دلیل نہیں بن سکتی۔

اسلئے کہ غیر مقلدین کا اللہ پاک پر پہلے تو یہی بہتان ہے کہ ''اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ'' صرف وقفے کے ساتھ ہی دو طلاق دینا اس میں شامل ہے اور اکھٹی ایک ہی مجلس میں دو طلاق دے دینا اس آیت میں شامل نہیں۔ معاذ اللہ

صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ (صحيح بخارى ج١ حديث:١۶٢)

ترجمہ :۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور ہر عضو کو دو دو مرتبہ دھویا۔

یہاں پر بھی لفظ '' مَرَّتَیْنِ'' ہی استعمال ہوا ہے جو کہ ''مرت'' سے نکلا ہے جو کہ ایک ہی مجلس میں دو مرتبہ ہر عضو کو دھونے کیلیئے استعمال ہوا ہے۔ اگر غیر مقلدین والا معنی یہاں لیا جائے جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ ''مرّٰتٍ'' میں ایک مجلس یا اکھٹی کوئی چیز شامل نہیں ہوتی تو ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور ہر عضو کو دو دو مرتبہ دھویا''۔ کا معنی یہ ہو گا کہ پہلے ایک ایک مرتبہ ہر عضو کو دھویا پھر دوسری مجلس میں آ کر پھر ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔ جو کہ قطعاً درست نہیں ہو سکتا۔

معلوم ہوا کہ لفظ ''مَرّٰتٍ''، ''مَرَّتٰنِ''، '' مَرَّتَيْنِ''ان میں ایک مجلس بھی شامل ہے اور الگ الگ مجالس بھی شامل ہیں لہذا یہ دلیل تو ہماری بنی کہ ''اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ'' طلاق دو مرتبہ ہے۔(چاہے جیسے بھی دو) خواہ کوئی ایک ہی

مجلس میں اکھٹی دو طلاقیں دے دے جیسا بخاری کی حدیث میں ایک ہی مجلس میں دو مرتبہ ہر عضو کو دھونے کیلئے یہ استعمال ہوا ہے یا کوئی وقفے کے ساتھ الگ الگ وقت یا مختلف مجلسوں میں دو طلاق دے جیسا کہ سورۃ نور کی آیت ۵۸ میں الگ الگ وقتوں میں سلام کرنے کیلئے استعمال ہوا ہے ہر صورت ''اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ''''طلاق دو مرتبہ ہے'' میں دونوں باتیں شامل ہیں نہ کہ کسی ایک ہی کی قید ہے، اور کسی ایک ہی کی قید لگانا (جیسا غیر مقلدین کا مسئلہ ہے کہ اکھٹی دو یا ایک مجلس میں دو طلاقیں دو نہیں ہیں) قرآن پاک کے معنوں میں کھلی تحریف ہے، جس کا انجام جہنم ہے۔

اکھٹی تین طلاق واقع نہیں ہو گی اس مسئلہ میں فرقہ اہل حدیث کو چھانٹ چھانٹ کر دیکھا گیا لیکن ان کے پاس نہ تو قرآن پاک کی کوئی آیت ہے نہ ہی کوئی ایک صحیح صریح دلیل جو صریح ہے وہ صحیح نہیں جو صحیح ہے وہ صریح نہیں۔

اس مسئلے میں ان کے پاس ایک محمد بن اسحاق والی کوئی روایت ہے جو ایسی ضعیف روایت ہے کہ اگر اسے ضعیف نہ مانا جائے تو پھر دنیا کی کوئی حدیث ضعیف ثابت نہ ہو سکے تفصیل ''حرام کاری سے بچئے'' کتاب میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ اور دوسری صحیح مسلم کی حدیث ہے جس سے انہیں دھوکہ لگا ہے جسے انہوں نے سمجھا نہیں اور انکھیں بند کر لیں مگر اس میں بھی اکھٹی طلاق کا ذکر نہیں اور اگر اس کا معنی اپنی مرضی سے کرنا ہو تو اس حدیث کے مطابق تو الگ الگ مجالس کی طلاق بھی ایک قرار دی جا سکتی ہے۔

لیکن حقیقت میں وہ حدیث غیر مدخولہ کیلئے ثابت ہے جیسا کہ خود محدث امام نسائیؒ نے بھی اس پر غیر مدخولہ کا باب باندھا ہے۔

بَابُ: طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُولِ بِالزَّوْجَةِ

(سنن النسائی ج6 ص145 مکتب المطبوعات الاسلامیۃ—حلب)

اور یہ ثابت بھی غیر مدخولہ کیلیئے ہے اور یہی وجہ ہے کہ مشہور غیر مقلد زبیر علی زئی صاحب اور ان کے کئی شاگردوں نے بھی اس مسئلے میں فرقہ اہل حدیث کو چھوڑ رکھا ہے۔

(معلوم ہوا امام نسائیؒ بھی اہلحدیث نہیں تھے اگر تھے تو آج کے یہ غیر مقلدین اہل حدیث نہیں)

یاد رہے یہ مسئلہ غیر اجتہادی ہے۔

مسئلے کی وضاحت

ہم سب کا اس پر اتفاق ہے بیوی کو ہمبستری سے پہلے تین طلاق دینے کی ضرورت نہیں ایک مرتبہ اگر کہا جائے کہ تجھے طلاق تو وہ نکاح سے نکل جاتی ہے۔ مگر مرد پر ہمیشہ کیلیئے حرام نہیں ہوتی دوبارہ اسی وقت اس مرد سے نکاح کر سکتی ہے اس لئے کہ حرام تین طلاق واقع ہونے کی صورت میں ہوتی ہے ایک میں نہیں۔

اور اگر ہمبستری سے پہلے بیوی کو یوں کہا جائے کہ ''تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق'' تو چونکہ پہلے مرتبہ کہہ دینے نے ہی نکاح سے عورت کو نکال دیا ہے اسلئے باقی دو مرتبہ کہنا فضول جاتا ہے۔اِسے کہا گیا کہ اس زمانے میں اگر کوئی یوں طلاق دیتا تو ایک طلاق واقع ہو جاتی۔ یہ مسئلہ کبھی نہیں بدلہ گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ایسا ہی رہا اب بھی ایسا ہی ہے۔

اب ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو ایک ساتھ ہی کہہ دے کہ ''تجھے تین طلاق'' تو پھر کتنی طلاق واقع ہوں گی تو اس صورت میں اسے ایک طلاق نہیں ہو سکتی پوری تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور وہ عورت نکاح سے نکلنے کے ساتھ ساتھ اس مرد پر حرام بھی ہو جائے گی اور دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتی۔

اب یہ جو تیسرے نمبر کی صورت ہے یہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے دور میں نہ ہونے کے برابر تھی اور غیر مدخولہ کو پہلے یا دوسرے طریقے پر طلاق دی جاتی تھی لیکن جب حضرت عمرؓ کے دور میں جیسے جیسے اسلام دور دور تک پھیلتا گیا نئے نئے مسئلے پیدا ہوتے گئے لوگوں کی کثرت صحیح مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو بھی ایک لفظ سے اکھٹی تین طلاق دے کر جدا کرنے لگی تو اب طلاقیں تو تین ہی واقع ہو رہی تھیں تو حضرت عمرؓ نے بھی اسی کو نافظ کر دیا اور لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ غیر مدخولہ بھی اکھٹی تین طلاق کے بعد حرام ہو جاتی ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ غیر مدخولہ کو جس طرح الگ الگ کر کے تین طلاق دینا ایک شمار ہوتا ہے ایسے ہی اکھٹی تین دینا بھی ایک شمار ہو گا۔

مثال کے طور پر

متعہ پر رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہی پابندی لگ گئی تھی مگر بعض کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہیں بھی حضرت عمرؓ نے ایسے ہی آگاہ کیا

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُا كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنْ التَّمْرِ وَالدَّقِيقِ الْأَيَّامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ حَتَّى نَهَى عَنْهُ عُمَرُ فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ (رض) سے روایت ہے کہ ہم ایک مٹھی کھجور یا ایک مٹھی آٹے کے عوض مقررہ دنوں کے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ابو بکر (رض) کے زمانہ میں متعہ کر لیتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر (رض) نے عمرو بن حریث کے واقعہ کی وجہ سے متعہ سے منع فرما دیا۔

(صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 923)

غیر مقلدین صحیح مسلم سے جو حدیث پیش کرتے ہیں

و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَاتِ مِنْ هَنَاتِكَ أَلَمْ يَكُنْ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَاحِدَةً فَقَالَ قَدْ كَانَ ذَلِكَ فَلَمَّا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ تَتَايَعَ النَّاسُ فِي الطَّلَاقِ فَأَجَازَهُ عَلَيْهِمْ

اسحاق بن ابراہیم، سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ایوب سختیانی، ابراہیم بن میسرہ، حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ ابوالصہباء نے ابن عباس (رض) سے کہا اپنے دل سے یاد کر کے بتاؤ کیا تین طلاق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانہ اور ابو بکر (رض) کے دور میں ایک نہ ہوتی تھیں؟ انہوں نے کہا ایسے ہی تھا جب زمانہ عمر میں لوگوں نے پے در پے طلاقیں دینا شروع کر دیں تو آپ نے ان پر تین طلاق نافذ ہونے کا حکم دے دیا۔

(صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 1182)

دیکھئے اس حدیث میں ایک مجلس یا اکھٹی کی کوئی قید نہیں اگر مرضی کا مطلب لینا ہے تو پھر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ الگ الگ مجالس کی دین طلاق بھی ایک ہوتی تھیں اس زمانے میں۔

یہی حدیث مکمل سنن ابی داؤد میں موجود ہے جس میں تصریح ہے کہ یہ حدیث غیر مدخولہ کیلئے ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ أَبُو الصَّهْبَاءِ كَانَ كَثِيرَ السُّؤَالِ لِابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلَى كَانَ

الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ فَلَمَّا رَأَى النَّاسَ قَدْ تَتَابَعُوا فِيهَا قَالَ أَجِيزُوهُنَّ عَلَيْهِمْ

ترجمہ

محمد بن عبدالملک بن مروان، ابونعمان، حماد بن زید، ایوب، حضرت طاؤس (رض) سے روایت ہے کہ ابوالصہباء نامی ایک شخص حضرت عباس (رض) سے کثرت سے مسائل پوچھا کرتا تھا ایک دن اس نے پوچھا کہ کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانے میں اور حضرت ابوبکر (رض) کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمر (رض) کے ابتدائی عہد خلافت میں جب کوئی شخص دخول سے قبل عورت کو تین طلاقیں دیتا تھا تو وہ ایک ہی شمار ہوتی تھی حضرت ابن عباس (رض) نے جواب دیا ہاں مجھے معلوم ہے جب کوئی شخص دخول (جماع) سے قبل عورت کو طلاق دیتا تھا تو وہ ایک ہی شمار کی جاتی تھی عہد رسالت میں عہد صدیقی میں اور عہد فاروقی کے ابتدائی دور میں لیکن جب عمر فاروق نے یہ دیکھا کہ لوگ کثرت سے تین طلاقیں دینے لگے ہیں تو انہوں نے فرمایا میں ان تینوں کو ان پر نافذ کروں گا

(سنن ابوداؤد: جلد دوم: حدیث نمبر 435 اسنادہ: صحیح)

یہ حدیث بلکل صحیح ہے لیکن غیر مقلدین کا اس پر احمقانہ اعتراض ملاحظہ کیجئے

کہتے ہیں ابوداؤدؒ کی اس حدیث کی سند میں ''عن ایوب'' کے بعد ''غیر واحد'' ہے جو کہ مجھول ہے۔ لہذا حدیث ضعیف ہے۔

الجواب:

غیر واحد کا مطلب ہے ایک سے زائد لوگ اسے بیان کرتے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں

غیر واحد سے یہاں ابراہیم بن میسرۃؒ اور ان کے ساتھی مراد ہیں۔

أَخْرَجَهَا أَبُو دَاوُدَ لَكِنْ لَمْ يُسَمِّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مَيْسَرَةَ وَقَالَ بَدَلَهُ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ وَلَفْظُ الْمَتْنِ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً الْحَدِيثَ

(الكتاب: فتح الباري شرح صحيح البخاري ج9 ص363 دار المعرفة - بيروت)

اور ابراہیم بن میسرۃؒ بالاتفاق ثقہ راوی ہیں۔

امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں ثقہ ہیں، امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں ثقہ امام نسائی فرماتے ہیں ثقہ ہیں، امام احمد بن صالح فرماتے ہیں ثقہ، امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں ثبت حافظ، محمد بن سعدؒ فرماتے ہیں ثقہ، یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں ثقہ۔

(تهذيب التهذيب ج1 ص171 الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية)

ایسا نہیں کہ امام ابراہیم بن میسرۃؒ کسی اور مجہول سے روایت کرتے ہیں بلکہ امام ابراہیم بن میسرۃؒ بیان کرتے ہیں اسی طرح ان کی جگہ ان کے ساتھی بھی یہی کہتے ہیں جو امام ابراہیمؒ نے کہا اس لئے امام ابو داؤدؒ نے غیر واحد کہا صرف امام ابراہیم روایت کرتے تب بھی کافی تھا جیسا صحیح مسلم کی روایت میں عن ایوب عن ابراہیم کے بعد طاؤس ہے جبکہ غیر مقلدین نے ضعیف ضعیف کے نعرے لگا کر انصاف کو ذبح کرتے ہوئے حدیث کا ہی انکار کر دیا۔

غیر مقلدین اگر سنن ابی داؤد کی یہ روایت نہ بھی مانیں تب بھی وہ صحیح مسلم کی روایت سے اپنا موقف قیامت تک نہیں ثابت کر سکتے ان شاء اللہ کیونکہ مسلم کی روایت میں اکھٹی طلاق یا ایک مجلس کی طلاق کا کوئی ذکر نہیں

اس سے تو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اِس سے الگ الگ مجالس کی طلاق مراد ہے، اکھٹی (مدخولہ اور غیر مدخولہ) کی طلاق مراد ہے یا صرف غیر مدخولہ کی مراد ہے اور انصاف کی روشنی میں دلائل سب اسی طرح اشارہ کرتے ہیں کہ اس سے غیر مدخولہ مراد ہے۔ لہذا انہیں اپنا موقف ثابت کرنے کیلئے یہ دکھانا بہت ضروری ہے کہ کون سی طلاق مراد ہے ورنہ اس روایت کے مطابق تو کوئی غیر مقلد جو اپنی بیوی کو ایک دن میں تین الگ الگ مجلسوں میں طلاق دے دے اور بیوی چھوڑنے کا دل نہ کرے تو صحیح مسلم کی حدیث پیش کرے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں تین طلاق ایک ہوتی تھیں لہذا تین نہیں ایک طلاق واقع ہوئی۔

غیر مقلدین کے ہاں غیر مدخولہ کسی بھی طریقے پر حرام نہیں ہو سکتی

لیکن غیر مدخولہ بھی حرام ہو سکتی ہے اور اس کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ اسے یوں طلاق دی جائے ''تجھے تین طلاق'' اس طریقے پر اس پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ اگر ''طلاق، طلاق، طلاق'' کہہ کر طلاق دی جائے تو ظاہر سی بات ہے پہلی مرتبہ ''طلاق'' کہنے پر ہی وہ نکاح سے نکل جائے گی اور باقی دو مرتبہ طلاق کہنا فضول جائے گا اسلئے اس طرح اس پر تین طلاق واقع نہیں ہوں گی۔

أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الْمُزَكِّي، نا أَبُو الْعَبَّاسِ، أنا الرَّبِيعُ، أنا الشَّافِعِيُّ، أنا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُكَيْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ بْنَ الْأَشَجِّ أَخْبَرَهُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَمَاذَا تَرَيَانِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: " إِنَّ هَذَا لَأَمْرٌ مَا لَنَا فِيهِ قَوْلٌ اذْهَبْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَسَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضِلَةٌ , فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ " الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ " وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ

ترجمہ:۔

حضرت معاویہ بن ابی عیاش انصاریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور عاصم بن عمروؒ کی مجلس یں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضرت محمد بن ایاس بن بکیرؒ تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ ایک دیہاتی گنوار نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی (جس سے ابھی تک ہمبستری نہیں کی گئی) کو تین طلاقیں دے دی ہیں اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے فرمایا جا کر عبداللہؓ بن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھو میں ابھی ان کو حضرت عائشہؓ کے پاس چھوڑ کے آیا ہوں مگر جب ان سے سوال کر چکو تو واپسی پر ہمیں بھی مسئلہ سے آگاہ کرنا جب سائل ان کے پاس حاضر ہوا اور دریافت کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ فتویٰ دیجئے لیکن سوچ سمجھ کر بتانا کیونکہ مسئلہ پیچیدہ ہے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک طلاق اس سے علیحدگی کیلئے کافی تھی اور تین طلاقوں سے وہ اس پر حرام ہو گئی ہے، "حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ" (الایۃ) "حتیٰ کہ کسی اور مرد سے نکاح نہ کر لے"۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی یہی فتویٰ دیا۔

(السنن الكبري للبيهقي جلد 7 ص 549؛ صحیح)

غور کیجئے یہاں ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی کہا اور ابن عباسؓ وہی صحابی ہیں جن سے غیر مقلدین مسلم کی حدیث لیتے ہیں اگر واقعی مسلم کی حدیث کا وہ مطلب ہوتا جو غیر مقلدین کرتے ہیں تو ابن عباسؓ یہاں کیوں نہ بیان کرتے؟

اور یہ بھی غور کیجئے حضرت ابوہریرہؓ نے جو اس پر شرط لگائی ہے وہ قرآن پاک سے نکال کر لگائی ہے کہ وہ تب تک تمہارے لئے حلال نہیں جب تک کسی اور مرد سے نکاح نہ کر لے۔ اگر اکھٹی تین طلاق کا یہ فتویٰ حضرت عمرؓ کو ہوتا تو پھر قرآن کی آیت کس لئے پیش کرتے؟ معلوم ہوا یہ حکم اللہ کا ہے کسی کی ذاتی رائے نہیں۔

اور ایک بات بھی معلوم ہو گئی یہ صحابہ بھی اہل حدیث نہیں تھے اگر تھے تو پھر آج کہ یہ غیر مقلدین اہل حدیث نہ ہوئے۔

نا أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ , نا أَبُو الْأَزْهَرِ , نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ , أنا ابْنُ جُرَيْجٍ , أَخْبَرَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ , عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ أَلْفًا , فَقَالَ: «يَكْفِيكَ مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثٌ وَتَدَعُ تَسْعَمِائَةٍ وَسَبْعًا وَتِسْعِينَ»

ترجمہ:

سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دے دیں تو ابن عباسؓ نے فرمایا تین اس کیلئے کافی ہیں باقی نو سو ستانوے چھوڑ دے۔

(سنن الدار قطني ج5 ص24: صحيح)

یہ روایت بلکل صحیح ہے۔ شمس الحق عظیم آبادی صاحب جنہیں فرقہ اہلحدیث اپنا بہت بڑا محدث سمجھتی ہے انہوں نے بھی اس کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے۔ دیکھئے

(سنن الدار قطنی ج5 ص24 تعلیق شمس الحق)

اب ہمیں کس طرف جانا ہے صحابہ کرامؓ کے واضح مسئلے کی طرف جو ان شاءاللہ انہیں اور ان کے ماننے والوں کو ضرور جنت میں لے جائے گا یا پھر غیر مقلدین کے مضطرب مسئلے کی طرف؟

مسئلہ بس اتنا سا تھا لیکن فرقہ اہل حدیث کے احمق علماء کو سمجھ نہیں آیا تو انہوں نے کیا کیا گل کھلائے دیکھئے۔

فرقہ اہلحدیث کے مولوی عبد المتین میمن طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں لکھتا ہیں:

''سنت محمدی کو چھوڑ کر سنت عمرؓ کی طرف لوٹیں گے تو کفر ہے''۔

(حدیث خیر وشر ص110)

العیاذ باللہ

پہلے عمرؓ کو نبی کے مقابلے میں کھڑا کر دیا پھر ان کی طرف رجوع کرنے والے کو کافر قرار دیا اس میں وہ تمام صحابہ کرامؓ آ گئے جنہوں نے بقول ان کے حضرت عمرؓ کی پیروی کی لہذا اس احمق مولوی کے مطابق حضرت عمرؓ اور ان کے پیرو اسب کافر ہوئے۔ نعوذ باللہ

(آیت نمبر 16)

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

(البقرۃ 230)

ترجمہ:

پھر اگر وہ اسے طلاق دیدے تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے۔

اس آیت سے پہلے ''اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ'' کا ذکر آیا تھا یعنی طلاق دو مرتبہ ہے اسکے بعد یہ آیت ہے کہ '' پھر اگر اسے طلاق دیدے (یعنی تیسری طلاق) تو وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے''۔

فرقہ اہلحدیث اس آیت کو مسلکی مجبوری کے تحت مخصوص کرتا ہے جب کہ اس کو مخصوص کرنے کی کوئی دلیل نہیں لہذا اس آیت کو مخصوص کرنا بلکل جائز نہیں اس آیت سے واضح معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی شخص دوسری طلاق کے فوراً بعد تیسری طلاق دیدے یا دوسری طلاق کے بعد وقفے کے ساتھ تیسری طلاق دیدے تو وہ عورت اس آدمی کیلئے حلال نہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

قَالَ الْقُرْطُبِيُّ وَحُجَّةُ الْجُمْهُورِ فِي اللُّزُومِ مِنْ حَيْثُ النَّظَرُ ظَاهِرَةٌ جِدًّا وَهُوَ أَنَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا لَا تَحِلُّ لِلْمُطَلِّقِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ مَجْمُوعِهَا وَمُفَرَّقِهَا لُغَةً وَشَرْعًا

ترجمہ:

قرطبیؒ نے کہا جمہور کی دلیل یہ ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں وہ اس آدمی کیلئے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے اور لغتہ وشرعاً اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا متفرق۔

(فتح الباري لابن حجر ج9 ص365 الناشر: دار المعرفة - بيروت)

صحابہ کرامؓ کا قرآن پاک سے استدلال

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت جو ہم نے اوپر بھی پیش کی

أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الْمُزَكِّي، نا أَبُو الْعَبَّاسِ، أنا الرَّبِيعُ، أنا الشَّافِعِيُّ، أنا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُكَيْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ بْنَ الْأَشَجِّ أَخْبَرَهُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَمَاذَا تَرَيَانِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: " إِنَّ هَذَا لَأَمْرٌ مَا لَنَا فِيهِ قَوْلٌ اذْهَبْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَسَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضِلَةٌ , فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ " الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ " وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ

ترجمہ:۔

حضرت معاویہ بن ابی عیاش انصاریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور عاصم بن عمرؓ کی مجلس یں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضرت محمد بن ایاس بن بکیرؒ تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ ایک دیہاتی گنوار نے اپنی غیر مدخول

بہابیوی (جس سے ابھی تک ہمبستری نہیں کی گئی) کو تین طلاقیں دے دی ہیں اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے فرمایا جا کر عبداللہؓ بن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھو میں ابھی ان کو حضرت عائشہؓ کے پاس چھوڑ کے آیا ہوں مگر جب ان سے سوال کر چکو تو واپسی پر ہمیں بھی مسئلہ سے آگاہ کرنا جب سائل ان کے پاس حاضر ہوا اور دریافت کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ فتویٰ دیجئے لیکن سوچ سمجھ کر بتانا کیونکہ مسئلہ پیچیدہ ہے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک طلاق اس سے علیحدگی کیلئے کافی تھی اور تین طلاقوں سے وہ اس پر حرام ہو گئی ہے، '' حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ''(الایۃ) ''حتیٰ کہ کسی اور مرد سے نکاح نہ کر لے''۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی یہی فتویٰ دیا۔

(السنن الكبري للبيهقي جلد 7 ص 549؛ صحیح)

غیر مدخولہ عورت غیر مقلدین کے ہاں کسی طریقے پر بھی حرام نہیں ہو سکتی لیکن غیر مدخولہ کے حرام ہونے کا بھی طریقہ ہے وہ یہ کہ اسے ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دے دی جائیں، یعنی کہا جائے تجھے تین طلاق اگر الگ الگ کہہ کر تین طلاق دی جائیں یعنی طلاق طلاق طلاق کہہ کر تو پہلی طلاق سے ہی وہ عورت نکاح سے نکل جائے گی دوسری دو بیکار جائیں گی کیونکہ غیر مدخولہ کو علیحدہ کرنے کیلئے ایک طلاق کافی ہوتی ہے اس سے وہ نکاح سے نکل جاتی ہے۔

یہاں حضرت ابوہریرہؓ فرما رہے ہیں کہ وہ حرام ہو گئی ظاہر سی بات ہے اب حرام ہونے کی ایک ہی صورت ہے۔ اکھٹی ایک لفظ کے ساتھ

غور کیجئے حضرت ابوہریرہؓ نے جو اس پر شرط لگائی ہے وہ قرآن پاک سے نکال کر لگائی ہے کہ وہ تب تک تمہارے لئے حلال نہیں جب تک کسی اور مرد سے نکاح نہ کر لے۔ معلوم ہوا یہ حکم اللہ کا ہے۔

اور اللہ کا شکر ہے کہ ہم اللہ کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔

اور ایک بات بھی معلوم ہو گئی یہ صحابہ بھی اہل حدیث نہیں تھے اگر تھے تو پھر آج کا یہ فرقہ اہل حدیث قطعاً نہیں۔

دوسرا یہ کہ فرقہ اہل حدیث اس آیت کا مذاق بھی اڑاتے ہیں تین طلاق دینے کے بعد غیر مقلد آدمی اپنی بیوی سے رجوع کر لیتا ہے اور پھر ساری عمر زنا کرتا رہتا ہے اور جو یہ کہے کہ وہ عورت تب تک تمہارے لئے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے یہ حلالہ ہے یہ فلاں ہے اگرچہ خود زنا میں مبتلا ہوتا ہے۔

تیسرا یہ کہ بار بار طلاق دینا اور بار بار رجوع کر لینے کا بھی فتویٰ علماء فرقہ اہل حدیث نے دے رکھا ہے۔

سائل نے ایک غیر مقلد مولوی عبداللہ ویلوری سے سوال پوچھا۔

سوال: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد 10 یوزید نے رجوع کر لیا پھر کچھ عرصے بعد دوبارہ تنازع ہونے کی صورت میں اس نے طلاق دے دی۔ آٹھ یوم کے بعد پھر رجوع کر لیا۔ اس نے چار پانچ مرتبہ ایسا ہی کیا۔ طلاق دے دی اور رجوع کر لیا زید کو اس مسئلہ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے ؟؟ اب پھر دوبارہ رجوع کرنا چاہتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

جواب:

صورت مسئولہ میں رجوع کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ دو گواہوں کے روبرو رجوع کر کے بیوی کو آباد کر سکتا ہے

(فتاویٰ جات ص 482)

اس احمق مولوی نے تین طلاق کی حد ہی ختم کر دی جو کہ شریعت نے ہمیں دی تھی۔

اب کوئی غیر مقلد صبح شام بیوی کو طلاق دیتا پھرے اور رجوع کرے بیوی اس کے لئے حلال ہے۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ وکٹورین غیر مقلدین کے عجیب وغیریب قیاس

کہتے ہیں اکھٹی تین طلاق دینا حرام ہے لہذا واقع نہیں ہو گی۔

اگر اکھٹی تین طلاق حرام ہونے کی وجہ سے واقع نہیں ہوں گی تو اکھٹی تین طلاق دینے سے یہ ایک کیسے واقع ہو جاتی ہے دوسرا حالت حیض میں ایک طلاق دینا بھی حرام ہے لیکن غیر مقلد بھی مانتے ہیں کہ یہ واقع ہو جائے گی۔اب یہ حرام ہے اور واقع مان رہے ہو۔

ایک دن میں تین الگ الگ مجلسوں میں بھی طلاق دینا اتنا ہی بڑا جرم ہے جتنا کہ اکھٹی تین طلاق دینا لیکن پھر بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔، غیر مقلدین بھی مانتے ہیں کہ طلاق واقع ہو گئی؟

اسی طرح ایک بڑا اور بھی مارتے ہیں کہتے ہیں نماز غلط وقت پر پڑھنا حرام ہے لہذا یہ ادا بھی نہیں ہوتی، لہذا طلاق بھی نہیں ہوئی وہی جواب حالت حیض بھی غلط وقت ہے اس میں دی گئی ایک طلاق کو کیسے واقع مان لیتے ہو؟؟؟

جو غلط قیاس یہ لوگ کرتے ہو اس سے ان کا دوسرا مسئلہ خود ہی رد ہوتا جاتا ہے۔

قران حدیث قران حدیث کے زبانی دعوے کرنے والوں کی یہ حالت بھی ہوتی جب ان کے پاس نہ قرآن ہوتا ہے دلیل کیلئے نہ حدیث پھر یہ قرآن حدیث کے خلاف قیاسات کرتے ہیں۔

اب اس سب کے بعد کون کہے کہ یہ جدید گمراہ ٹولہ قرآن حدیث والا ہے؟

اللہ پاک سمجھ کی توفیق دے آمین

(آیت نمبر 17)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا

ترجمہ:

"اے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو انکو طلاق دو اُنکی عدت پر اور گنتے رہو ان کی عدت

اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا مت نکالو اُنکو اُنکے گھروں سے اور وہ بھی نہ نکلیں مگر جو کریں صریح بے حیائی

اور یہ حدیں ہیں باندھی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اُس نے برا کیا اپنا اور اُسکو کیا خبر تھی شاید

اللہ پیدا کر دیتا اُس طلاق کے بعد کوئی صورت"

(الطلاق 1)

قرآن کریم میں اجملاً اور حدیث میں تفصیلاً یہ بتایا گیا ہے کہ عورتوں کو طلاق دینے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ ایک طہر میں ایک طلاق دے دوسرے میں دوسری طلاق دے، تیسرے طہر میں تیسری

اور فرمایا

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ

"جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا"۔

حدود اللہ سے تجاوز تب ہو گا جب اکھٹی تین طلاق دیدے اور تینوں واقع ہو جائیں اگر اکھٹی تین طلاق سے ایک طلاق واقع ہو تو یہ نہ حدود اللہ سے تجاوز ہو سکتا ہے نہ اپنے نفس پر ظلم۔ حدود اللہ سے تجاوز اور اپنے نفس پر ظلم اسی صورت ہوتا ہے جب کوئی شخص اکھٹی تین طلاقیں دیدے اور پھر رجوع نہ کر سکے۔ پھر کہے فقدۃ ظَلَمَ نَفۃ سَہٗ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

آیت کے آخری حصے پر غور کیا جائے تو اس سے بھی واضح طور پر یہی ثابت ہوتا ہے۔

لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا

''ممکن تھا کہ اللہ پیدا کر دیتا اس طلاق کے بعد کوئی صورت''۔

اگر تین طہروں میں الگ الگ طلاق دینے کا ارادہ ہو تو ممکن ہے کہ پہلی یا دوسری طلاق کے بعد اس طلاق دینے والے کے دل کو اللہ نرم فرما دیں اور اسی اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور اس وقت اس کے پاس رجوع کی بھی گنجائش ہے۔ لیکن اگر کوئی اکھٹی تین طلاق دیدے تو پھر اسکے پاس کوئی گنجائش نہیں۔

سورۃ طلاق کی اس آیت کے بعد اگلی آیت میں آتا ہے کہ

(آیت نمبر18)

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

(الطلاق2)

ترجمہ

اور جو کوئی (طلاق دینے میں) اللہ سے ڈرتا ہے (یعنی شرعی طریقے کے مطابق طلاق دیتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے راستہ نکال دیتا ہے۔

یعنی اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور شرعی طریقے کے مطابق تین طہروں میں متفرق طور پر طلاق دے رو اس کیلئے اللہ نے پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کی گنجائش رکھی ہے۔ ممکن ہے کہ بندہ پہلی طلاق کے بعد سمجھ لے کہ اس نے غلطی کی ہے طلاق نہیں دینی تھی یا پھر دوسری طلاق کے بعد سمجھ لے تو اللہ نے اس کیلئے رجوع کی گنجائش رکھی ہے وہ دوبارہ رجوع کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

چونکہ اس آیت میں رجوع والی گنجائش کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے گنجائش رکھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اللہ سے نہ ڈرے اور خلاف شرع اکھٹی تین طلاق دیدے تو اس کیلئے رجوع کی کوئی گنجائش نہیں۔

اگر اللہ سے ڈرنے اور نہ ڈرنے دونوں صورتوں میں رجوع کر سکتا ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی شرط اور گنجائش والی بات بے معنی اور بے فائدہ جاتی۔ (نعوذ باللہ من ذلک) لیکن ہم اللہ کے کلام کی ایک آیت بھی بے معنی اور بے فائدہ نہیں سمجھتے جبکہ غیر مقلدین اس کے برعکس ہیں۔

وَأَمَّا الْأَثَرُ الَّذِي أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الرُّوذْبَارِيُّ، أنا أَبُو بَكْرِ بْنُ دَاسَةَ، نا أَبُو دَاوُدَ، نا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، نا إِسْمَاعِيلُ، أنا أَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قَالَ: فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ رَادُّهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحُمُوقَةَ ثُمَّ يَقُولُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَإِنَّ اللهَ

جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ: {وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا} [الطلاق: 2] وَإِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللهَ فَلَا أَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ

ترجمہ:

مجاہدؒ کہتے ہیں میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں حضرت ابن عباسؓ خاموش رہے حتی کہ ہم نے یہ گمان کیا شاید وہ اس عورت کو واپس اسے دلانا چاہتے ہیں مگر ابن عباسؓ نے فرمایا تم خود حماقت کا ارتکاب کرتے ہو اور پھر کہتے ہو اے ابن عباس! اے ابن عباس! اور اللہ عزوجل نے فرمایا وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (الایۃ) جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلئے مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور تو اللہ سے نہیں ڈرا پس میں تیرے لئے کوئی راستہ نہیں پاتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

(السنن الکبری للبیھقي ج7 ص542: صحیح)

ظاہر سی بات ہے یہاں اکھٹی تین طلاق ہی دی گئیں تھی تب ہی تو ابن عباسؓ نے اسے ڈانٹا اور قرآن کی آیت بطور دلیل دی اور یہ وہی ابن عباسؓ ہیں جن سے غیر مقلد مسلم کی حدیث پیش کرتے ہیں۔

ایک اور روایت ہے کہ

- نا أَبُو بَكْرٍ (النيسابوري) , نا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ , نا حَجَّاجٌ , نا شُعْبَةُ , عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ , وَابْنِ أَبِي نَجِيحٍ , عَنْ مُجَاهِدٍ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةً , قَالَ: «عَصَيْتَ رَبَّكَ وَفَارَقْتَ امْرَأَتَكَ لَمْ تَتَّقِ اللَّهَ فَيُجْعَلْ لَكَ مَخْرَجًا»

ترجمہ:

مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے ایک آدمی کا پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدی ہوں تو فرمایا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گی تَتَّقِ اللہَ فَیَجْعَل لک مَخْرَجًا کیونکہ تو اللہ سے نہیں ڈرا پس تیرے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

(سنن الدار قطني ج5 ص24: صحيح)

یہ روایت بلکل صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس آدمی نے سو طلاقیں ایک ہی مجلس میں دیں تھیں یا سو طلاقیں سو الگ الگ مجلسوں مین دے کر آیا تھا؟ یقیناً ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو "تجھے سو طلاقیں" کہہ کر آیا تھا اور ابن عباسؓ جو قرآن کی آیت اسے یاد دلا رہے ہیں کہ تمہارے لئے کوئی گنجائشن نہیں، معلوم ہوا ہم ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور مفسر قرآن کے طریقہ پر قرآن پاک کو سمجھنے والے ہیں اور یہ ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے الحمد للہ۔

اگر آج کسی غیر مقلد وکٹورین سے پوچھا جائے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے تو کتنی ہوں تو وہ کہے کہ ایک ہو گی دوبارہ رجوع کر لو۔ اسلئے ہم اس فرقے کو جدید فرقہ کہتے ہیں اور ثابت بھی ہو رہا ہے کہ یہ ماضی قریب کی پیداوار ہے صحابہ سے ان کا کچھ تعلق نہیں۔ اس زمانے میں یہ کہاں تھے؟

دعا ہے اللہ سے اللہ پاک سیدھا راستہ دکھائے بھی اور اس پر چلنے کی بھی توفیق دے آمین

/http://salafiexpose.blogspot.com

/http://ahlehadeesaurangrez.blogspot.com

کیا فرقہ اہلحدیث نے ائمہ اربعہ ؒ کو چھوڑ کر اللہ رسول کی طرف رجوع کیا ہے؟

فرقہ اہلحدیث ائمہ اربعہ ؒ کے اجتہادی اختلافات کو قرآن و حدیث کی طرف لوٹا کر ختم کرنے کے دعوے میں بری طرح ناکام

از قلم : محمد عباس خان

۱۷ جون ۲۰۱۵

کیا فرقہ اہلحدیث نے ائمہ اربعہؒ کو چھوڑ کر اللہ رسول کی طرف رجوع کیا ہے؟

فرقہ اہلحدیث ائمہ اربعہؒ کے اجتہادی اختلافات کو قرآن وحدیث کی طرف لوٹا کر ختم کرنے کے دعوے میں بری طرح ناکام

اللہ تعالٰی قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۔

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا، اور حکم مانو رسول اللہ ﷺ کا، اور اولی الامر (مجتہد حاکم) کا جو تم میں سے ہوں، پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول ﷺ کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔ (سورۃ النساء ۵۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا حکم ہے، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا حکم ہے اور اولی الامر کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا حکم ہے، اور اگر دو بندوں میں اختلاف ہو جائے ایک کہے کہ یہ مسئلہ یوں ہے دوسرا کہے کہ یوں نہیں یوں ہے تو پھر حاکم اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کر کے اس کا فیصلہ کرے۔ اور جو وہ فیصلہ کرے تو مومنین کو چاہے کہ وہ اسے تسلیم کریں۔

حضرت جابر بن عبداللہ اس آیت (أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں ہیں کہ اولی الامر سے مراد أُولِي الْفِقْهِ وَالْخَيْر فقہ والے ہیں یعنی کہ فقہاء کرام۔ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ (مستدرک علی الصحیحین جلد ۱ ص ۲۱۱: صحیح)

اور صحابی کی تفسیر موفوع کہلاتی ہے جو کہ ہر حال میں حجت ہوتی ہے۔

: جلال الدین سیوطیؒ نے الاتقان میں بیان کیا ہے

''حدیث کے بعد تفسیر میں قولِ صحابی کا درجہ ہے کیونکہ صحابی کی تفسیر ان کے نزدیک بمنزلہ مرفوع کے ہے جیسا کہ امام حاکمؒ نے مستدرک میں کہا ہے۔ اور ابوالخطاب حنبلی کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ تفسیر صحابی کی طرف رجوع نہ کیا جائے جب ہم یہ کہیں کہ قول صحابی حجت نہیں مگر صحیح بات اس کا حجت ہونا ہے کیونکہ تفسیر صحابی روایت کی قسم سے ہے نہ کہ رائے کی قسم سے۔ میں (صاحب اتقان) وہی کہتا ہوں جو امام حاکمؒ نے کہا ہے کہ تفسیر صحابی مرفوع ہے''۔ (الإتقان ج2 ص 505، 506)

کیا لڑائی جھگڑے، تنازعے، یا کسی مسئلہ کی تحقیق کی صورت میں اولی الامر کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے؟

وَ اِذَا جَآءَہُمۡ اَمۡرٌ مِّنَ الۡاَمۡنِ اَوِ الۡخَوۡفِ اَذَاعُوۡا بِہٖ ؕ وَ لَوۡ رَدُّوۡہُ اِلَی الرَّسُوۡلِ
وَ اِلٰۤی اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡہُمۡ لَعَلِمَہُ الَّذِیۡنَ یَسۡتَنۡۢبِطُوۡنَہٗ مِنۡہُمۡ

اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یاڈر کی تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اسکو پہنچادیتے رسول تک اور اپنے حکموں تک تو تحقیق کرتے اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں۔

ویسے اولی الی الامر کا لفظی ترجمہ حاکم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مجتہد کو (اہل استنباط) کو حاکم قرار دے رہے ہیں۔ائمہ مجتہدین ہمارے حاکم ہیں، جنہوں نے اجتہادات (استنباط) کیئے ہیں اور اہل علم فقہاء کرامؒ نے انہی کو اپناامام تسلیم کر کے انکے اجتہادات کو اپنایا ہے اور مدون و مرتب کیا ہے اور اسی کو اگے چلایا ہے جو کہ سمٹ کر چار میں رہ گئے ہیں۔ ہمارے مجتہد حاکم امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں جن کا مذہب ہم تک متواتر پہنچا ہے،اور جن جن علاقوں میں دوسرے اہل سنت ائمہ کے مذاہب پہنچے تو وہاں کے اہلسنت انہی کے پابند ہیں بفضلہ تعالیٰ۔

اب غیر مقلدین حضرات یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جب غیر اولی الامر کا اولی الامر کے ساتھ اختلاف ہو تو غیر اولی الامر،اولی الامر کو چھوڑ دے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر اولی الامر غیر مجتہد کو اس بات کی اجازت دیں کہ وہ اولی الامر سے اختلاف رکھے۔

آپ ﷺ نے بھی اولی الامر (جو کہ اجتہاد کا اہل ہے) کے ساتھ جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے۔وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ (مسلم ج 3 حدیث: 274)

اور جھگڑا پیدا ہو بھی کیوں کر جبکہ نبی ﷺ کی واضح حدیث موجود ہے کہ اگر: "جب حاکم کسی بات کا فیصلہ کرے اور اس میں اجتہاد سے کام لے اور صحیح ہو تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر حکم دے اور اس میں اجتہاد سے کام لے اور غلط ہو تو اس کو ایک اجر ملے گا"۔(صحیح بخاری ج ۳ح؛ ۲۲۵۲)

ہاں پہلے حاکم مجتہد سے اختلاف رکھنے والا اگر اس جیسا مجتہد ہو تو اس کو تو اس سے اجتہادی اختلاف رکھنے سے کسی نے نہیں روکا اور اس صورت میں پہلے مجتہد کی بھی پیروی کی جاسکتی ہے جبکہ دوسرے مجتہد نے صرف اس جیسا اجتہاد سے ہی کام لیا ہے اور پہلے والے کو باطل نہیں قرار دیا۔

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث حضرات مذہب اربعہ میں موجود اجتہادی اختلافات کو چھوڑ کر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹانے کا دعوی کرتے ہیں اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس طرح چاروں مذہب کے اختلافات ختم ہو جائیں گے اور ایک ہی مذہب رہ جائے گا۔ جبکہ یہ بات غلط ہے پہلے اگر چار مذہب تھے تو ائمہ اربعہ کے مذاہب کو چھوڑنے کے بعد چار سے بھی زیادہ مذہب بن جائیں گے اور مزید اختلافات آجائیں گے جن میں اصولی بھی ہوں گے۔

اب ذرہ ہم چند مثالیں غیر مقلدین کے گھر سے دیں گے کہ انہیں نے کیا لوٹایا ہے اللہ اور رسول کی طرف

ا۔ منی پاک یا ناپاک

مولوی ابوالحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں ''منی پاک ہے۔۔۔۔اور کھانے کے متعلق دو قول ہیں''۔(فقہ محمدیہ صفحہ 41)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں ''ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ منی ناپاک، پلید اور نجس ہے''۔(فتاویٰ علمیہ صفحہ 210)

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب اپنے امام شوکانی صاحب غیر مقلد کے حوالے سے لکھتے ہیں ''یعنی صواب یہ ہے کہ منی نجس ہے''۔اور اگے حاشیہ میں لکھتے ہیں '' صحیح یہ ہے کہ منی نا پاک ہے''۔(فتاویٰ نذیریہ جلد1 ص335)

۲۔رکوع میں ملنے سے رکعات ہو گی یا نہیں

حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں ''جو شخص رکوع میں مل جائے اور وہ فاتحہ نہ پڑھ سکے تو اس کی وہ رکعات نہیں ہو گی''۔(فتاویٰ علمیہ صفحہ 373)

جبکہ مفتی عبدالستار صاحب غیر مقلد رکوع میں ملنے والے مقتدی کو رکعت پانے والا شمار کرتے ہیں ۔(فتاویٰ ستاریہ ج1 ص52)

۳۔ننگے سر نماز کا حکم

آج کل ہر ایک جاہل غیر مقلد نہ صرف ننگے سر نماز کا قائل ہے بلکہ اس طرح نماز پڑھنے کو سنت بھی سمجھتا ہے۔

جبکہ ان کے بڑے شیخ الاسلام ثناءاللہ امر تسری صاحب لکھتے ہیں '' ننگے سر نماز کو سنت کہنا بلکل غلط ہے یہ فعل سنت سے ثابت نہیں''۔(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص523)

۴۔عصر کے بعد نفل پڑھنے کا مسئلہ

غیر مقلدین کے پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب لکھتے ہیں ''حضور ﷺ سے جو عصر کے بعد نفل پڑھنا ثابت ہے وہ آپ کا خاصہ ہے' وہ ہمارے لیے نہیں''۔(رسائل بہاولپوری ص134)

جبکہ غیر مقلدین کے حافظ عبدالمنان نورپوری صاحب عصر کے بعد نفل پڑھنے پر پورا زور دے رہے ہیں۔

(مقالات نورپوری صفحہ 311)

۵۔آذان عثمانی

غیر مقلدین کے خطیب الہند مولوی جوناگھڑی صاحب لکھتے ہیں "(یہ آذان) صریح بدعت ہے کسی طرح جائز نہیں" (العیاذ باللہ)۔(فتاویٰ علمائے حدیث ج2ص106)

غیر مقلدین کے شیخ السلام مولانا ثناءاللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں " یہ آذان سنت خلفاء ہے اس کو گمراہی اور ضلالت کہنا بالکل غلو ہے۔جمہور صحابہ پر حملے کرنااور ربڑی جرأت ہے"۔(فتاویٰ ثنائیہ ج1ص435)

فرقہ اہلحدیث کے محدث العصر محب اللہ شاہ صاحب راشدی صاحب لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک آذان عثمانی پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے اور اجماع حجت ہے۔(مقالات راشدیہ ج1ص 271)

محب اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد نے نہ صرف آذان عثمانی کو حجت ثابت کیا ہے بلکہ اس پر کیئے جانے والے آج کل کے وکٹورینوں کے اعتراضات کے بھی جوابات دیئے ہیں۔ملاحظہ ہو(مقالات راشدیہ ج1 ص248تا272)

٦۔جرابوں پر مسح

غیر مقلدین کے ایک شیخ ابو محمد حافظ عبد الستار الحماد صاحب لکھتے ہیں ''جرابوں پر مسح جائز ہے''۔(فتاویٰ اصحاب الحدیث ج1 ص66)

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں ''جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے''۔(فتاویٰ نذیریہ ج1 ص327)

۷۔مال تجارت میں زکوۃ

فرقہ اہل حدیث کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امرتسری صاحب جو کہ مرزئیوں کے پیچھے بھی نماز پڑھا کرتے تھے خود فرقہ اہل حدیث نے اس کا اقرار کیا ہے دیکھئے(فیصلہ مکہ) یہ ان کے شیخ صاحب

مال تجارت میں زکوۃ کو واجب کہتے ہیں۔(فتاویٰ علمائے اہل حدیث ج7 ص84)

زبیر علی زئی صاحب مال تجارت پر زکوۃ فرض ہے کو اجماعی مسئلہ کہتے ہیں۔(تحقیقی مقالات ج5 ص114)

اور اجماع سے نکلنے والے کو اللہ نے جہنمی قرار دیا ہے۔(النساء115)

دوسری طرف فرقہ اہل حدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

مال تجارت میں زکوۃ نہیں۔(بدور الاہلہ ص102)

گویا کہ نواب صدیق حسن خان اس فرقے کے مجدد جو کافی عرصے تک غیر مقلدیت کی وکالت کرتے رہے اور جو ان پر اعتماد کرتے رہے سب اجماع کے منکر بدعتی اور جہنمی تھے۔

۸۔قربانی تین دن یا چار دن

غیر مقلدین کے امام شوکانی صاحب لکھتے ہیں "چار دن قربانی والا موقف راجح ہے"(نیل الاوطار جلد 5 صفحہ 149)

غیر مقلدین کے محدث العصر حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں "قول راجح یہ ہے کہ قربانی کے صرف 3 دن ہیں"۔(علمی مقالات صفحہ 219)

(تبصرہ: اگران جہلا سے ہی کسی مسئلہ کو راجح مرجوع کروانا ہے تو بہتر نہیں ائمہ اربعہؒ میں سے ہی کسی ایک کی تقلید کا پابند رہا جائے)

۹۔رکوع کے بعد ہاتھ کھلے چھوڑنے ہیں یا باندھنے ہیں

عبدالمنان نورپوری صاحب ایک سوال

"کیا رکوع کے بعد ہاتھ دوبارہ باندھنے چاہیں"؟ کے جواب میں فرماتے ہیں "نبی ﷺ سے ثابت نہیں"۔(قرآن وسنت کی روشنی میں احکام ومسائل ج2 ص238)

مگر اسی فرقے کے شیخ العرب والعجم بدیع الدین راشدی صاحب نے "رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا" نام کے رسالے کے علاوہ دس اور رسالے لکھے ہیں کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

ان میں سے کسی بات صحیح ہے اور کسی غلط؟ کس کی تحقیق معتبر ہے اور کس کی غیر معتبر؟ بندہ ان میں کس پر اعتماد کرے؟ کیا قرآن حدیث اتنی مشکل ہے انکا یہ مسئلہ بھی حل نہ ہو سکا؟ صاف ظاہر ہے کہ عوام کو یہ لوگ فقہاء سے ہٹا کر قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کے بہانے صرف اپنے پیچھے لگاتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

۱۰۔گھوڑے کی قربانی

’’ہمارادعویٰ ہے کہ کسی اہل حدیث نے گھوڑے کی قربانی کافتویٰ نہیں دیا‘‘ ۔(تحفہ حنفیہ ص303)

’’گھوڑے کی قربانی بھی سنت ہے‘‘۔(فتاویٰ ستاریہ ج1ص146)

گائے اونٹ، بھیڑ، بکری،اور گھوڑے کے علاوہ قربانی سنت اورثابت نہیں۔(فتاویٰ علمائے حدیث ج3 ص56)

۱۱۔ بھینس کی قربانی

بھینس کی قربانی جائزہے۔

ثناءاللہ امرتسری(فتاویٰ ثنائیہ ج1ص807)

حافظ محمد گوندلوی(ہفت روزہ الاعتصام ج20شمارہ10،9،ص29)

عبدالقادر حصاروی(اخبارالاعتصام ج26شمارہ150بحوالہ فتویٰ علمائے حدیث ج13ص71)

ابوعمر عبدالعزیزنورستانی(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ از حافظ نعیم الحق ملتانی ص154)

حافظ عبدالقہار(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص156)

حافظ احمداللہ فیصل آبادی(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص159)

پروفیسر سعد مجتبیٰ السعدی(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص18)

مولوی محمد رفیق الاثری فرماتے ہیں: یہ مسئلہ کہ قربانی میں بھینس ذبح کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ سلف صالحین میں متنازعہ مسائل میں شمار نہیں ہوتا چند سال سے یہ مسئلہ اہل حدیث عوام میں قابل بحث بنا ہوا ہے۔ (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص19)

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں۔

زبیر علی زئی

(فتاوی علمیہ المعروف توضیح الاحکام جلد دوم ص 181)

عبدالمنان نورپوری صاحب بھی بھینس کی قربانی نہ کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ دیکھئے (احکام و مسائل ج1 ص434)

۱۲۔ مسجد کے اوپر ناجائز کاروبار کے پیسے لگانا

"ناجائز کاروبار کے پیسے مسجد کی تعمیر پر نہیں لگانے چاہیں۔ ایسے فعل کا ارتکاب کرنا شریعت کی نگاہ میں درست نہیں"۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج1 ص551)

"مسجد کے اوپر کنجری کا مال لگانا جائز ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں" (کتاب الامارۃ ج1 ص85)

قارئین کرام! لیجئے شریعت کو معاذاللہ انہوں نے اپنی خالہ جی کا گھر بنا رکھا ہے۔ خود سے مسئلہ لکھ کر نام شریعت کا لکھ دیتے ہیں۔

۱۳۔ مرغ کی قربانی

"شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے" (فتاویٰ ستاریہ ج2ص72)

دوسری طرح ان کے دوسرے مولوی صاحب مرغ کی قربانی کو جائز نہیں سمجھتے۔(فتاویٰ علمائے حدیث ج 13ص76)

۱۴۔ایک مٹھی داڑھی

فرقہ اہلحدیث کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

ہاتھ کے ایک قبضے کے برابر کر زائد کٹوادینا جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج3ص123)

فرقہ اہلحدیث کے محدث ناصرالدین البانی صاحب لکھتے ہیں:

"مٹھی سے نیچے کے بالوں کو کاٹنا جائز ہے"۔(فتاویٰ البانیہ ص236)

دوسری طرف

عبدالمنان نورپوری صاحب داڑھی کے بڑھانے کو فرض لکھتے ہیں:

عبدالمننان نورپوری صاحب غیر مقلد کو ایک سوال آیا جس میں تھا کہ "البانی صاحب نے قبضہ کا مسئلہ بیان کیا کہ ایک مٹھی سے زیادہ داڑھی نہیں رکھنا چاہیئے" کے جواب میں لکھتے ہیں:

"آپ نے لکھا ہے کہ "الشیخ البانی رحمہ اللہ نے قبضہ کا مسئلہ بیان کیا کہ ایک مٹھی سے زیادہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ زیادہ سنت نہیں" شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا لکھا؟ کیا فرمایا؟ تو ان کے الفاظ سامنے آنے سے ہی پتہ چل سکتا ہے برائے مہربانی ان کے وہ الفاظ لکھ بھیجیں جن سے آپ نے مندرجہ بالا باتیں اخذ کی ہیں البتہ اتنی بات معلوم ہونی چاہیے کہ داڑھی بڑھانا فرض ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے { اَعْفُوْا اللِّحٰی} بعض احادیث وروایات میں {وَفِّرُوْا} اور {اَرْخُوْا} کے لفظ بھی وارد ہوئے ہیں اور کوئی قرینہ کتاب وسنت میں موجود نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امر کو اس کی حقیقت وجوب سے مجاز ندب واستحباب کی طرف پھیر لے اور ظاہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا الفاظ کٹانے اور منڈانے کے منافی ہیں رہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی قبضہ والی روایت تو وہ موقوف ہے اور معلوم ہے موقوف سے شریعت ثابت نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہ حکماً مرفوع نہ ہو اور یہ قبضہ والی حدیث موقوف حکما مرفوع نہیں۔

(احکام ومسائل ج1 ص517)

معلوم ہوا کہ فرقہ اہلحدیث کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امرتسری صاحب اور ناصر الدین البانی صاحب دونوں فرض کے منکر تھے۔

۱۵۔امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز ہو گی یا نہیں۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے محدث حافظ محمد گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

"اہل حدیث امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہ پڑھنے والے کو بے نماز سمجھتے ہیں حالانکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے امام بخاری سے لے کر محققین علماء اہل حدیث تک کسی تصنیف میں یہ دعوی نہیں کیا گیا"۔

(خیر الکلام ص14)

لعنت اللہ علی الکاذبین

مفتی عبد الستار صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں

"فاتحہ ہر ایک مقتدی و منفرد و امام پر واجب ہے اور اس کے ترک سے بالکل نماز نہیں"۔

(فتاویٰ ستاریہ ج1 ص54)

فرقہ اہلحدیث کے شیخ الکل میاں نذیر حسن دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"فاتحہ خلف الامام پڑھنا فرض ہے بغیر فاتحہ پڑھے ہوئے نماز نہیں ہوتی"۔

(فتاویٰ نذیریہ ج1 ص398)

محب اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں

"سورۃ فاتحہ کے سوائے کوئی بھی نماز ہر گز نہیں ہو گی۔ صرف ایک رعکت میں بھی نہیں پڑھی تو اس کی وہ رکعت نہیں ہوئی وہ نماز خواہ اکیلے پڑھے یا پڑھنے والا امام ہو یا مقتدی"۔

(مقالات راشدیہ ص67)

یہاں غیر مقلدین بڑے بڑے نااہل مولویوں نے جمہور امت کی نماز کو کیسے باطل قرار دے دیا ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ ان کے اس مسئلہ کی ایک بھی صحیح صریح مرفوع حدیث دنیا میں موجود نہیں۔

ے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز ہو گی یا نہیں۔

۱۶۔ مسئلہ تراویح

فرقہ اہلحدیث کے ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں

" بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت رسول نہیں بلکہ بدعت ہے"۔

(مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف ص 69)

دوسری طرح فرقہ اہلحدیث کے ایک اور مولوی صاحب (مولانا غلام رسول صاحب) نے بیس رکعت تراویح کے اثبات پر ایک رسالہ لکھ مارا ہے جس کا اردو ترجمہ ینابیع مولانا سرفراز خان صفدرؒ نے کیا ہے۔

غیر مقلدین کے ایک مولوی ڈاکٹر بہاوالدین صاحب نے ایک بات لکھی ہے آج غیر مقلد پر پوری فٹ آتی ہے " ہاں بعض عوام کالانعام گروہ اہل حدیث میں ایسے بھی ہیں جو اہل حدیث کہلانے کے مستحق نہیں۔ ان کو لامذہب بدمذہب ضال منصل جو کچھ کہو زیبا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ خود کتاب و سنت کا علم رکھتے ہیں نہ اپنے گروہ کے اہل علم کا اتباع کرتے ہیں۔ کسی سے کوئی حدیث سن کر یا کسی اردو مترجم کتاب میں دیکھ کر نہ

صرف اس کے ظاہری معنی کے موافق عمل کرنے پر صبر واکتفا کرتے ہیں۔ بلکہ اس میں اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط واجتہاد بھی شروع کردیتے ہیں۔ جس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔(تاریخ اہل حدیث ص164)

بے شک یہ لوگ ائمہ سے ہٹا کر لوگوں میں صرف فتنہ ڈال رہے ہیں کوئی اللہ رسول کی طرف رجوع نہیں ان کا صرف بہانہ ہے اختلاف ختم کرنے کا کہ ائمہ اربعہ کو چھوڑو ہم جاہلوں کے پیچھے لگ جاؤ تو یوں اختلاف ختم ہو جائے گا نہیں بلکہ انہوں نے مزید اختلافات پیدا کئے ہیں جس میں ہر دوسرے فریق کو گمراہی پر، اسے بدعتی قرار دینا یا اس کے مسئلہ کو کالعدم قرار دینا لازم آتا ہے جس سے سوائے فتنے کے اور کیا توقع رکھی جاسکتی ہے۔

اور فتنے کے متعلق اللہ پاک قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ(البقرة 191)

''فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے''۔

ان کے عقائد میں بھی آپس میں اختلافات ہیں

یہ وہ اختلافات ہیں جن میں ایک فریق کا گمراہی پر ہونا لازم آتا ہے۔

جیسے شیعہ اور مرزئی اپنے عقائد کی بناپر صریح گمراہ بلکہ کافر ہیں عقائد کا اختلاف جو گمراہی سے شروع ہوتا اور حد کفر تک پہنچتا ہے۔

ا۔اللہ کہاں ہے۔

آج کل غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف عرش پر ہے اور کہیں بھی نہیں۔

جبکہ ان کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں " اللہ بذات خود اور بعلم خود ہر چیز پر ہر کام پر حاضر ہے" (تفسیر ثنائیہ ص 347)

غیر مقلدین کے مجدد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں "ہمارے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ استواء علی العرش اور اللہ کا آسمان پر ہونا اور مخلوق سے بائن ہونا اور اس کا قرار اور معیت اور جو بھی صفات آئی ہیں کیفیت بتانے اور علم و قدرت کے ساتھ تاویل کرنے کے بغیر ظاہر پر جاری ہیں"۔ (کتاب الجوائز والصلات ص 262)

جبکہ آج کل ہر جاہل غیر مقلد اس کی علم کے ساتھ تاویل صرف حقیقت کا انکار کرنے کیلیئے کرتا ہے۔ وہ اللہ کو ذات کے ساتھ قریب نہیں مانتا لیکن اللہ قریب ہے کو علم کے ساتھ تاویل کر کے جان چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب ایک سوال " قریب و معین واحاطہ جو صفات باری تعالیٰ ہیں آیا یہ بالذات ہیں یا باالعلم ہیں" کے جواب میں لکھتے ہیں "قریب و معین وغیرہ صفات میں بہت اختلاف ہے بعض باالذات مراد سے تاویلات کرتے ہیں اور بعض بالعلم لیتے ہیں لیکن تحقیق مذہب جمہور کا یہ ہے کہ جملہ صفات باری کا ایمان بغیر سوال کیف اور بلا تشبیہ لانا چاہیئے یہ تحقیق مطابق مذہب اہل سنت ہے"۔ (فتاویٰ نذیریہ ج 1 صفحہ 4)

اگے لکھتے ہیں " ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اور ہر چیز کی ہر وقت خبر رکھنا خاص ذات وحدہ لاشریک لہ باری تعالیٰ کے واسطہ ہے۔ کسی دوسرے کے واسطے اس صفت کو لگانا یا سمجھنا کھلا ہوا شرک ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج 1 ص 7)

تبصرہ: جب بریلوی حضرات نبی ﷺ کو بذات خود ہر جگہ حاضر مانتے ہیں تو غیر مقلدین انہیں مشرک کیوں کہتے ہیں؟ جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر ناظر نہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ کو یا کسی اور کو ہر جگہ حاضر ناظر ماننے سے اللہ کے ساتھ شرک کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ رب العزت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور بے شک ہیں تو پھر اس کے بعد اگر کوئی بندہ کسی اور کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھے گا تو اس طرح سے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہو گا جبکہ آج کل کے غیر مقلدین اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر ناظر ماننے کا ہی انکار کرتے ہیں معاذ اللہ۔

۲۔ عقیدہ حیات النبی ﷺ

آج کل بعض غیر مقلدین حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ اور بقیہ تمام لوگوں کے صرف روح کے عذاب و ثواب کے قائل ہیں اور جسم کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جسم کو نہ عذاب ہو تا ہے نہ ثواب ہوتا ہے عذاب و ثواب صرف روح کو ہوتا ہے۔ جبکہ

غیر مقلدین کے ایک بزرگ اور فتاویٰ ستاریہ کے مصنف لکھتے ہیں "جو شخص آپ ﷺ کی قبر پر جا کر سلام کہتا ہے اس کا سلام آپ خود سنتے ہیں یہاں سے نہیں سنتے کیونکہ فرشتے پہنچانے کیلئے اللہ نے مقرر فرمائے ہیں"۔ (فتاویٰ ستاریہ ج4 ص91)

قبر کے قریب آپ ﷺ خود درود سنتے ہیں اور قبر سے دور اگر کوئی درود پڑے تو اسے فرشتے پہنچا دیتے ہیں اس مطلب صاف ظاہر ہے کہ یہی اس دنیا والی قبر میں موجود برزخی زندگی کا حامل جسم میں حیات بے شک موجود ہے جس کا شعور ہم نہیں رکھ سکتے۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب بھی حیات النبی ﷺ کے قائل تھے اور یہی بات وہ بھی تحریر فرماتے ہیں (فتاویٰ نذیریہ ج1 ص7)

یاد رہے یہ عقائد کا مسئلہ ہے اس میں اجتہادات کر کے اختلاف رکھنے کی گنجائش نہیں ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے پر عقائد تبدیل ہو جائے۔ بعد والا اگر کہے کہ میں نے تحقیق کر کے ان کے عقائد کی دلیل کو کمزور ثابت کر کے عقیدہ بدل لیا ہے تو یہ اس کی اپنی گمراہی ہے۔ عقائد شروع اسلام سے ایک ہی چلے آرہے ہیں۔ اس لئے غیر مقلدین انکی پیش کردہ اس روایت پر جرح کے کے جان نہیں چھڑا سکتے انہیں ماننا پڑے گا کہ یا تو وہ خود گمراہ ہیں یا پھر ان کے یہ بڑے گمراہ تھے۔

۳۔ سماع موتی

یہ مسئلہ اتنا اہم اور بحث طلب کبھی نہیں رہا آج کل غیر مقلدین نے اسے کفر اسلام کا پیمانہ بنا رکھا ہے، صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "دفنانے کے بعد مت جوتیوں کی آواز سن رہی ہوتی ہے"۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۱۷۸) بے شک آپ ﷺ نے سچ فرمایا اس سے مردوں کا سننا ثابت ہو گیا۔ لیکن مردہ سن کر ہماری بات کا جواب نہیں دے سکتا نہ اس کو کچھ سنانے کا اسے کچھ فائدہ ہے نہ ہمیں کوئی فائدہ ہے اسلئے اس موقع پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مردہ سنتا نہیں سن کر جواب نہ دینے سے مردوں کا نہ سننا ثابت نہیں ہوتا کراماً کاتبین بھی ہمارے کندھوں پر بیٹھے ہیں ہم انہیں نہیں سن سکتے وہ ہمیں سن سکتے ہیں دیکھ سکتے ہیں اب کوئی کہے انہیں کچھ سنانا ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ سنتے نہیں۔

سماع موتی کے قائل کے بارے میں آج کل کچھ جاہل غیر مقلدین شرک و کفر کا فتویٰ لگتے ہیں

جبکہ ان کے ایک بزرگ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب لکھتے ہیں" حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ دونوں بزرگ نہ صرف سماع موتی کے قائل تھے بلکہ اسی طبقات صوفیہ سے تعلق رکھتے تھے"۔(روح عذاب قبر اور سماع موتیٰ ص55)

گویا اگر سماع موتیٰ کا قائل مشرک ہے تو ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ دونوں مشرک ہوئے۔العیاذ باللہ۔جاہل غیر مقلدین کو بے تکے فتوے دینے سے پہلے تھوڑا سوچ لینا چاہئے۔

غیر مقلدین کے امام شوکانی صاحب لکھتے ہیں" ہر مردہ سنتا ہے سماع ہر مردے کیلئے ہے"۔(نیل الاوطار ج5ص264)

لطیفہ

سماع موتی کے متعلق غیر مقلدین کے کچھ پڑھے لکھے جاہلوں کے نزدیک ایک عجیب وغریب فلسفہ پایا جاتا ہے۔غیر مقلدین کے ایک پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب نے تو ایک ہی صفحے پر بڑی ہی عجیب بات لکھ دی چنانچہ فرماتے ہیں

"مردے نہیں سنتے وہ مردہ ہی کیا جو سنے"۔(آیئے عقیدہ سیکھئے صفحہ 177)

"مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے"۔(آیئے عقیدہ سیکھئے صفعۃ 177)

تبصرہ:پروفیسر صاحب کیا یہ اب مردہ نہیں رہا جو سن رہا ہے؟

۴۔صرف روح کو عذاب وثواب ہوتا ہے یا روح اور جسم دونوں کو

آج کل کئی غیر مقلدین حضرات خاص کر حیات النبی ﷺ کے منکر صرف روح کیلئے عذاب وثواب کے قائل ہیں جسم کو عذاب وثواب ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ یہ ان کا ایک غلط عقیدہ ہے۔ اگر جسم کے ساتھ بھی عذاب وثواب کا معاملہ مان لیا جائے تو حیات النبی ﷺ کا عقیدہ ثابت ہو جائے گا کیونکہ اگر عام مردے کا جسم عذاب وثواب کا ذائقہ چکھ سکتا ہے تو انبیاءؑ کو کیا اتنا بھی حق نہیں کہ ان کا جسم عذاب تو نہیں لیکن ثواب کا مزہ چکھ سکے اور اس قدر چکھ رہا ہے کہ قرآن نے ان کو مردہ گمان کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

غیر مقلد زبیر علی زئی کے استاد حافظ عبد لمنان نور پوری صاحب لکھتے ہیں
عذاب وثواب جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے۔(قرآن وسنت کی روشنی میں احکام ومسائل جلد ۱ صفحہ ۶۵)
مولوی صاحب عام مردے کیلئے جسم اور روح دونوں کیلئے عذاب وثواب مان رہے ہیں اب سوال یہ ہے کہ عام مردے کو تو روح اور جسم دونوں کے ساتھ عذاب وثواب مانا جارہا ہے اور شہداء اور انبیاء کو معاذ اللہ اتنی بھی سہولت حاصل نہیں کہ بغیر جسم کے ثواب مانا جارہا ہے۔ اگر جسم کو عذاب وثواب ہو سکتا ہے تو انبیاء اور شہداء کے جسموں کو یقیناً عذاب نہیں ثواب ہی ہے جو کہ ان کے جسم محسوس کر سکتے ہیں اور یہی حیات الانبیاء اور حیات الشہداء ہے، اب اللہ تعالیٰ روح کے ساتھ یا جسم کے ساتھ جیسا بھی معاملہ کریں اس سے نہ جسم کی حیات کا انکار لازم آئے گا نہ ہی روح کی حیات کا انکار لازم آسکتا ہے، اللہ جو چاہے ان کے ساتھ معاملہ کریں، ہم اسے اللہ ہی کی قدرت سمجھنا ہو گا۔
اور اگر ہمارا کوئی غیر مقلد دوست اس کے بعد بھی بھول کر یہ کہہ دے کہ میں جسم کیلئے عذاب وثواب نہیں مانتا تو اس کیلئے امام ابن تیمیہؒ کا قول نقل کر دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں
"جو شخص یہ کہے کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے جسم کو نہیں تو ایسا شخص بالاجماع کافر ہے"۔
(فتاوی ابن تیمیہ جلد 4 صفحہ 282)

۵۔ اللہ کی صفت "ید"

فرقہ اہل حدیث کے ایک بزرگ بدیع الدین راشدی صاحب جنہیں یہ فرقہ شیخ العرب والعجم کہتا ہے فرماتے ہیں:۔

''صفات باری تعالیٰ پر مشتمل تمام آیات قرآنی متشابہات کے دائرہ میں آتی ہیں''۔(امامت کا اہل کون ص10)

دوسری طرف زبیر علی زئی صاحب جو کہ اس فرقے کے محدث العصر کہلائے جاتے ہیں فرماتے ہیں:

''اللہ کی صفت ''ید'' کو متشابہات میں سے کہنا اہل بدعت کا مسلک ہے''۔(اصول المصابیح ص38)

ان میں سے کون سا اہل حدیث سچا ہے اور کون سا اہل حدیث جھوٹا؟ان میں سے کون بدعتی ہے اور کون نہیں؟ان میں کس کی بات صحیح ہے اور کس کی صحیح نہیں۔

ثابت یہ ہوا کہ زبیر علی زئی کے مطابق اس کا استاد شیخ العرب والعجم بدیع الدین راشدی بدعتی تھا۔

٦۔اعادہ روح

اعادہ روح یعنی کہ مرنے کے بعد قبر میں روح کا لوٹنا

آج کل بعض لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانے والے مماتیوں اور مسعودیوں (یعنی جماعت المسلمین) کی طرح اعادہ روح کا بھی انکار کرتے ہیں۔

جبکہ

فتاویٰ علمائے اہل حدیث میں ان کے ایک مولوی صاحب عقائد علماء اہل حدیث کا عنوان قائم کر کے کچھ عقائد لکھتے ہیں'' قبر میں روح کا اعادہ بر حق ہے''۔(فتاویٰ علمائے اہل حدیث ج10 ص254)

ثناء اللہ امرتسری صاحب امام ابو حنیفہؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ''قبر میں روح کا واپس آنا حق ہے''۔(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص315)

عبد المنان نور پوری صاحب نے تو ایک ایسی بات لکھی ہے جس سے ساری غیر مقلدیت پر چھری پھر جاتی ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں:

''روح رسول اللہ ﷺ میں ایک مرتبہ لوٹادینے کے بعد نکالنے کا کوئی ثبوت نہیں''۔(قرآن وسنت کی روشنی میں احکام ومسائل ج2ص122)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

'' مومن کی روح بدن میں بھی ہوتی ہے اور جنت میں بھی'' (قرآن وسنت کی روشنی میں احکام ومسائل ج2ص395)

۷۔روح کا بدن کے ساتھ تعلق

فرقہ اہل حدیث میں آج کل مرنے کے بعد روح کا بدن کے ساتھ تعلق کے منکر بھی ہیں جبکہ

فرقہ اہل حدیث کے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی صاحب ایک سوال

''موت کے بعد غسل، جنازے اور دفن ہونے تک انسانی روح پر کیا بیتتی ہے''

کے جواب میں فرماتے ہیں

'' اس دوران میں بھی من وجہ روح کا تعلق بلا اعادہ بدن سے قائم رہتا ہے جس کا احساس اسے مختلف امور میں کرادیا جاتا ہے''۔(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج1ص244)

یعنی جس وقت میت کو ابھی دفنایا نہیں گیا ہوتا اور ابھی اس میں روح نہیں لوٹی ہوتی تب بھی روح کا تعلق بدن سے قائم رہتا ہے۔

۸۔ تعویذ کا مسئلہ

آج کل کی جاہل غیر مقلد عوام اور ان کے جاہل علماء کو تعویذ اور تمیمہ میں کوئی بھی فرق معلوم نہیں اسلئے ان کے نزدیک تعویذ مطلقاً شرک اور حرام ہے۔اور یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔

شمیم احمد سلفی غیر مقلد لکھتا ہے کہ:

تعویذ گنڈے کوڑی وغیرہ لٹکانا حرام ہے۔۔۔ تعویذ چاہے قرآن آیات اور اذکار مسنونہ پر مشتمل ہو حرام ہے"۔العیاذ باللہ

(تعویذ گنڈہ کی شرعی حیثیت ص10)

جبکہ ان کے بڑے بڑے علماء اسے ثابت اور جائز مانتے ہیں اور اس غیر مقلد کے فتوے کے مطابق حرامی ہوئے۔

چنانچہ فرقہ اہلحدیث کے شیخ الکل میاں نذیر حسن دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنا جائز ہے کوئی حرج نہیں"۔

(فتاویٰ نذیریہ ج3 ص298)

فرقہ اہلحدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب نے کتاب الداء والدواء کتاب التعویذات نام کی پوری کتاب لکھی ہے۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے محدث عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں:

قرآن اور سنت کے علاوہ بھی تعویذ جائز ہے۔

(تحفۃ الاحوذی ص169)

۹۔توسل

فرقہ اہلحدیث کے امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

توسل بعد الموت جائز ہے۔

(ہدیۃ المہدی ص48)

فرقہ اہلحدیث کے امام شوکانی صاحب توسل کے قائل ہیں اور اس بات کو انہوں نے اپنی کئی تصنیفات میں بیان بھی کیا ہے۔

وَفِي الْحَدِيث دَلِيل على جَوَاز التوسل برَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِلَى الله عز وَجل مَعَ اعْتِقَاد أَن الْفَاعِل هوالله // سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَأَنه الْمُعْطِي الْمَانِع مَا شَاءَ كَانَ وَمَا يَشَأْ لم يكن

(تحفۃ الذاکرین 211)

فرقہ اہلحدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

"کسی نبی یا ولی یا عالم کے ساتھ توسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

(مجموعہ رسائل عقیدہ ص 402)

دوسری طرف اسی فرقے کے کئی جاہل جن میں ان کے علماء بھی شامل ہیں مختلف حیلے بہانے کر کے توسل کا انکار کرتے ہیں۔

(عقیدہ مسلم ص 126 وغیرہ)

۱۰۔ حجت اجماع

اس میں تو شک نہیں کہ عملاً غیر مقلدین اجماع کے منکر ہیں مگر تقیہ کر کے ان کے بعض علماء اجماع کو تسلیم بھی کرتے ہیں:

جیسے ایک مولوی صاحب ایک حنفی عالم کے خلاف بکتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہل حدیث کا مذہب ہے کہ دین کے اصول چار ہیں:

1 قرآن 2 حدیث 3 اجماع امت 4 قیاس مجتہد

اہلحدیث کا مذہب ص 58

اگر یہ بیان پڑھا ہے تو تمہارا اعتراض باطل ہوا اور اگر نہیں پڑھا تو اپنی انکھوں کا علاج کروالو"۔

(الحدیث 105 ص 46)

لعنت اللہ علی الکاذبین

مگر دوسری طرف ان کے عالم عبدالمنان نورپوری صاحب لکھتے ہیں:

"اجماع صحابہ اور اجماع ائمہ مجتہدین کا دین میں حجت ہونا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں"۔

(مکالمات نورپوری ص 85)

نورالحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

اجماع اور قیاس کی کوئی حیثیت نہیں۔

(عرف الجادی ص 3)

۱۱۔ حجت رائے وقیاس

فرقہ اہلحدیث کے محدث عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے قیاس کی مشروعیت ثابت ہے"۔

(تحفۃ الاحوذی ج 2 ص 43)

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کتاب اللہ پھر سنت رسول ﷺ اور پھر آثار ابی بکر و عمرؓ سے فیصلہ کرتے تھے اور اگر کوئی مسئلہ ان سے نہ ملتا تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد کرتے تھے۔

(فتاویٰ علمیہ ص 22)

فرقہ اہلحدیث کے امام شوکانی صاحب شرعی دلائل کی ترتیب میں لکھتے ہیں:

"سب سے پہلے قرآن اس کے بعد سنت اس کے بعد اجماع اور آخر میں قیاس"۔

(فقہ الحدیث ج 1 ص 105)

دوسری طرف فرقہ اہلحدیث کے مولوی نورالحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

اجماع اور قیاس کی کوئی حیثیت نہیں۔

(عرف الجادی ص 3)

عبد المنان نوری پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

اجماع و قیاس کا قانون سازی کی بنیاد ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔

(مکالمات نور پوری ص 85)

فرقہ اہلحدیث کے امام العصر محمد جونا گڑھی صاحب اپنی جہلات بکھیرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تعجب ہے جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے"۔

(طریق محمدی ص 40-41)

غیر مقلدین کے ایک مولوی ڈاکٹر بہاوالدین صاحب نے ایک بات لکھی ہے آج غیر مقلد پر پوری فٹ آتی ہے" ہاں بعض عوام کالانعام گروہ اہل حدیث میں ایسے بھی ہیں جو اہل حدیث کہلانے کے مستحق نہیں۔ ان کو لامذہب بدمذہب ضال منصل جو کچھ کہو زیبا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ خود کتاب و سنت کا علم رکھتے ہیں نہ اپنے گروہ کے اہل علم کا اتباع کرتے ہیں۔ کسی سے کوئی حدیث سن کر یا کسی اردو مترجم کتاب میں دیکھ کر نہ صرف اس کے ظاہری معنی کے موافق عمل کرنے پر صبر و اکتفا کرتے ہیں۔ بلکہ اس میں اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط و اجتہاد بھی شروع کر دیتے ہیں۔ جس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔(تاریخ اہل حدیث ص 164)

یہ تمام باتیں کافی ہیں غیر مقلدین کا عمل بالحدیث اور صرف قرآن حدیث کے جھوٹے نعرے اور دعوے کی پول کھولنے کیلئے۔ اور یہ لوگ ائمہ اربعہؒ کی تقلید سے نکال کر صرف اپنے جاہل مولویوں کی تحقیق کے پیچھے

لگاتے ہیں اور خود بھی اسی پر چلتے ہیں۔ اگر ان جہلا سے ہی کسی مسئلہ کو راجح مرجوع کروانا ہے تو بہتر نہیں ائمہ اربعہؒ میں سے ہی کسی ایک کی تقلید کا پابند رہا جائے۔

غیر مقلد عوام کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ انکے علماء ائمہ اربعہؒ کی تقلید سے ہٹا کر کوئی اللہ رسول کی طرف نہیں لے جاتے بلکہ اپنی اپنی تحقیق کے پیچھے آپ لوگوں کو چلا رہے ہیں۔

مورخ اسلام علامہ ابن خلدونؒ (المتوفی 808ھ) لکھتے ہیں:

جب مرتبہ اجتہاد تک پہنچنا رک گیا اور اس کا بھی خطرہ تھا کہ اجتہاد نااہلوں اور ان لوگوں کے قبضہ میں چلا جائے گا جن کی رائے اور دین پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا بڑے بڑے علماء نے اجتہاد سے عجز اور درماندگی کا اعلان کر دیا اور لوگوں کو ان چاروں ائمہ کی تقلید پر لگا دیا ہر شخص جس کی وہ تقلید کرتا ہے اس کے ساتھ رہے۔ اور لوگوں کو اس سے خبردار کیا کہ وہ ائمہ کی تقلید بدل بدل کر نہ کریں یہ تو دین سے کھیلنا ہو جائے گا اس کے سوا کوئی صورت ہی نہیں کہ انہی ائمہ اربعہ کے مذاہب آگے نقل کیے جائیں۔

(مقدمہ ابن خلدون باب 6 فصل 7 ص 448 مصر)

سوالات:۔

1:۔ ان دونوں فریقوں میں سے حق پر کون ہے؟

2:۔ کیا جماعت اہل حدیث اس دعویٰ میں جھوٹی ثابت ہو گئی جو وہ کیا کرتی تھی کہ ہم نے ائمہ ابعہؒ کے اجتہادی اختلاف کو اللہ رسول کی طرف لوٹا کر اختلافات ختم کر رہے ہیں؟

3:۔ ان میں سے آپ جس فریق کے مسئلہ کو ٹھیک نہیں سمجھتے تو اس کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ کہ وہ گمراہ ہے بدعتی ہے فاسق ہے اور ایسا عقیدہ یا مسئلہ اپنانے والا کیا ہے؟

4:۔ ان میں سے جس فریق کے مسئلہ کو صحیح نہیں سمجھتے تو اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ وہ اہلسنت میں شامل ہے کہ اس سے خارج ہے اور اس مسئلہ پر وہ گنہگار ہو گا؟

5:۔آپ کس طرح سے پتالگائیں گے کہ کس کا مسئلہ 100 فیصد صحیح ہے اور کون صریح غلطی پر ہے؟اور کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی اس پر کی جانے والی تحقیق 100 فیصد درست ہی ہو گی۔

6:۔اجتہادی اختلاف کیا ہوتا ہے؟کون کرتا ہے اجتہاد؟جو نہیں جانتا اجتہاد وہ کیا کرے؟اور کس کو اجتہاد کی اجازت نہیں؟

7:۔اصولی اختلاف کیا ہوتا ہے؟عقائد میں اختلاف کسے کہتے ہیں؟

8:۔اگر آپ کے یہ بڑے بڑے محقق اور اپنے وقت کے محدث شیخ الکل فلاں کہلانے والے اگر گمراہی پر تھے تو آپ کے بارے میں بندہ کیسے کہے کہ آپ حق پر ہیں؟

9:۔جب آپ کے یہ بڑے بڑے علماء قرآن حدیث کا دعویٰ کرنے والے قرآن حدیث کے خلاف عمل کرتے رہے تو آپ کے بارے میں بندہ کیسے کہے کہ آپ قرآن حدیث زیادہ سمجھ لیتے ہیں؟

10:۔جو لوگ اتنا علم نہیں رکھتے کہ خود قرآن وحدیث کی تحقیق کر سکیں اور وہ آپ کے علماء پر بھروسہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟اس اختلاف کے بعد تو وہ آپ کے علماء کی طرح ہی گمراہ قرار نہیں دیئے جائیں گے؟

11:۔آپ کا یہ کہنا کہ مذہب اربعہ حنفی شافعی مالکی حنبلی میں سے حق پر کون ہے آج آپ بتائے کہ آپ میں سے کون حق پر ہے اور کون گمراہی پر جو حق پر ہے اسے حق پر کہنے سے اور دوسرے کو باطل قرار دینے سے کیوں گھبراتے ہیں؟جیسے مذہب اربعہ کے متعلق آپ کا ہر ایک عالم وجاہل بے سوچ سمجھے کہا کرتا ہے۔

12:۔کیا آپ کہ ان علماء کا یہ دعویٰ نہیں تھا کہ ہم صرف قرآن حدیث مانتے؟کیا آپ کا بھی یہ دعویٰ نہیں؟ اگر آپ کے علماء واقعی میں اس دعویٰ میں سچے تھے تو پھر یہ ایسے اختلافات کہاں سے آگئے؟

13:۔اگر ان میں سے کوئی ایک ہی حق پر ہے اور دوسرا باطل ہے تو کیا آپ لوگ اپنی جماعت کی بدنامی کے ڈر سے حق کو چھپا کر رکھیں گے اور باطل کو پناہ دے کر رکھیں گے؟

14:۔جب کبھی بھی آپ کے سامنے آپ کے علماء کے حوالہ پیش کیئے جاتے ہیں تو آپ کا جاہل سے لے کر عالم تک ہر ایک یہی کہتا ہے کہ ہم ان کی مقلد نہیں ہم قرآن حدیث مانتے ہیں سوال یہ ہے کیا آپ لوگوں نے

قرآن حدیث کو صرف جان چھڑانے کا ذریعہ بنالیا ہے اور کیا جن کے حوالے آپ کو پیش کیئے جاتے ہیں وہ قرآن حدیث کے منکر تھے؟اور وہ کس کے مقلد تھے؟وہ بھی تو یہی کہتے تھے کہ ہم قرآن حدیث مانتے ہیں؟ پھر بھی گمراہ ہو گے؟